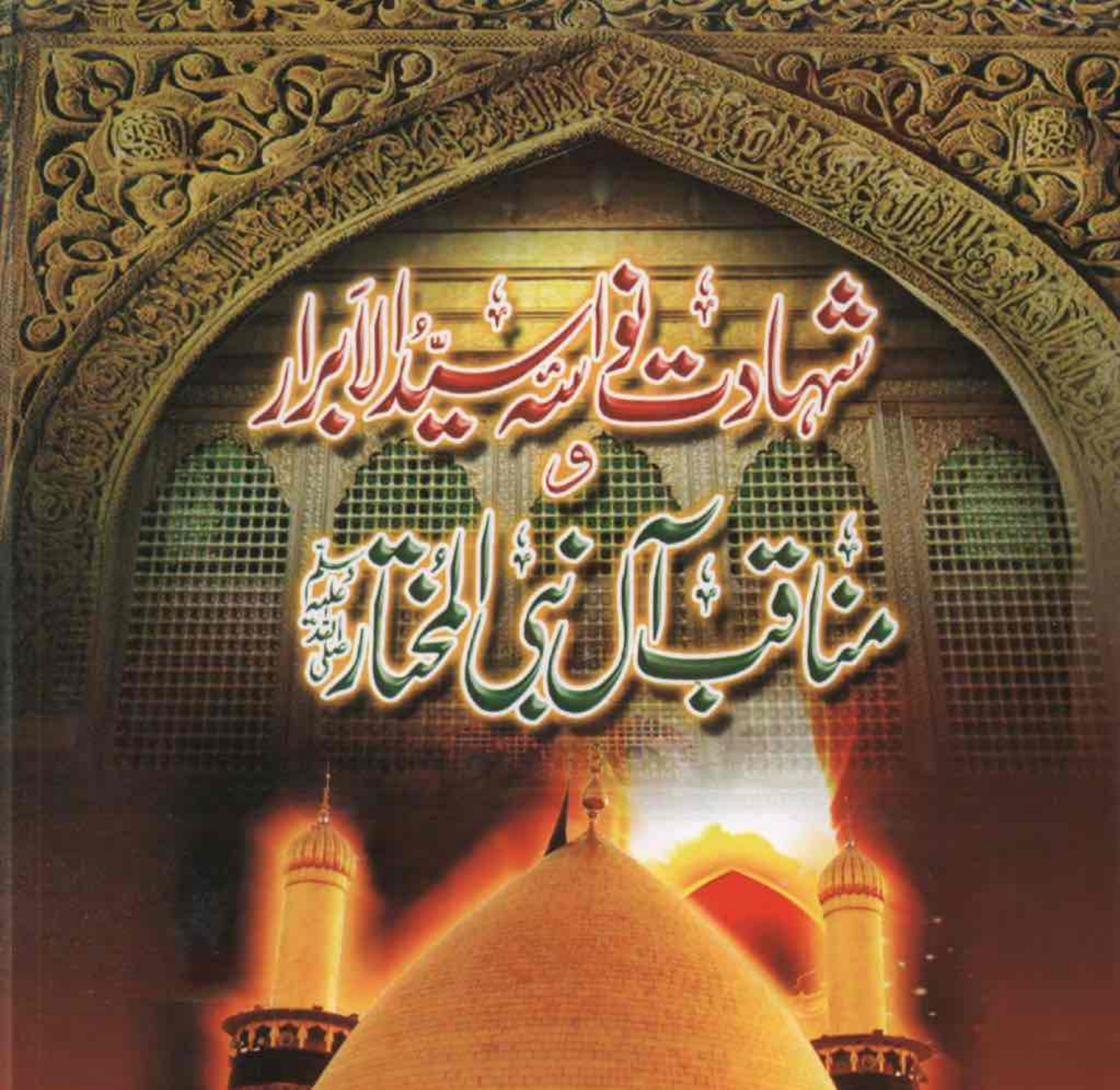

شہادت نواسۂ سید الابرار
و
مناقب آل نبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف
حضرت علامہ مولانا محمد عبدالسلام قادری رضوی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

بیت اللہ شریف کی قدیم تصویر

منظر المدينة المنورة من
جهة الباب الشامي

مدینہ منورہ شریف کی چند قدیم تصاویر

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

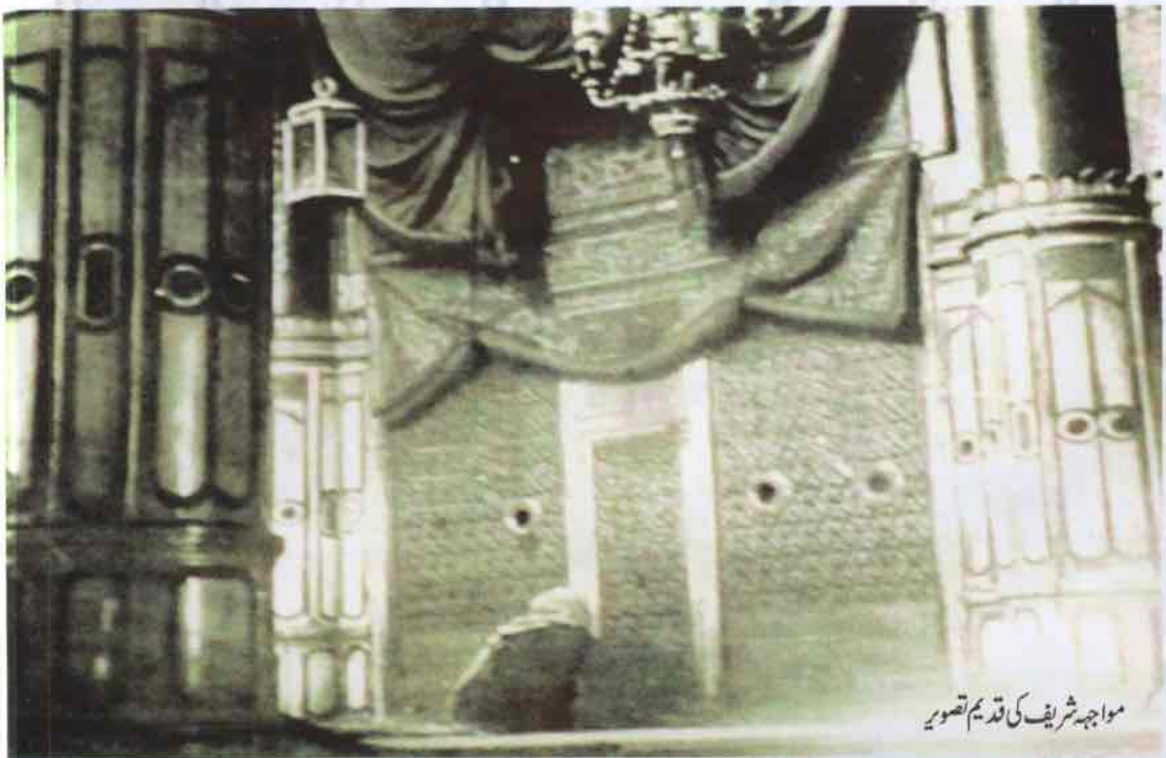

مواجہہ شریف کی قدیم تصویر

حضور ﷺ کے روضہ مبارک کا اندرونی منظر

حجرہ مبارک حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء (سلام اللہ علیہا)
اور غلاف کے نیچے آپ کا صندوق مبارک محفوظ ہے۔

جائے ولادت حضور نبی کریم ﷺ

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا گھر مبارک

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

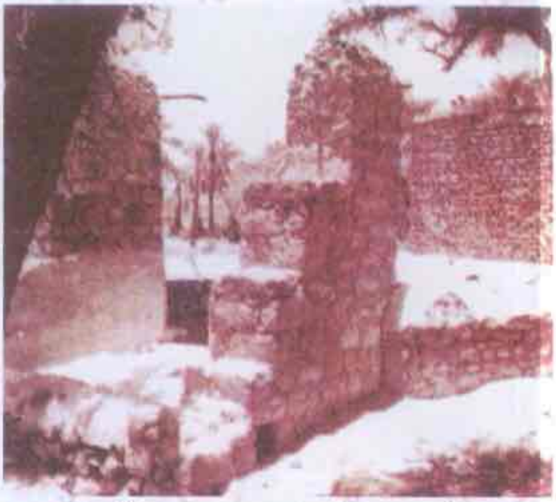

بئر غرس کی ایک قدیم تصویر جس میں رسول مقبول ﷺ نے اپنا لعاب دہن شامل فرمایا تھا۔

وہ صندوق جس میں نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک محفوظ ہیں

وہ صراحی جس میں سے
حضور نبی کریم ﷺ نے پانی پیا۔

لکڑی کا وہ پیالہ جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے پانی نوش فرمایا

نعلین مبارک حضور نبی کریم ﷺ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

چھڑی اور عصاء مبارک حضور نبی کریم ﷺ

موئے مبارک حضور نبی کریم ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ کی قمیص مبارک کی تصاویر

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

تلوار مبارک حضور نبی کریم ﷺ

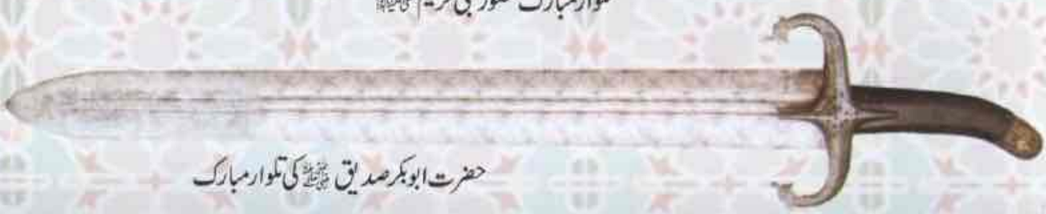

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تلوار مبارک

تلوار مبارک حضرت عثمان غنی ؓ

تلوار مبارک حضرت عمر فاروق ؓ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارک (قبل از انہدام)

جنت البقیع شریف کی انہدام سے قبل کی تصویر، تصویر میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن،
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے مزارات کی تصاویر نمایاں ہیں۔

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا (سلام اللہ علیہا) کا روضہ مبارک

قمیص مبارک حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا (سلام اللہ علیہا)

لباس عروسی حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا (سلام اللہ علیہا)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت سیّدۃ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کا گھر مبارک اور زیر استعمال اشیاء کی تصاویر

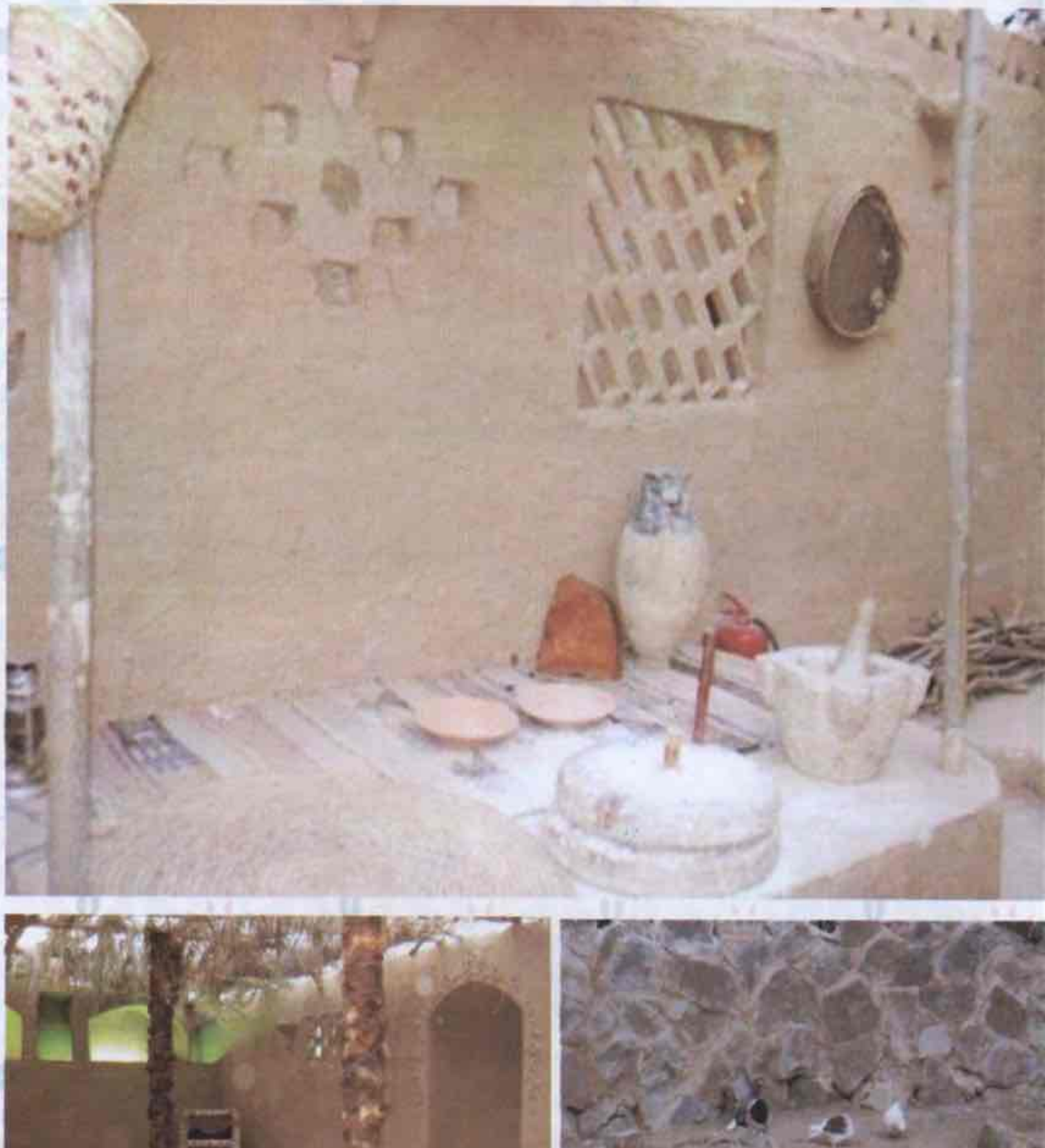

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت علی علیہ السلام کا روضہ مبارک (نجف اشرف)

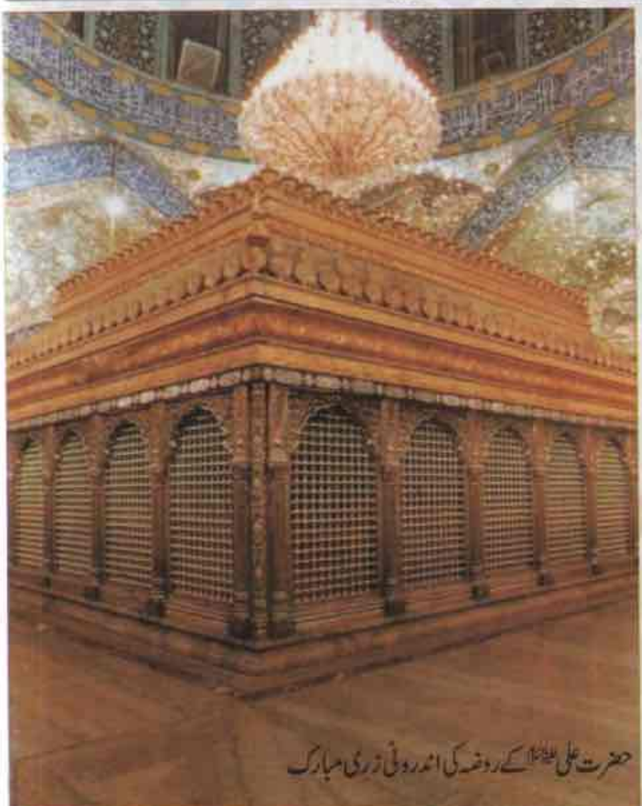

حضرت علی علیہ السلام کے روضہ کی اندرونی زری مبارک

کوفہ میں حضرت علی علیہ السلام کا گھر مبارک کا اندرونی منظر

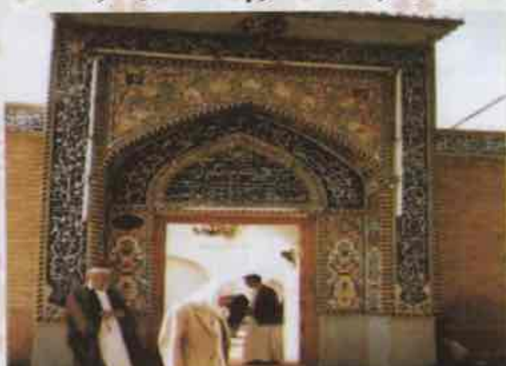

کوفہ میں حضرت علی علیہ السلام کے گھر مبارک کا بیرونی دروازہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

مقام غدیر کی وہ پہاڑی جہاں حضور ﷺ نے اعلان غدیر فرمایا

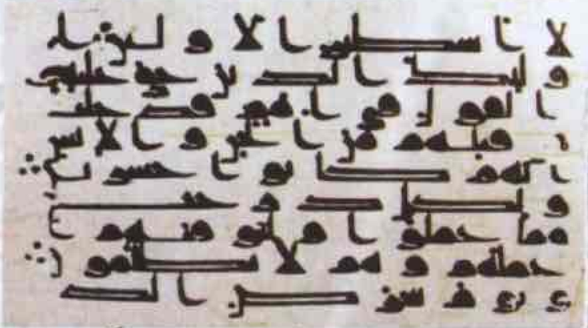

حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن پاک کا عکس

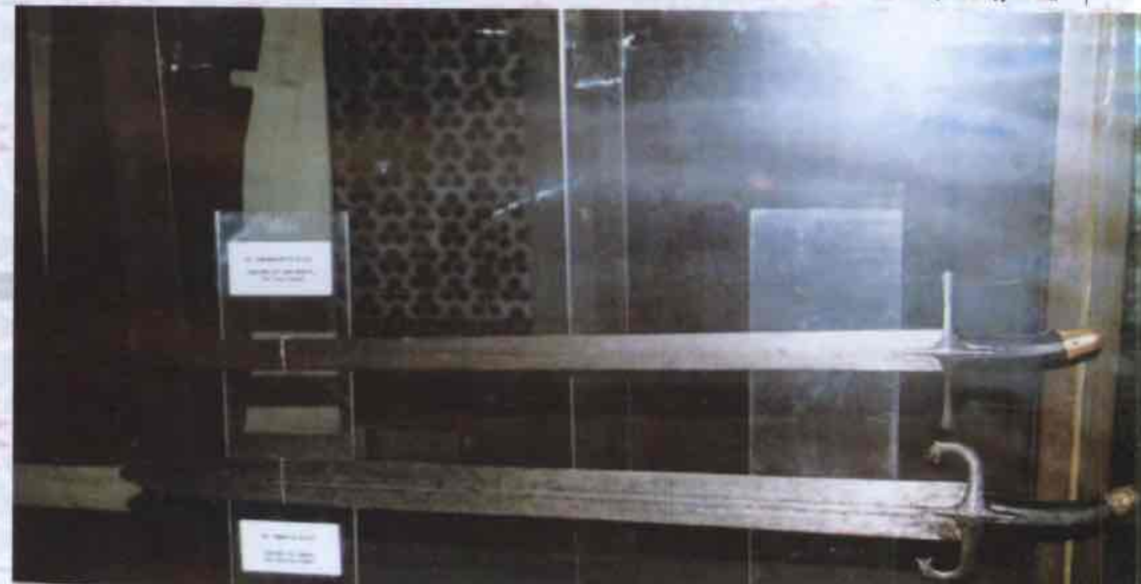

حضرت علی علیہ السلام کی تلوار

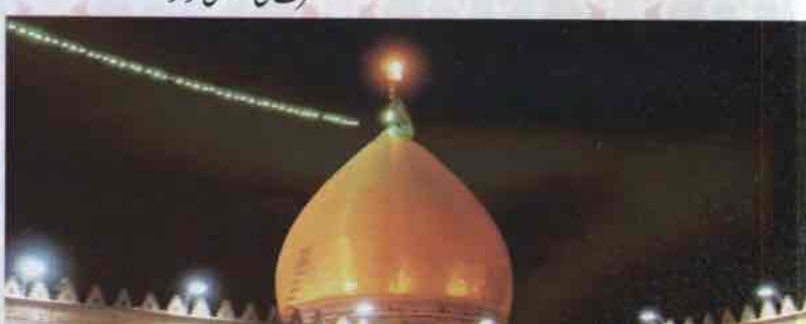

مسجد کوفہ

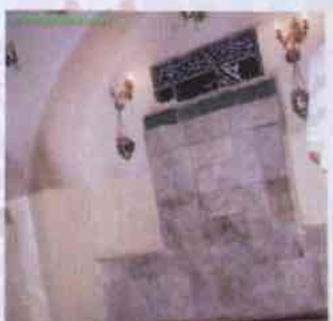

بیت علی علیہ السلام کوفہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت امام حسن علیہ السلام کا مزار مبارک (جنت البقیع)

جبہ مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام

قمیض مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

روضہ مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی اندرونی زری مبارک

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

میدانِ کربلا

دمشق میں 14 شہدائے کربلا کے سرہائے مبارک کا قبہ اقدس

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

روضہ مبارک سیّدنا عباس علیہ السلام علمدار ابن علی المرتضٰی در کربلا

جامع مسجد اموی میں محراب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

گھر مبارک حضرت سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ شریف

جامع مسجد اموی (شام)، دربار یزید کا وہ مقام جہاں پر یہ حکومت کے نظام اور ظلم و ستم کے آرڈر دیتا تھا۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

روضہ مبارک سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بمقام زینبیہ دمشق

روضہ اقدس حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ در کوفہ جامع مسجد

مزار مبارک ہانی بن عروہ بالمقابل مسجد کوفہ

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے روضہ کی اندرونی زری مبارک

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

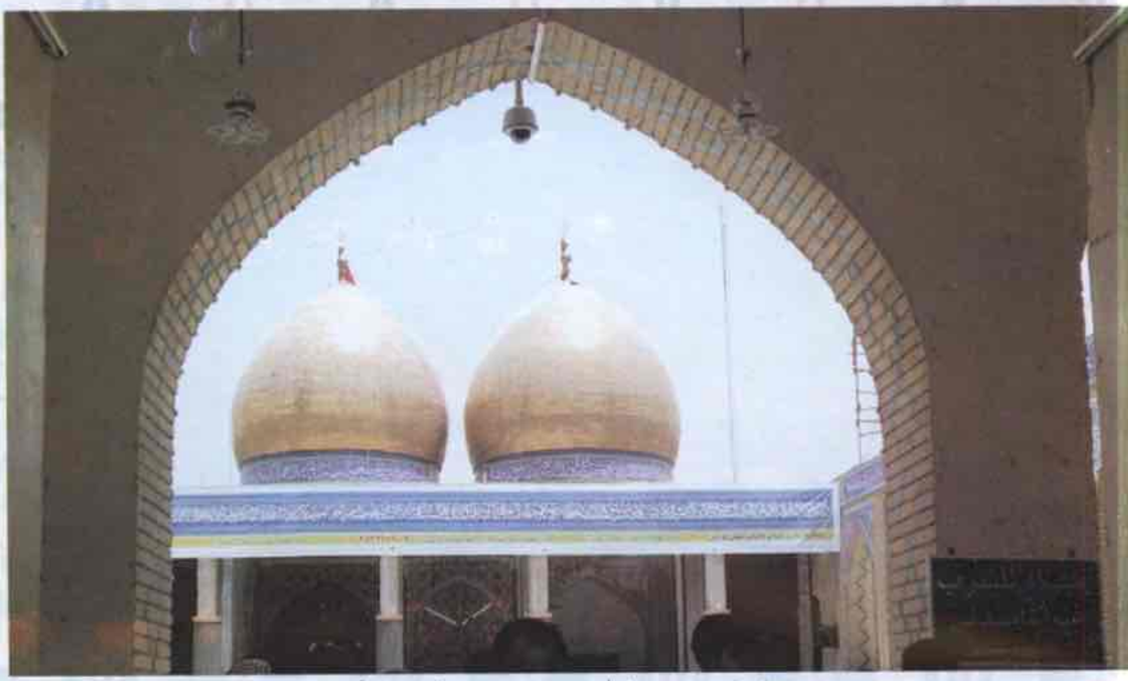

روضہ مبارک پسران حضرت مسلم رضی اللہ عنہ در وادی مسیّب قریہ اولاد مسلم

روضہ مبارک حضرت حُر رضی اللہ عنہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

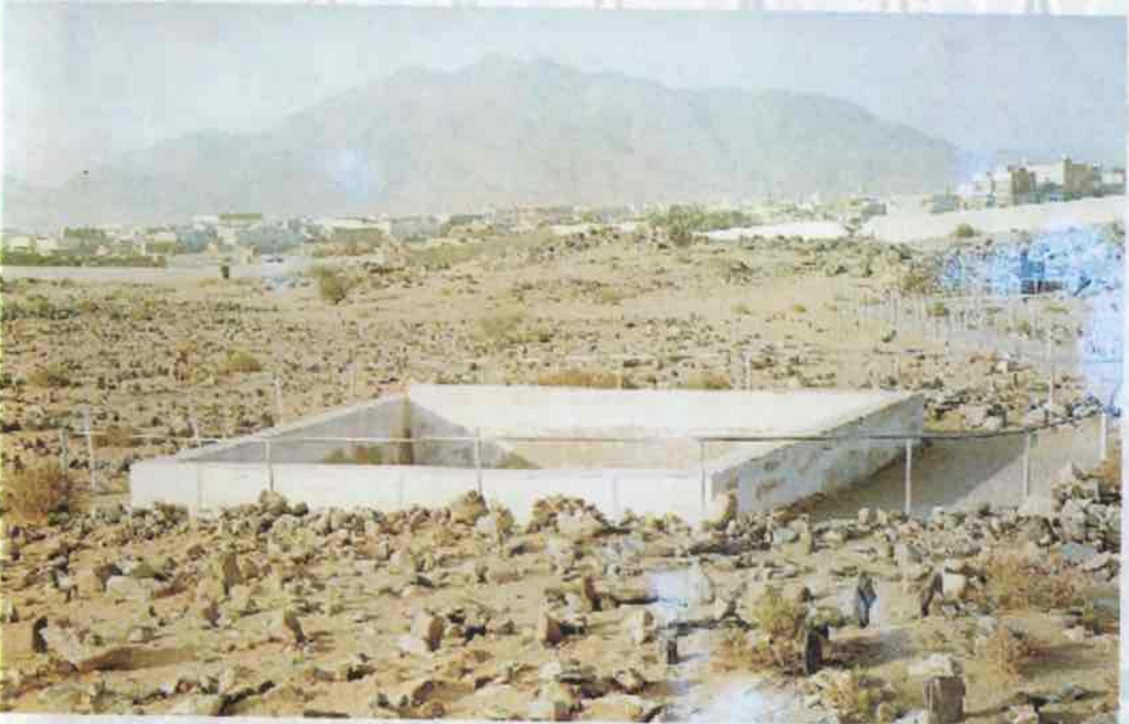

میدان بدر

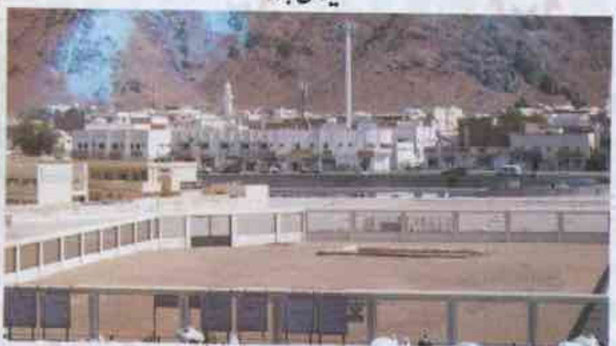

میدان احد (چاردیواری کے اندر شہدائے اُحد کی قبور مبارکہ)

وہ مقام جہاں غزوہ احزاب واقع ہوا

اُحد پہاڑ میں واقع غار جہاں غزوۂ اُحد میں
نبی کریم ﷺ نے آرام فرمایا

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

شانِ آلِ نبوت اور واقعہ کربلا پر ایک

بیمثال مدلل مفصل و تحقیقی جامع کتاب

شہادتِ نواسۂ سیدالابرار

و

مناقبِ آلِ نبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف
حضرت علامہ مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور 37313885
E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

جملہ حقوق بحق نوریہ رضویہ پبلی کیشنز محفوظ ہیں

نام کتاب	....	شہادت نواسہ سیّد الابرار و مناقب آل نبی المختار
مؤلف	....	ابو محمد عبد الحامد حضرت مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی
تاریخ اشاعت	....	اکتوبر ۲۰۱۲ء
کمپوزنگ	....	الحسین کمپوزنگ سنٹر لاہور
طابع	....	سیّد محمد شجاعت رسول قادری
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	....	1N0007
قیمت	....	روپے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور

فون: 042-37313885-37070663

مکتبہ نوریہ رضویہ

بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون: 041-2626046

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ

وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اجمالی فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
دیباچہ	۴۱
مقدمہ	۴۳
خطبہ	۴۴
باب ۱ حُبِ مصطفیٰ ﷺ	۴۵
باب ۲ اَزواجِ مصطفیٰ ﷺ	۴۸
ارشاد خداوندی بیویاں اور اولاد	۴۹
امہات المؤمنین ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	۴۹
ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۵۰
ام المؤمنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا	۵۲
ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۵۴
ام المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	۵۷
ام المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا	۵۸
ام المؤمنین حضرت سیّدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا	۵۸
ام المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا	۶۰
ام المؤمنین حضرت سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	۶۴
ام المؤمنین حضرت سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا	۶۶
ام المؤمنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	۶۷
ام المؤمنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا	۶۹
مصطفیٰ ﷺ کی باندیاں	۷۰
مطلقات النبی ﷺ	۷۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
باب ۳ ابناء الکرام مصطفیٰ ﷺ	۷۴
حضرت سیّدنا قاسم بن مصطفیٰ ﷺ	۷۴
حضرت سیّدنا عبداللہ بن مصطفیٰ ﷺ	۷۴
حضرت سیّدنا ابراہیم بن مصطفیٰ ﷺ	۷۵
وصالِ ابراہیم پر نبوت کی آنکھوں میں آنسو	۷۷
ابنِ رسول ﷺ کی نمازِ جنازہ اور تجہیز و تکفین	۷۸
وصالِ ابنِ رسول ﷺ پر سورج گرہن اور جنت میں ایامِ رضاعت	۷۸
باب ۴ بنات الکرام مصطفیٰ ﷺ	۷۹
حضرت سیّدہ زینب بنتِ مصطفیٰ ﷺ	۸۰
نواسی امامہ سے نبی علیہ السلام کا پیار	۸۱
اولادِ امامہ رضی اللہ عنہا	۸۲
نواسۂ علی سے حضور علیہ السلام کا پیار	۸۲
سیّدہ زینب کا وصال	۸۲
حضرت سیّدہ رقیہ سلام اللہ علیہا بنتِ مصطفیٰ ﷺ	۸۳
سبطِ رسول ﷺ عبداللہ کا انتقال	۸۳
حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ مصطفیٰ ﷺ	۸۴
نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت از کتبِ شیعہ	۸۶
حضرت سیّدہ فاطمہ بنتِ مصطفیٰ ﷺ	۸۶
ولادتِ طیبہ	۸۶
سیّدہ کے نام کی شان	۸۷
سیّدہ کے القاباتِ عظیمہ اور آپ کے خصائل	۸۷
سیّدہ زہرا اور مصطفیٰ ﷺ	۸۸
سیّدہ کا نکاح مبارک	۸۹
سیّدہ کا جہیز مبارک	۸۹
سیّدہ کی عبادت و ریاضت و تلاوت قرآن	۹۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور غیبی رزق	۹۱
سیدہ رضی اللہ عنہا کا غریبوں کی اعانت فرمانا	۹۲
سیدہ رضی اللہ عنہا اور پردہ	۹۲
پردہ کی اہمیت	۹۳
سیدۃ نساء العالمین وسیدۃ نساء اہل الجنۃ	۹۶
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدہ سے والہانہ محبت	۹۸
تعظیم سیدہ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۹۸
سیدہ کی خوشی و ناراضگی، اللہ تعالیٰ کی خوشی و ناراضگی	۹۹
الفت سیدہ منافع امت	۹۹
قیامت کے دن نداء ہوگی اہل محشر اپنی نگاہوں کو جھکالو فاطمہ بنت رسول کا ستر ہزار حوروں کے ساتھ گزر ہو رہا ہے	۱۰۰
وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۱۰۰
قبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال	۱۰۱
سیدہ کے گریہ وغم میں جہان کی شرکت	۱۰۱
سیدہ کی گود میں اونٹنی نے جان دے دی	۱۰۲
یوم محشر خون آلود قمیص اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۱۰۲
سیدہ کا وصال	۱۰۳
سیدہ کی جدائی اور سیدنا علی المرتضیٰ	۱۰۳
سیدہ کی اولاد طاہرہ	۱۰۴
سیدہ کی نماز جنازہ	۱۰۴
سیدہ کا مرقد اقدس	۱۰۵
باب ۵ اہل بیت نبوت در آیہ موّدت	۱۰۷
عظمت اہل بیت در آیہ مباہلہ	۱۰۸
انعامات الٰہیہ بر اہل بیت نبوت در آیات ابرار	۱۱۰
آیت فترضیٰ	۱۱۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۱۲	آیت صدقہ خصوصی عمل
۱۱۲	آیۂ سلام
۱۱۳	آیت حسنات
۱۱۳	آیتِ اولی الامر
۱۱۳	آیت اہلِ الذکر
۱۱۳	آیت حبل اللہ
۱۱۳	آیت ولیکم
۱۱۴	آیت مؤمن
۱۱۴	آیت وُدّ
۱۱۴	آیت بحرین ومرجان
۱۱۵	آیت ہاد
۱۱۵	آیت مرضات
۱۱۶	آیت صلوٰت
۱۱۷	محبتِ اہلِ بیت فرض اوران پر درود نہ پڑھنے سے نماز نہیں
۱۱۷	رافضی اور ناصبی
۱۱۷	محبت اہلِ بیت عینِ ایمان
۱۱۸	قرآن اور اہلِ بیت نبوت سے وابستگی نورِ ہدایت
۱۱۹	قرآن اور عترتِ رسول حوضِ کوثر پر
۱۱۹	گمراہی سے بچاؤ کا ذریعہ قرآن اور عترتِ رسول ﷺ
۱۱۹	کائنات کی سلامتی آلِ نبوت
۱۲۰	فوائدِ کثیرہ در محبتِ آلِ طاہرہ
۱۲۱	اہلِ بیتِ نبوت سفینۂ حضرت نوح علیہ السلام
۱۲۱	دینی دنیاوی واُخروی فوائد در حب آلِ رسول ﷺ
۱۲۲	اللہ جل جلالہ ورسول ﷺ واہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت
۱۲۲	اولاد کو تین باتوں کی تعلیم دو

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
اہلِ بیتِ مصطفیٰ ﷺ	۱۲۲
اہلِ بیت اور ازواج النبی ﷺ	۱۲۳
رجس کے معنی اَز روئے قرآن	۱۲۵
امتیازی شانِ اہلِ بیت سرکار ابد قرار	۱۲۶
لفظ اہل کی تحقیق اَز رُوئے قرآن (۸۰ آیات)	۱۲۸
متبعین پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۲۹
مالک پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۲۹
پروردہ منتظم پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۲۹
گھر میں مقیم پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۳۰
ہم عقیدہ پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۳۰
عاملین پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۳۱
لائق پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۳۱
تسلیم کرنے والوں پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۳۱
بیوی پر لفظِ اہل کا استعمال	۱۳۱
لفظِ آل کی تحقیق (۹ آیات)	۱۳۱
فصل۔ا	۱۳۳
قرآن اور اصحابِ رسول ﷺ	۱۳۳
باب۶ خلیفہء اوّل ابوبکر صدیق	۱۳۵
حضرت سیّدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ	۱۳۵
ولادتِ باسعادت	۱۳۵
ابتدائی حالات	۱۳۵
واقعۂ رویت شام اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شرفِ اسلام	۱۳۶
رفاقتِ نبوت اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۳۷
مالی قربانی اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۳۷
ہجرتِ رسالت مآب ﷺ اور رفیقِ غارِ ثور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۳۸
سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقتِ نبوت در غارِ ثور کا انتخاب	۱۳۹

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
حضور ﷺ کی خاطر اگر بیٹا بھی میری تلوار کی زد میں آجاتا تو اس کا سر بھی قلم کر دیتا (از سیدنا ابوبکر صدیق)	۱۴۰
مصطفیٰ ﷺ اور شجاعت عظمیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۴۱
تواضع و حلم و رحم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ	۱۴۲
قرآن و حدیث و تفسیر وانساب و تعبیر الرؤیا و حکمت و فصاحت و بلاغت کے علوم بحرِ نا کنار	۱۴۲
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۴۲
بارگاہِ نبوت کی عطا: ابوبکر عتیق اور صدیق رضی اللہ عنہ	۱۴۳
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عبداللہ کے صدیق ہونے پر تصدیق	۱۴۴
نزول بعض آیاتِ قرآنی بحق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۴۴
چاندی کی انگوٹھی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۴۵
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی اجمالی خصوصیات	۱۴۶
صحابہ کرام کو آپ کی وصیت	۱۴۹
سیدنا ابوبکر صدیق کا علم مافی الارحام: بیٹی ام کلثوم کے پیدا ہونے کی خبر دینا	۱۴۹
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارکہ	۱۵۰
آخری لمحات بوقت انتقال سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۵۰
وصیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرا جنازہ قبر رسول ﷺ کے دروازہ پر رکھنا اجازت ہو تو دفن کرنا	۱۵۱
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر آپ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ و اہلِ مدینہ کا حال	۱۵۲
حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ	۱۵۲
نمازِ جنازہ و روضۂ اطہر سے اجازت اور ابوبکر رضی اللہ عنہ گنبد خضریٰ میں مکین	۱۵۲
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ازواج و ابناء و بنات کے اسماء اور تعداد	۱۵۳
حالات ازواج و اولادِ امجاد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۵۴
باب ۷ خلیفۂ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۵۵
ولادت باسعادت	۱۵۵
زمانۂ طفولیت و جوانی	۱۵۵
بارگاہِ خداوندی میں دعائے مصطفیٰ کہ اے اللہ عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ و قوت عطا فرما	۱۵۶

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۵۶	مراد رسول کے مشرف با اسلام ہونے پر مومنین کے نعرے وخوشیاں ....
۱۵۸	طواف کعبۃ اللہ اور لقب فاروق اعظم از مصطفیٰ ﷺ ....
۱۵۹	سیّدنا عمر فاروق اعظم کے قبولِ اسلام پر نزولِ آیت قرآنی اور مبارکباد ملائکِ آسمانی........................
۱۶۰	فتوحاتِ اسلام اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ....
۱۶۰	غزوات زمانۂ نبوت ....
	سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت، اسلام کی سربلندی، طواف کعبہ ونماز،
۱۶۰	مشرکین وکفار کی پستی اور سیّد عالم ﷺ کا استقبال ....
۱۶۳	جنتی محل اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ....
۱۶۳	علوم نا بحر کنار اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ....
۱۶۴	حق کی زبان ودل اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ....
۱۶۵	سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس امت کے محدث........................
۱۶۵	میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا...... حدیث رسول ....
۱۶۵	سراج اہل جنت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ........................
۱۶۶	خدائی مصافحہ وسلام اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ........................
۱۶۶	خدائی شفقت ورحمت اور چہرہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ....
۱۶۷	روزِ قیامت شان ورفعت سیّدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ....
۱۶۷	حلیہ اقدس سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ....
	آسمانی ملائکہ اور وقار عمر فاروق رضی اللہ عنہ سایہ عمر فاروق سے شیاطین وجنات و
۱۶۸	نافرمان انسانوں کا فرار ....
۱۶۸	رضا وغصہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ....
۱۶۹	قفل جہنم ....
۱۷۰	شراب کا دودھ اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ........................
۱۷۰	دف کی آواز اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ........................
۱۷۰	ازواج مطہرات اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ........................
۱۷۱	منافق کا سر قلم اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ........................

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۷۲	دریائے نیل اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
۱۷۲	یاساریۃ الجبل اور سیّدنا عمر فاروق
۱۷۳	کھجوروں کا طباق اور سیّدنا عمر ابن خطاب
۱۷۴	بعض آیات کا نزول قرآن بحق سیّدنا عمر فاروق
۱۷۶	فتوحات سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ
۱۷۷	فاتح مدائن حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن از سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
۱۷۸	شہزادی ایران شہربانو بحق زوجیت حسین بہ عنایت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
۱۷۸	حضرات حسنین کی محبت والفت اور سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ
۱۷۹	سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا زہد وورع وحلم وتواضع
۱۸۰	کرتہ مبارک اور پیوند
۱۸۱	شلوار مبارک اور چمڑے کے پیوند
۱۸۱	رو رو کر رخسار پر نشان
۱۸۱	رتبہ امیر المؤمنین اور تو کہاں
۱۸۱	جو میرے عیب ظاہر کرے مجھے وہ پسند ہے
۱۸۱	کاش میں زمین کا ایک تنکا ہوتا
۱۸۱	رات کی تاریکی میں گشت اور غریبوں کی امداد
۱۸۱	ازواج واولادِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بمعہ اسماء وتعداد
۱۸۲	ازواج واولاد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے احوال بمعہ خصوصیات
۱۸۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دو بیویوں کو طلاق دینے کی وجوہات
۱۸۳	سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت
۱۸۳	حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۱۸۳	حضرت عبدالرحمٰن الاکبر
۱۸۴	حضرت زید الاکبر
۱۸۴	حضرت عاصم
۱۸۴	حضرت عیاض

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
زیدالاصغر، عبید اللہ	۱۸۴
عبدالرحمٰن الاکبر	۱۸۴
ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۸۴
آخری خطبہ وخبر شہادت بزبانِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۸۴
حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمیٰ	۱۸۵
آخری لمحات تجہیز وتکفین گنبد خضریٰ میں مکین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۸۶
باب ۸ خلیفۂ ثالث جامعِ آیاتِ القرآن	
حضرت سیدنا عثمان ابنِ عفان رضی اللہ عنہ	۱۸۸
ولادتِ شریفہ	۱۸۸
قبول اسلام	۱۸۸
ہجرت	۱۸۹
استقامت	۱۸۹
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت	۱۸۹
جیش عشرہ کے موقعہ پر سیدنا عثمان غنی کی مالی قربانی	۱۸۹
بارگاہ رسالت مآب میں دیناروں کا ڈھیر اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۱۸۹
چاہِ رومہ در مدینہ برضائے نبوت اور عثمان غنی کی خریداری	۱۹۰
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک قدم مبارک پر غلاموں کو نثار کرنا	۱۹۱
مجسم وپیکر حیاء وایمان حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	۱۹۱
بیعت رضوان، نبی غیب دان اور سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	۱۹۲
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حلیۂ اقدس	۱۹۳
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدۂ خلافت کی اجمالی خصوصیات	۱۹۴
غیبی خبر، فتنوں کی پیداوار اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حقانیت	۱۹۵
ارشادِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۹۸
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت کا قمیص	۱۹۸
جو عصائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبرکاً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا چھین کر توڑنے والا تڑپ تڑپ کر مر گیا	۱۹۹

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
علم غیب نبوت ﷺ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ظلم وستم سے شہید ہوں گے	۲۰۰
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آمد	۲۰۰
سیدہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی آمد	۲۰۱
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا تقرر	۲۰۱
اتمام حجت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری دردناک خطبہ	۲۰۱
بحالتِ تلاوتِ قرآن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ	۲۰۲
قدرتِ خداوندی	۲۰۴
فراق شوہر پر سیدہ نائلہ کا حال	۲۰۴
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تجہیز وتکفین	۲۰۵
قتلِ عثمان میں شریک طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا	۲۰۶
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کل ازواج وابناء وبنات بمعہ اسماء وتعداد	۲۰۶
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ازواج واولادِ امجاد کے حالات	۲۰۶
باب ۹ خلیفۂ رابع وامام اوّل	
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ابنِ عمران ابوطالب رضی اللہ عنہما	۲۰۸
مصطفیٰ ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۰۸
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت	۲۰۹
مصطفیٰ ﷺ اور نام علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب	۲۱۰
آغوش نبوت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت	۲۱۱
شرفِ اسلام	۲۱۱
شب ہجرت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری	۲۱۱
اخوتِ دنیا وآخرت بانبوت ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۲
مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۳
(واقعہ) وہ مومن نہیں جس کے علی رضی اللہ عنہ مولیٰ نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۲۱۳
بارگاہ نبوت میں بھنا ہوا گوشت اور سیدنا علی المرتضیٰ	۲۱۴
عطائے علم فتح خیبر	۲۱۴

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
محبوبِ خدا و مصطفیٰ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۴
سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نگہبانِ اہلِ بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۱۵
محبت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ محبت اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۱۶
اطاعت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اطاعت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۱۶
مومن اور منافق کی علامت	۲۱۶
اجازت در مسجد بحالت جنابت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۷
شامل در عبادت ذکر وزیارت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۷
سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جسم پر گرمی وسردی بے اثر	۲۱۷
حب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گناہوں کو کھا جاتی ہے	۲۱۷
واقعۂ خیبر اور فاتحِ خیبر حیدرِ کرار سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۸
سیّدنا مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر، مقامِ صہبا پر ڈوبا ہوا سورج واپس	۲۲۰
تاجدارِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینۃ العلم اور سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ باب مدینۃ العلم	۲۲۱
قیامت تک جو ہونے والا ہے اس کی خبر بابِ مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ	۲۲۲
خزائن قرآن وتفسیر وحدیث اور حوضِ کوثر پر قرآن وعلی رضی اللہ عنہ کی معیت	۲۲۳
واقعہ میراث اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم القرآن	۲۲۴
لڑکے کی ماں کی پہچان اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم القرآن	۲۲۴
یہودی کی کھودی داڑھی اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم القرآن	۲۲۴
علوم وقضاء وفقہ وحکمت اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۲۵
عیسائی عالم پادری کے سوالات اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جوابات	۲۲۶
یہودی عالم کے سات سوال اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جوابات	۲۲۷
تقسیم حصہ اور علم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۲۸
ایک نوجوان، اس کی ماں اور فیصلۂ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۲۹
زن حاملہ بالزنا اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	۲۳۰
ایک عورت سے دو آدمیوں کا فریب اور فیصلۂ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۳۰
ایک بچہ اور دعویدار دو عورتیں، فیصلۂ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۳۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۲۳۱	بحالت احرام شتر مرغ کے انڈوں کا استعمال اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ....
۲۳۱	اسلامی سن ہجری اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۱	عجیب الخلقت بچہ اور فیصلۂ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۲	ایک عورت کا مسئلہ میراث اور جواب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۲	مسئلۂ جائیداد اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۲	علمِ نحو اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۳	علمِ ریاضی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۳	سترہ اونٹ کا مسئلہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۳	خریدا ہوا مکان واپس اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۴	سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خوش طبعی اور حاضر جوابی ....
۲۳۴	حاضر جوابی، خوش دلی کا ایک اور واقعہ ....
۲۳۵	میاں بیوی، ماں بیٹا: علمِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حرام سے بچالیا ....
۲۳۶	کراماتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ....
۲۳۷	سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومحاسن ومحامد کا مجموعی ذکر ....
۲۳۷	عبادت ....
۲۳۷	نماز ....
۲۳۸	روزہ ....
۲۳۸	خیرات ....
۲۳۸	حج ....
۲۳۹	اخلاق ....
۲۳۹	صبر وتحمل ....
۲۳۹	رحم وعفو ....
۲۴۰	حلم ....
۲۴۰	تواضع وانکساری ....
۲۴۰	سخاوت ....

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
مہمان نوازی	۲۴۰
زہد	۲۴۱
امام المتقین	۲۴۱
شجاعت	۲۴۱
خصائلِ حمیدہ	۲۴۱
غذا	۲۴۲
لباس	۲۴۲
منصبِ خلافت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۴۲
سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حقانیت اور جمل وصفین غزوات	۲۴۳
جنگِ جمل	۲۴۴
کوفہ دارالخلافہ	۲۴۵
جنگِ صفین	۲۴۵
خوارج سے جنگ	۲۴۵
اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقتِ اہلِ سنت	۲۴۶
علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خبرِ شہادتِ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۴۷
خبر قاتل عبدالرحمٰن ابنِ ملجم اور علمِ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۴۸
خارجن اور خارجی	۲۴۸
قبل از وقت جامِ شہادت کی تیاری اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۴۹
سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمیٰ	۲۴۹
ایک درویشِ حق	۲۵۳
قاتل آگ میں جلا دیا گیا	۲۵۴
مردِ کامل	۲۵۴
سردآہ	۲۵۴
ذکر القابات سیّدنا علی المرتضیٰ	۲۵۴
کوفہ میں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مکان اور درسِ قرآن	۲۵۵

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت بمتعلق تدفین	۲۵۵
ذکرِ انگشتری سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۵۵
مقامِ شہادت در جامع کوفہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۵۵
مزارِ اقدس سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ در نجفِ اشرف	۲۵۷
شجرۂ طیبہ آلِ حیدرِ کرار، از واج و ابناء و بناتِ کرام رضی اللہ عنہم	۲۵۸
سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ازواج و ابناء و بنات کا بمعہ اسماء و تعداد بیان	۲۵۸
سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد و ازواج کے احوال	۲۶۰
اسمائے گرامی ابنائے کرام سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین	۲۶۱
سلسلہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان	۲۶۲
حضرت محمد (ابن الحنفیہ) ابنِ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۶۲
حضرت عباس بن سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۶۳
عباس علمبردار رضی اللہ عنہ	۲۶۳
عبداللہ حسن رضی اللہ عنہ	۲۶۳
حضرت عمر ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۶۴
سیّدہ حضرت زینب دختر سیّدنا علی المرتضیٰ کا سلسلۂ اولاد	۲۶۵
حضرت ام ہانی فاختہ بہن حقیقی سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۶۵
برادرِ علی المرتضیٰ حضرت عقیل ابن عمران (ابوطالب) رضی اللہ عنہم	۲۶۶
شجرۂ اولادِ عمران رضی اللہ عنہ	۲۶۷
برادرِ علی المرتضیٰ حضرت جعفر (طیار) ابن عمران (ابوطالب) رضی اللہ عنہم	۲۶۷
شجرۂ اولادِ حضرت عمران جعفر ابنِ (ابی طالب) رضی اللہ عنہم	۲۶۹
حضرت جعفر ابن عمرانِ ابوطالب رضی اللہ عنہ	۲۶۹
باب ۱۰ خلیفۂ خامس و امام ثانی سیّد الاسخیاء	
حضرت سیّدنا امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما	۲۷۰
ولادت باسعادت	۲۷۰
اسمِ مبارک کا انتخاب و خواص	۲۷۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
لعاب دہن و ادائے عقیقہ از مصطفیٰ ﷺ	۲۷۱
زمانۂ طفولیت	۲۷۱
شباہتِ رسول مقبول ظاہر و باطن اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۲
عطائے حلم	۲۷۲
آغوشِ نبوت ﷺ اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۲
رسالت مآب بحالتِ رکوع و سجود اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۳
راکبِ دوشِ نبوت اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۳
دو عظیم مسلمانوں کے گروہ میں صلح علمِ غیب مصطفیٰ اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۴
بحالتِ وضو خوفِ خداوندی اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۴
عبادت و تلاوتِ قرآن میں خشوع و خضوع اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۴
تنگدستوں، مقروضوں، حاجتمندوں کی مددگاری اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۵
انتہائے ادب پچیس حج برہنہ پا اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۶
پیکرِ حلم اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۶
سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فیصلہ (ایک واقعہ) قاتل و مقتول	۲۷۶
منصب خلافت اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۷
دعائے نبوت علمِ غیب و زیارت بحالتِ خواب اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۸
سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معذرت	۲۷۹
حلیۂ مبارک سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۹
ازواجِ مقدسہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۷۹
اولادِ امجاد سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۸۰
میدانِ کربلا میں سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے شہزادوں میں سے شہید ہونے والوں کی تعداد اور ان کے اسمائے مبارکہ	۲۸۱
احوال و خصائلِ حضرت زید بن سیّدنا امامِ حسن رضی اللہ عنہما	۲۸۱
فضائلِ جلیلہ حضرت حسنِ مثنیٰ بن سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہما و ازواج و اولاد	۲۸۲
حالات صاحبزادگان حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن	۲۸۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت عبداللہ المحض	۲۸۳
حضرت ابراہیم الغمر	۲۸۴
حضرت حسن المثلث	۲۸۴
حضرت داوٗد	۲۸۴
حضرت جعفر	۲۸۴
حضرت ادریس	۲۸۴
آخری لمحات شدید زہر سے سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ	۲۸۵
تجہیز و تکفین و نماز جنازہ و تدفین سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۲۸۷
زہر خورانی کی تحقیق اور سیّدنا امام حسن کی زوجہ پر جھوٹے الزام کی تردید	۲۸۸
باب نمبر ۱۱ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا مشترکہ بیان	۲۸۹
سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین کی خاطر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ و منبر اقدس چھوڑ دیا	۲۸۹
سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کملی مبارک میں بوقت شب	۲۹۰
سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین کے جسم اقدس کو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سونگھتے اور بوسہ دیتے	۲۹۱
سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا میں دو پھول ہیں	۲۹۱
سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں	۲۹۱
حسنین کریمین کا تختیاں لکھنا اور خدائی فیصلہ	۲۹۲
باب ۱۲ سیّد الشہداء و امام ثالث	
حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ابن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	۲۹۳
بشارت	۲۹۳
ولادت باسعادت	۲۹۴
نام حسین رضی اللہ عنہ و ادائے عقیقہ از مصطفیٰ ﷺ	۲۹۴
پرورش	۲۹۴
تعلیم و تربیت	۲۹۴
سیّدنا امام حسین کے ساتھ مصطفیٰ ﷺ کا والہانہ پیار	۲۹۵
نسبت خصوصی اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۲۹۶

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
راکب دوش نبوت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۲۹۶
آغوش نبوت اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۲۹۶
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور لعاب حسین رضی اللہ عنہ	۲۹۶
جگر گوشہ رسالت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ	۲۹۷
سردار اہل جنت رضی اللہ عنہ	۲۹۷
سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کمالات یعنی ان کے ذاتی اخلاق و اطوار اور فضائل و مناقب	۲۹۷
اخلاق حسنہ	۲۹۷
تواضع	۲۹۸
مقروضوں و بیکسوں کی اعانت اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۲۹۸
پاکیزگیٔ قلب	۳۰۰
شجاعت	۳۰۰
علم و فضل	۳۰۱
عبادت و ریاضت	۳۰۱
مجسمہ اوصاف جلیلہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ محبت و نشانی خداوندی	۳۰۲
اخبار عن الغیب شہادت در کربلا سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بارشاد نبوت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت	۳۰۲
سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ازواج اور اولاد امجاد کا بیان	۳۰۴
حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا	۳۰۵
حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا	۳۰۵
حضرت رباب رضی اللہ عنہا	۳۰۵
حضرت رباب کے دردناک اشعار بعد شہادت امام رضی اللہ عنہ	۳۰۶
حضرت ام اسحاق رضی اللہ عنہا	۳۰۷
حضرت قضاعیہ	۳۰۷
حضرت علی اوسط ابن الحسین المعروف امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۳۰۷
حضرت علی اکبر ابن الحسین رضی اللہ عنہ	۳۰۷
حضرت عبداللہ المشہور علی اصغر رضی اللہ عنہ	۳۰۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت جعفر ابن الحسین رضی اللہ عنہ	۳۰۷
حضرت فاطمہ صغرا خاتون	۳۰۷
حضرت سکینہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا	۳۰۸
باب ۱۳ یزید کی تخت نشینی	۳۰۹
ارشاد نبوت امارۃ الصبیان اور امت کی ہلاکت	۳۱۰
سنتِ رسول کو بدلنے والا پہلا شخص یزید ہوگا	۳۱۲
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام جہاد نہ طلب خلافت نہ حصول جاہ و اقتدار باغیانہ الزام کی تردید۔ یزید کے حقیقی خدوخال	۳۱۳
یزید کے بعض کافرانہ عقائد ونظریات	۳۱۶
یزید کا حلت شراب کے متعلق نظریہ آیت قرآنی کا تمسخر	۳۱۷
یزید اور محرمات شرعیہ، زنا، ترک نماز، شراب کا ارتکاب	۳۱۷
یزید گانے باجے، ناچ، راگ، کتوں، بندروں کا دلدادہ	۳۱۸
سیدنا امام عالی مقام کا جہاد عظیم	۳۱۹
صحابہ پر یزید کا فسق و فجور مسلم اور عدم شرکت امام پر موقف صحابہ نیز کربلائی اقدام پر اتفاق	۳۲۱
یزید کو امیر المؤمنین کہنے پر ایک شخص کو بیس کوڑے	۳۲۴
فاسق بادشاہ یا امیر حاکم کے خلاف خروج	۳۲۵
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وقت آخر تک تین قبیلوں سے کیوں بیزار تھے؟ قبیلہ بنی حنفیہ مسیلمہ کذاب، قبیلہ ثقیف حجاج، قبیلہ بنی امیہ یزید اور ابن زیاد	۳۲۹
اہل مدینہ کو خوف زدہ کرنے پر لعنت خداوندی	۳۳۰
مقام زیت (حرہ) مدینہ منورہ خون سے رنگین ہوگا	۳۳۱
یزید کا سہ سالہ دور حکومت	۳۳۱
واقعہ حرہ	۳۳۲
یزیدی لشکر کی مدینہ منورہ میں تباہی، مسجد نبوی کی توہین صحابہ کرام تابعین، حفاظ قرآن، عوام الناس کا قتل لوٹ مار کا بازار گرم	۳۳۲
یزیدی ظلم سے مسجد نبوی تین یوم بے اذان و بے نماز رہی	۳۳۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
یزیدیوں نے کعبۃ اللہ کو آگ لگادی	۳۳۳
یزید کے ظلم وستم اور افعال قبیحہ اس کے بیٹے معاویہ بن یزید کی زبانی	۳۳۳
یزید کی رضامندی اور واقعہ کربلا	۳۳۴
اہم نقطہ	۳۳۴
ابن زیاد اور حادثہ کربلا	۳۳۶
یزید کا قتل امام کے بعد خطرات رسوائی تا قیامت کی بنا پر اظہار ندامت اور ابن زیاد کو لعنت وملامت	۳۳۸
حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی بیان	۳۳۹
اوّل	۳۳۹
ثانیاً	۳۴۰
ثالثاً	۳۴۰
رابعاً	۳۴۱
ایک مشہور شبہ متعلق یزید	۳۴۲
یزید کے متعلق دنیائے اسلام کی رائے	۳۴۳
یزید عنان سلطنت پر اور بیعت لینے پر اصرار اور سیدنا امام حسین کا انکار	۳۴۸
باب ۱۴ حضرت امام عالی مقام کی مدینہ طیبہ سے رخصت کی حکمتیں	۳۵۱
ریاض جنت میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی آخری رات	۳۵۲
دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کی پچھلی گھڑی	۳۵۲
حضرت محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی آخری ملاقات	۳۵۳
ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آخری ملاقات	۳۵۴
مزار ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم پر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی آخری حاضری	۳۵۵
قبر انور خاتون جنت رضی اللہ عنہا وقبور اصحاب جنت البقیع پر آخری حاضری	۳۵۶
غلط افتراء اور اس کی تردید	۳۵۶
واقعہ سیدہ فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا بنت الحسین رضی اللہ عنہ تحقیق کی کسوٹی پر	۳۵۷
باب ۱۵ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ ہجرت	۳۵۹
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ معظمہ میں قیام	۳۶۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کے دعوتی خطوط	۳۶۲
اہل کوفہ وبصرہ کے دعوتی خطوط پر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا جواب	۳۶۳
باب ۱۶ سیدنا امام مسلم بن عقیل کی بجانب کوفہ روانگی	۳۶۵
سیدنا امام مسلم بن عقیل کا خط از کوفہ بنام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۳۶۶
کثرت حمایت امام مسلم بن عقیل اور والی کوفہ نعمان بن بشیر کی تقریر	۳۶۶
یزید کی طرف سے شکائتی خطوط پر نعمان بن بشیر کی معزولی ور عبید اللہ ابن زیاد کی تقرری	۳۶۷
عبید اللہ ابن زیاد بصرہ سے کوفہ دار الامارت تک	۳۶۸
ہانی بن عروہ کے ہاں قیام	۳۶۸
سیدنا امام مسلم بن عقل کی تلاش اور عبید اللہ ابن زیاد کی جاسوسی	۳۶۹
حضرت ہانی بن عروہ کا مختصر تعارف	۳۶۹
مہمان جلیل سیدنا امام مسلم بن عقیل کو پناہ دینے پر حضرت ہانی بن عروہ کی گرفتاری اور ظلم عبید اللہ ابن زیاد	۳۷۰
عبید اللہ ابن زیاد کا محاصرہ	۳۷۱
جامع مسجد کوفہ میں بحالت نماز مغرب آخری افراد کا سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے فرار	۳۷۲
سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ کی بے کسی اور خاتون طوعہ مسلمہ	۳۷۲
سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ کی آخری شب عبادت، شرف زیارت، بشارت شہادت	۳۷۴
مسلح لشکر ابن زیاد اور طوعہ کے گھر کا گھیراؤ	۳۷۴
سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ پر سنگباری اور شجاعت ہاشمی اور گرفتاری	۳۷۵
سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ کے آخری مکالمات اور ابن زیاد	۳۷۷
سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ	۳۷۸
سیدنا امام مسلم رضی اللہ عنہ کا مزار مسجد انبیاء در کوفہ مرکز برکات عامہ وخاصہ	۳۷۸
شان سیدنا امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شدید گستاخی اور اس کی تردید	۳۷۹
حضرت ہانی بن عروہ کی شہادت کا بیان:	۳۸۰
حضرت ہانی کی قبر امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ساتھ	۳۸۰
فرزندان امام مسلم رضی اللہ عنہ حضرت محمد اور حضرت ابراہیم کی کوفہ میں بیکسی اور شہادت	۳۸۱
ظالم کا انجام	۳۸۴

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
فرزندان امام مسلم سیدنا محمد اور سیدنا ابراہیم کے مزارات مقدسہ	۳۸۴
ان شہداء کوفہ کا بیان جن کا واقعہ کربلا کے ساتھ بالواسطہ گہرا ربط ہے۔	۳۸۵
فصل ۲ جہاد و ہجرت قرآن کی روشنی میں	۳۸۷
باب ۱۷ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ معظمہ سے رخصت کی حکمتیں	۳۸۸
حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۳۸۹
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۳۸۹
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۳۹۰
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ معظمہ میں آخری خطبہ	۳۹۰
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ معظمہ سے بجانب کوفہ روانگی	۳۹۱
نقشہ راہ سفر	۳۹۲
باب ۱۸ مکہ معظمہ سے کربلا تک منازل سفر اور درمیان میں	
رونما ہونے والے واقعات کا بیان	۳۹۳
پہلی منزل بستان ابن عامر	۳۹۳
دوسری منزل صفاح	۳۹۴
تیسری منزل ذات عرق	۳۹۵
چوتھی منزل بطن رمہ	۳۹۵
پانچویں منزل العیون	۳۹۶
چھٹی منزل خزیمیہ	۳۹۶
ساتویں منزل زرود	۳۹۷
آٹھویں منزل ثعلبیہ	۳۹۷
نویں منزل زبالہ	۳۹۸
دسویں منزل بطن عقبہ	۳۹۸
گیارھویں منزل شراف	۳۹۸
بارھویں منزل سرات	۳۹۸
مقام سرات اور حر ابن یزید ریاحی	۳۹۹

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۴۰۱	کوفہ کی بجائے راہ شام درحقیقت شام کربلا
۴۰۱	تیرہویں منزل قادسیہ اور چودھویں منزل مغیثہ
۴۰۲	پندرہویں منزل غریب الہجانات
۴۰۲	سولہویں منزل بیضہ
۴۰۲	سترہویں منزل زرحم
۴۰۲	اٹھارہویں منزل قصر بنی مقاتل
۴۰۲	ہولناک میدان میں حسینی قافلہ کا محاصرہ انیسویں منزل نینوا
۴۰۳	ورود کربلا دو محرم الحرام بروز پنجشنبہ ۶۱ ہجری (بیسویں منزل کربلا)
۴۰۳	سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ اور خاندان ورفقاء
۴۰۴	(فَصَكَّتْ وَجْهَهَا) کے معنیٰ ماتم نہیں
۴۰۷	**فصل ۳** صابرین کی فضیلت ازروئے قرآن
۴۰۸	**فصل ۴** قرآن اور کرب وبلاء
۴۱۰	**باب ۱۹ دو محرم سے روز عاشورا تک کے حالات**
۴۱۰	سیدنا امام عالی مقام کے نام عبید اللہ ابن زیاد والیٔ کوفہ کا خط
۴۱۱	عبید اللہ ابن زیاد کا مختصر تعارف
۴۱۱	۳ محرم اور کربلا میں عمرو بن سعد بمعہ چار ہزار لشکر یزید
۴۱۱	عمرو بن سعد کا مختصر تعارف
۴۱۲	بیعت یزید پر اصرار ورنہ موت کے لیے تیار
۴۱۳	خولی بن یزید اور شمر ذی الجوشن کی خباثت (یزیدی گروہ)
۴۱۵	سیدنا امام حسین اور یزیدی فوج کے سربراہ عمرو بن سعد کی آخری گفتگو
۴۱۶	یزیدی لشکر جرار کی کل تعداد تیس ہزار
۴۱۷	سپاہ حسینی کی کل تعداد ایک سو پینتالیس (اور اقوال افراط وتفریط)
۴۱۷	ساتویں محرم خاندان نبوت پر بندشِ آب
۴۱۷	حصول آب کے لیے برید بن حضیر ہمدانی کی کوشش کارگر ثابت نہ ہوسکی
۴۱۸	نویں محرم اور ایک رات کی مہلت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
شب عاشورا کے دلدوز واقعات	۴۱۸
کربلا والوں کی جان راہ حق پر قربان ہے	۴۱۹
جانثاران حق اور محلات جنت	۴۲۰
کربلا کی سیدزادیوں سے سید کا خطاب	۴۲۰
زمین جگمگا اٹھی جب دل سے کیں عبادتیں	۴۲۱
ماہ محرم الحرام اور فضائل یوم عاشورا	۴۲۱
ایک خاص نماز نفل	۴۲۴
مجرب عملیات وتعویذات	۴۲۴
گریۂ اطفال کے لیے	۴۲۴
حاجت برآری کے لیے	۴۲۴
اولاد نرینہ کے لیے	۴۲۵
مفلسی دور کرنے کے لیے	۴۲۵
گمشدہ کے لیے	۴۲۵
تمام امراض فکروغم سے نجات کے لیے	۴۲۶
ہر مصیبت کے لیے: نادعلی صغیر	۴۲۶
فصل ۵ فضیلت شہادت قرآن وحدیث کی روشنی میں	۴۲۷
باب ۲۰ روز عاشورا اور کربلا	۴۲۸
سپاہ حسینی اور لشکر اشقیاء	۴۲۸
جنگ میں تاخیر کی وجہ	۴۲۹
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں جنگی صف بندی پر خطبہ	۴۲۹
سپاہ حسینی میں حر ابن یزید الریاحی	۴۳۰
ازالۂ وہم	۴۳۱
قوم اشقیاء سے حر ابن یزید الریاحی کا خطاب	۴۳۱
لشکر اشقیاء سے آغاز جنگ اور تیروں کی بارش	۴۳۲
حملہ اولیٰ میں شہید ہونے والے انصار حسینی	۴۳۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
اسماء گرامی واجمالی حالات	۴۳۳
حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۳۳
حضرت حارث رضی اللہ عنہ	۴۳۳
حضرت مسلم رضی اللہ عنہ	۴۳۴
حضرت نعیم رضی اللہ عنہ	۴۳۴
حضرت کنانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۳۴
حضرت عمار رضی اللہ عنہ	۴۳۴
حضرت سوار رضی اللہ عنہ	۴۳۴
حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ	۴۳۴
حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت مسعود رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت زہیر رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت حلاس رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت منیع رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت سلیم رضی اللہ عنہ	۴۳۵
حضرت حباب رضی اللہ عنہ	۴۳۶
حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ	۴۳۶
حضرت عمیر رضی اللہ عنہ	۴۳۶
حضرت رمیث رضی اللہ عنہ	۴۳۶
حضرت عامر رضی اللہ عنہ	۴۳۶
حضرت منذر رضی اللہ عنہ	۴۳۶
حضرت جوین رضی اللہ عنہ	۴۳۶
حضرت صبیعہ رضی اللہ عنہ	۴۳۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۴۳۷	حضرت جنادرضی اللہ عنہ
۴۳۷	آٹھ بزرگ
۴۳۷	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۴۳۷	حضرت حارث رضی اللہ عنہ
۴۳۷	حضرت عمار رضی اللہ عنہ
۴۳۷	حضرت امیہ رضی اللہ عنہ
۴۳۷	حضرت ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۳۸	حضرت بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۳۸	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت عامر رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت سالم رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت سیف رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت قاسط رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت کردوس رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت مقسط رضی اللہ عنہ
۴۳۸	حضرت عمرو رضی اللہ عنہ
۴۳۹	حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ
۴۳۹	حضرت عمران رضی اللہ عنہ
۴۳۹	افادہ راجع بطریقہائے جنگ
۴۳۹	قیامت خیز منظر میں وقت نماز ظہر اور (۱) حضرت حبیب ابن مظاہر کی شہادت
۴۴۰	(۲) سیدنا امام عالی مقام اور سپاہ حسینی کا نماز خوف ادا کرنا، تیروں کی بارش اور حضرت سعید الحنفی کی شہادت
۴۴۱	حضرت عابس بن ابی شبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۴۱	حضرت شوذب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۴۴۲	حضرت سوید بن عمرو رضی اللہ عنہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت عبداللہ ابن عمیر العلیمی رضی اللہ عنہ	۴۴۲
حضرت زہیر بن القین بجلی رضی اللہ عنہ	۴۴۴
حضرت مسلم بن عوسجہ السعدی رضی اللہ عنہ	۴۴۴
حضرت حنظلہ ابن اسعد الشبامی رضی اللہ عنہ	۴۴۵
حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ الیزنی رضی اللہ عنہ	۴۴۵
حضرت بریدابن حضیر الہمدانی رضی اللہ عنہ	۴۴۵
حضرت عمرو بن قرظہ الخزرجی	۴۴۶
حضرت نافع بن ہلال المرادی رضی اللہ عنہ	۴۴۷
حضرت حرابن یزید الریاحی رضی اللہ عنہ	۴۴۷
حضرت وہب بن عبداللہ الکلبی رضی اللہ عنہ	۴۴۹
حضرت جون ابن حوی الحبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۲
حضرت ابوالشعثاء یزیدی الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۳
حضرت شبیب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۳
حضرت زیاد الصائدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۳
حضرت عائذ ابن مجمع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۳
حضرت سعید ابن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۴
حضرت ابوثمامہ الصیدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۴
حضرت یحییٰ ابن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۴
حضرت سالم ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۵
حضرت عمرو بن جندب رضی اللہ عنہ	۴۵۵
حضرت حبشہ ابن قیس رضی اللہ عنہ	۴۵۵
حضرت نعمان الراسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۵
حضرت شبیب ابن جراد رضی اللہ عنہ	۴۵۵
حضرت رافع بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۶
حضرت عمرو الجندعی رضی اللہ عنہ	۴۵۶

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت حباب ابن عامر رضی اللہ عنہ	۴۵۶
حضرت شبیب نہشلی رضی اللہ عنہ	۴۵۶
حضرت سلمان ابن مغارب رضی اللہ عنہ	۴۵۶
حضرت مرقع الاسدی رضی اللہ عنہ	۴۵۶
حضرت سعد و حضرت ابوالحتوف العجلانی رضی اللہ عنہم	۴۵۷
حضرت خرغامہ تغلبی رضی اللہ عنہ	۴۵۷
حضرت معلی ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۵۷
حضرت نصر بن ابی نیرز رضی اللہ عنہ	۴۵۷
حضرت جابر بن الحجاج رضی اللہ عنہ	۴۵۸
حضرت ہفہناف الواسی رضی اللہ عنہ	۴۵۸
حضرت یزید المشرقی الہمدانی رضی اللہ عنہ	۴۵۸
امام عالی مقام کے ایک ترکی غلام رضی اللہ عنہ	۴۵۹
حضرت انس الکاہلی رضی اللہ عنہ	۴۵۹
گیارہ سالہ بچہ اور شوق کمال	۴۶۰
حضرت قاسم الازدی رضی اللہ عنہ	۴۶۱
حضرت قعنب الخیری رضی اللہ عنہ	۴۶۱
حضرت مالک دودانی رضی اللہ عنہ	۴۶۱
حضرت مجمع الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۶۱
حضرت بشر الحضرمی رضی اللہ عنہ	۴۶۱
حضرت منیح سہمی رضی اللہ عنہ	۴۶۲
حضرت یحییٰ بن ہانی رضی اللہ عنہ	۴۶۲
حضرت جنادہ ابن حارث الانصاری رضی اللہ عنہ	۴۶۲
حضرت عمرو بن مطاع الجعفی رضی اللہ عنہ	۴۶۲
حضرت حجاج الجعفی رضی اللہ عنہ	۴۶۳
حضرت ابو عمرو الحنظلی رضی اللہ عنہ	۴۶۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت عمرو ابن الخالد رضی اللہ عنہ	۴۶۴
حضرت یزید ابن مغفل رضی اللہ عنہ	۴۶۴
حضرت جندب ابن حجیر رضی اللہ عنہ	۴۶۴
حضرت حجاج السعدی رضی اللہ عنہ	۴۶۴
حضرت عباد جہنی رضی اللہ عنہ	۴۶۴
حضرت عبدالرحمن خزرجی رضی اللہ عنہ	۴۶۵
حضرت سیف ابن الحارث رضی اللہ عنہ	۴۶۵
حضرت عبداللہ و حضرت عبدالرحمن فرزندان عروہ غفاری رضی اللہ عنہ	۴۶۵
حضرت انیس الاصحی رضی اللہ عنہ	۴۶۶
حضرت ابراہیم بن حصین رضی اللہ عنہ	۴۶۶
حضرت عمیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۴۶۶
حضرت عبدالرحمن التیمی رضی اللہ عنہ	۴۶۷
حضرت عبداللہ الخثعمی رضی اللہ عنہ	۴۶۷
سپاہ حسینی شہدائے کربلا کے اسمائے گرامی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۴۶۸
شہدائے کربلا پر ایک خصوصی تبصرہ	۴۷۰
اصحاب حسینؓ میں اصحاب رسول ﷺ	۴۷۱
اصحاب حسینیؓ میں جماعت تابعین	۴۷۱
اصحاب حسینؓ میں حفاظ و قراء قرآن	۴۷۲
اصحاب حسینیؓ میں علماؤ فضلاء کرام	۴۷۲
اصحاب حسینیؓ میں مردان شجاعت	۴۷۳
باب ۲۱ واقعہ کربلا میں خاندان بنی ہاشم کی قربانیاں	۴۷۴
شہداء ہاشم در کربلا کی تعداد	۴۷۴
خاندان بنی ہاشم کے پہلے شہید کی تحقیق	۴۷۴
حضرت سیدنا شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ ابن سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۴۷۵
خصوصیات حسب ونسب	۴۷۵

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۴۷۵	فضائل ومحامد حضرت شہزادہ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ....
۴۷۶	شجاعت وجہاد وایمان وایقان شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ ....
۴۷۸	شہادت عظمیٰ اور جواں بیٹے کی لاش پر بے کس باپ کی آمد ....
۴۸۱	اولاد حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قربانیاں ....
۴۸۱	حضرت عبداللہ بن سیدنا امام مسلم بن عقیل کی شہادت ....
۴۸۲	حضرت محمد بن حضرت امام مسلم بن عقیل کی شہادت ....
۴۸۲	حضرت جعفر ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت ....
۴۸۳	حضرت عبدالرحمن ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت ....
۴۸۳	حضرت محمد بن ابی سعید ابن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت ....
۴۸۳	اولاد جعفر طیار کی قربانیاں ....
۴۸۳	حضرت محمد ابن عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ....
۴۸۴	حضرت عون ابن عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ....
۴۸۴	اولاد سیدنا امام حسن مجتبیٰ کی قربانیاں ....
۴۸۵	شہزادہ حضرت قاسم ابن امام حسن کی شہادت ....
۴۸۶	حضرت ابوبکر ابن امام حسن کی شہادت ....
۴۸۶	حضرت عبداللہ (الاصغر) ابن امام حسن کی شہادت ....
۴۸۷	اولاد سیدنا علی المرتضیٰ کی قربانیاں ....
۴۸۷	حضرت ابوبکر بن علی المرتضیٰ کی شہادت ....
۴۸۷	حضرت محمد ابن سیدنا علی المرتضیٰ کی شہادت ....
۴۸۷	حضرت عبداللہ ابن علی المرتضیٰ کی شہادت ....
۴۸۸	حضرت جعفر ابن علی المرتضیٰ کی شہادت ....
۴۸۸	صاحب اللواء ابوالفضل حضرت عباس ابن علی المرتضیٰ کی شہادت ....
۴۸۹	القابات ....
۴۸۹	شکل وشمائل وفضائل ....
۴۹۰	ابوالفضل صاحب اللواء، سقائے اہل بیت حضرت عباس ابن علی المرتضیٰ کی شہادت عظمیٰ ....

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
قیامت نما حادثہ شبیر جہانگیر عرصہ رزم گاہ کربلا	۴۹۴
طفل شیر خوار شہزادہ علی اصغر ابن امام حسین کی شہادت	۴۹۵
وقت آخر امام عالی مقام اہل بیت کے جھرمٹ میں	۴۹۷
سیدنا امام زین العابدین	۴۹۷
حضرت سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا	۴۹۸
امام عالی مقام کا وقت آخر زیر لباس پہننا	۴۹۸
سیدنا امام حسین کی بے مثال شجاعت	۴۹۹
قبل از شہادت امام عالی مقام کی فرمودہ دعاء حل مشکلات	۵۰۰
سرکار سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ	۵۰۱
جس نے اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا	۵۰۳
فصل ۶ قرآن اور سلام	۵۰۴
سلام بحضور سید الشہداء امام عالی مقام	۵۰۵
باب ۲۲ بعد از شہادت امام	۵۰۶
واقعہء کربلا پر صدمہء سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۵۰۶
شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد غضب خداوندی کے آثار	۵۰۶
ذکر واقعات شہادت اور آنکھوں سے آنسو رحمت خداوندی	۵۰۷
اہل مدینہ کو شہادت کی اطلاع اور غیب سے ندا ء	۵۰۸
بعد از شہادت امام عالی مقام	۵۰۹
سرکار امام عالی مقام کی لاش مقدس سے لباس کا اتارنا	۵۰۹
سرکار امام عالیمقام کی لاش مقدس کو پامال کیا جانا	۵۰۹
ازالہ	۵۱۰
سرکار امام عالیمقام کے زخموں کی تعداد	۵۱۰
اسپ امام عالیمقام کا حال بعد شہادت امام	۵۱۰
اسپ امام عالیمقام کے نام کی تحقیق	۵۱۱
تبصرہ	۵۱۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
دفن شہدائے کربلا کی تحقیق	۵۱۲
مزار پرانوار سیدنا امام حسین عالیمقام اور شہداء کربلا	۵۱۲
سرکار امام عالیمقام کے سر اقدس کے مدفن کی تحقیق و تفصیل	۵۱۳
ان شہداء کربلا کے سرہائے مبارکہ کی تدفین کا بیان جو دمشق بھجوائے گئے	۵۱۴
باب ۲۳ اسیران اہل بیت کے کربلا سے کوفہ تک کے حالات	۵۱۵
لاش امام عالیمقام دیکھ کر حال	۵۱۵
اسیران اہل بیت کا کوفہ میں داخلہ اور سرہائے شہداء نیزوں پر	۵۱۶
سر مبارک نیزہ کی نوک پر چہرہ مبارک کی چمک اور ہوا میں ریش اقدس کی حرکت	۵۱۶
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بے تابی	۵۱۸
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اہل کوفہ سے بیمثال خطبہ	۵۱۸
سرہائے شہداء اور دربار ابن زیاد اور گستاخی کا مظاہرہ	۵۲۰
اسیران آل نبوت اور عبیداللہ ابن زیاد کوفہ کے دارالامات میں	۵۲۱
سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ کی عبیداللہ ابن زیاد سے گفتگو	۵۲۲
عبیداللہ ابن زیاد کی بے حیائی اور مکالمہ آخری سیدنا امام زین العابدین اور سیدہ زینب	۵۲۳
کوفہ میں اہل بیت کو کہاں اور کتنے دن اسیر رکھا گیا	۵۲۳
باب ۲۴ کوفہ سے شام اسیران اہل بیت کے حالات	۵۲۵
اہل بیت کی کوفہ سے روانگی	۵۲۵
کوفہ سے دمشق کی منازل اور اہل بیت کو کس راستہ سے لے جایا گیا	۵۲۵
غیبی لوہے کا قلم	۵۲۶
سر مبارک انوار تجلیات اور ایک راہب کا قبول اسلام	۵۲۶
دیناروں کی ٹھیکریاں اور آیات قرآنی بحق سزائے ظالماں	۵۲۷
واقعہ کربلا اور اصحاب کہف	۵۲۷
قافلہ اہل بیت دمشق کے قریب، یزید کے کفریہ اشعار، دارالاماۃ کی زیبائش	۵۲۸
امام حسین کا سر مبارک پیش ہونے پر یزید کے کلمات کفریہ	۵۲۸
یزید کا سر اقدس امام کی بے ادبی کرنا	۵۲۹

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۵۳۰	زحر بن قیس یزیدی کا واقعہ کربلا کو مسخ کر کے بیان کرنا
۵۳۰	واقعہ کربلا کا حقیقی معیار
۵۳۸	سیدہ زینب کا وہ خطبہ دربار یزید میں جس نے در و دیوار ہلا دیے
۵۴۰	اسیران آل رسول کے متعلق یزید کا حواریوں سے مشورہ اور امام زین العابدین
۵۴۰	حضرت نعمان بن بشیر کی رائے
۵۴۱	مقام قیام اسیران آلِ رسول
۵۴۱	دربار یزید میں سر اقدس اور ایک رومی سفیر نصرانی کی حیرانگی
۵۴۱	سر اقدس امام اور ارواح طیبہ کا نور وظہور
۵۴۲	سیدہ سکینہ بنت الحسین کے متعلق ایک غلط واقعہ کی تردید
۵۴۲	دمشق میں اہل بیت کا مدت قیام
۵۴۲	اہل بیت کی رہائی کے علل واسباب
۵۴۵	**باب ۲۵ رہائی اہلبیت اور شام سے مدینہ منورہ تک کے حالات**
۵۴۵	احکام رہائی اور یزید کا معذرت کرنا
۵۴۵	اہل بیت کی تعظیم کے ساتھ مدینہ روانگی
۵۴۶	اہل بیت مدینہ کی بجائے کربلا میں
۵۴۶	اہل بیت کی سرکار امام وشہیدان کربلا کی قبور پر حاضری
۵۴۸	آل رسول در مدینہ الرسول
۵۴۹	روضہ رسول اور آل رسول
۵۵۰	آل رسول جنت البقیع میں
۵۵۱	**باب ۲۶ حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا بنت علی المرتضیٰ**
۵۵۱	ولادت
۵۵۱	تعلیم وتربیت
۵۵۱	نبوت کا پیار
۵۵۲	اخلاق فاضلہ
۵۵۲	شباہت شمائل

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
نکاح	۵۵۲
امور خانہ داری	۵۵۲
شرم وحیاء	۵۵۳
عظمت شوہر	۵۵۳
زہد وتقویٰ	۵۵۴
ایمان وتوکل	۵۵۴
وصال	۵۵۵
مرقد اقدس	۵۵۵
باب ۲۷ نافرجام قاتلان امام کا عبرت ناک انجام	۵۵۷
یزید کی ہلاکت، سنگباری اور آگ	۵۵۷
مختار بن ابوعبیدہ ثقفی	۵۵۷
مختار بن ابوعبیدہ کا دور حکومت	۵۵۸
مختار کی مدح وقدح پر اختلاف	۵۵۸
کربلا کا انتقام	۵۵۸
قاتلان امام عالی مقام کے گھروں کا ڈھایا جانا اور قتل کرنا	۵۵۹
راہ فرار اختیار کرنے والوں کا تعاقب کر کے مارا جانا	۵۵۹
یزیدی فوج کے وہ افراد جن کو ٹکڑے کر کے آگ لگادی	۵۶۰
مختار کے لشکر کی ابن زیادی لشکر سے موصل پر جنگ ابراہیم ابن الاشتر کی فتح اور ابن زیاد کی ہلاکت	۵۶۲
عبیداللہ ابن زیاد اور اس کے دوساتھیوں کے مختار کی عدالت کوفہ دار الامارت میں شقی ازلی ظالم کے نجس سر	۵۶۲
قدرت خداوندی سے ظالم سروں پر اژدھا کا مسلط ہونا	۵۶۳
سانپ کا عبیداللہ ابن زیاد کے نتھنوں سے گزر کر منہ سے نکلنا	۵۶۳
حضرت محمد ابن الحنفیہ اور حضرت امام زین العابدین کے پاس نجس سروں کی پیشی	۵۶۴
جو ظالم قتل ہونے سے بچ گئے وہ عجیب آفات وبلیات میں مبتلا ہو کر مر گئے ان سزاؤں کا بیان	۵۶۴
فصل ۷ لمحہ فکریہ	۵۶۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عنوانات	صفحہ نمبر
شجرہ مبارکہ آئمہ اہل بیت	۵۶۸
باب ۲۸ آئمہ اہل بیت حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ المعروف	
بامام زین العابدین رضی اللہ عنہم	۵۶۹
زہد وتقویٰ	۵۶۹
علم وفضل	۵۷۰
اخلاق کریمانہ	۵۷۰
امام زین العابدین اور بنوامیہ کی قید	۵۷۰
حضرت خضر سے گفتگو	۵۷۱
حیوانات کی شہادت	۵۷۲
فیصلہ حجر الاسود	۵۷۳
عبدالملک اور امام زین العابدین	۵۷۴
امام زین العابدین اور خزیمہ	۵۷۴
شہادت	۵۷۵
اولاد امجاد	۵۷۵
حضرت محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۵۷۵
خصائل جلیلہ	۵۷۵
علم وفضل	۵۷۶
تقویٰ	۵۷۶
کرامات حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۷۶
شہادت	۵۸۲
اولاد وامجاد	۵۸۲
حضرت امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۵۸۲
حضرت امام جعفر الصادق کی کرامات	۵۸۳
وصال	۵۸۸
اولاد وامجاد	۵۸۸

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

صفحہ نمبر	عنوانات
۵۸۸	حضرت امام موسیٰ بن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ....
۵۹۲	شہادت ....
۵۹۲	اولادو امجاد ....
۵۹۳	حضرت علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ....
۶۰۱	شہادت ....
۶۰۱	اولاد امجاد ....
۶۰۱	حضرت محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ....
۶۰۲	آپ کے کلمات قدسیہ ....
۶۰۳	آپ کی کرامات ....
۶۰۴	شہادت ....
۶۰۴	اولادو امجاد ....
۶۰۴	حضرت سیدنا علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ....
۶۰۴	حضرت علی ہادی کے مناقب ....
۶۰۵	آپ کی کرامات ....
۶۰۷	اولادو امجاد ....
۶۰۷	وصال ....
۶۰۷	حضرت سیدنا حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللہ عنہم ....
۶۰۸	آپ کی کرامات ....
۶۰۹	اولاد ....
۶۰۹	شہادت ....
۶۱۰	حضرت سیدنا محمد بن حسین بن علی بن محمد بن علی الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ....
۶۱۲	حکایت نمبر ۱ ....

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

دیباچہ

تاریخِ اسلام بلکہ پوری تاریخِ عالم میں واقعۂ کربلا سے زیادہ عظیم کوئی اور واقعہ رونما نہیں ہوا۔ عالمِ اسلام بلکہ پورے عالمِ انسانیت پر جو گہرے نقوش سانحۂ کربلا نے چھوڑے ہیں اتنے کسی اور واقعہ نے نہیں چھوڑے۔ آج اسلام کے اندر زندگی کے جو آثار اور انسانیت کے اندر جو حیات کے جوہر نظر آ رہے ہیں یہ سب نواسۂ سیّدالابرار کے عظیم جہاد کا ہی ثمرہ و نتیجہ ہے۔

یہ حقیقت بھی محتاجِ دلیل نہیں ہے کہ جو واقعہ جس قدر عظیم ہوتا ہے اغراضِ فاسدہ رکھنے والوں کو اس میں اسی قدر رنگ بھرنے کے زیادہ مواقع میسر آتے ہیں اور وہ اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لیے اس میں کچھ اس طرح خشکی اور تری کو ملا دیتے ہیں کہ حق کی تلاش کرنے والوں کو حق جاننا دشوار ہو جاتا ہے۔ بالخصوص جب واقعہ ایسا ہو جس سے کسی گروہ کی موت کا تعلق ہو۔ اس صورت میں وہ ہمیشہ ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی غیر مستند روایت یا غیر معتبر واقعہ مل جائے تو اس کا سہارا لے کر پورے واقعہ کو لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنا دیں۔ جب عقائد یا تاریخی حقائق میں واقعیت و حقیقت کی جگہ تعصب سے کام لیا جائے تو اس کے یہی نتائج نکلتے ہیں۔

واقعۂ کربلا کئی صدیوں سے عامۃ المسلمین کی نگاہوں سے مخفی رکھنے بلکہ قلوب و اذہان سے محو کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا رہا اور لگایا جا رہا ہے۔ لیکن دشمنانِ حقیقت و حق ہمیشہ سے ناکام چلے آ رہے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ مولا تعالیٰ خلاقِ عالم اللہ رب العزت سبحانہ و تعالیٰ اس شمع کے پروانوں (یعنی علماءِ حق) کے ذریعے ان لوگوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیتا ہے اور ملا رہا ہے اور ملاتا رہے گا۔ چنانچہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جس دور میں بھی دشمنانِ حق نے واقعہ کربلا کی اہمیت کو کم کرنے کی ناپاک کوشش کی اربابِ حق نے فوراً لگام دی اور حقائق کو اس طرح واضح اور روشن کر دیا کہ شکوک و شبہات کے دروازے بند ہو کر رہ گئے۔ سن اکسٹھ ہجری سے لے کر اب تک واقعہ کربلا پر جو کچھ لکھا جا چکا ہے تاریخِ اسلام میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ علمائے حق نے ہمیشہ اس واقعہ ہائلہ کو اپنی تالیفات میں پیش کیا اور عہدِ آئمہ عظام سلام اللہ علیہم سے لے کر سیّدالمحدثین حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ تک اور علامہ موصوف سے لے کر حضرت مجددِ دین امام احمد رضا تک اور علامہ موصوف سے لے کر سیّدالمفسرین والمحققین صدر الافاضل علیہ الرحمہ تک سب اس واقعہ ہائلہ کو اپنی تالیفاتِ قیّمہ میں پیش کرتے رہے۔

عربی فارسی کا دامن تو واقعۂ کربلا پر لکھی گئی مستند کتب سے لبریز نظر آتا ہے۔ لیکن ہماری اردو زبان میں اس موضوع پر اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کے لکھے جانے کے باوجود اگر بنظرِ تحقیق دیکھا جائے تو غیر معتبر و غیر مستند کتب کے مقابل معتبر و مستند کتب کی تعداد زیادہ نظر نہیں آتی ہے۔ گویا کہ آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

پھر اس پر تجاوز یہ کہ بعض غیر ذمہ دار واعظین، مقررین، ذاکرین نے لوگوں سے داد و تحسین و آفرین کے شوق اور اپنے ہم پیشہ لوگوں سے گوئے سبقت لے جانے کے ذوق کی وجہ سے حقائق کو بالکل مسخ کر کے رکھ دیا اور از خود واقعات اختراع کر کے انہیں کتابی شکلوں میں پیش کیا اور اصل حقائق کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا اور اصل حقائق رفتہ رفتہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو آدمی غیر جانبدارانہ نظر سے اردو یا پنجابی میں لکھی ہوئی عام کتب کے ذریعے اصل حقیقت کا سراغ لگانا چاہے تو اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بالآخر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان مولویوں اور ذاکروں کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ پھر نہ جانے کہ وہ کیا کچھ اور کچھ سے کیا کہہ دیتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اردو زبان میں اس موضوع پر بعض کتب محققانہ انداز میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ لیکن پیشہ ور مقررین و واعظین کو وہ بایں وجہ مفید نظر نہیں آتیں کہ ان میں وہ رنگ موجود نہیں ہوتا جس کا وہ اپنے سامعین کو عادی بنا چکے ہوتے ہیں اور تحقیقی انداز ان کے طرز بیان کے خلاف ہوتا ہے۔

ان پیشہ ور مقررین کی اس روش کا یہ نتیجہ نکلا کہ اب تحریری مجموعوں میں بھی وہی رنگ نظر آنے لگا۔ حقائق سے ہٹ کر لفاظی، ملمع سازی، غلط بیانی اور مبالغہ آرائی سے بھرپور کتب منظر عام پر آنے لگیں۔

ان حالات کے پیشِ نظر میں کافی عرصہ سے اس فکر میں تھا کہ اس موضوع پر ایک جامع کتاب اور مستند تحقیقی بیان قوم کے سامنے پیش کروں۔ جس میں واقعہ کربلا از ابتداء تا انتہا اپنے حقیقی خدوخال، اصلی آب وتاب اور حقیقی شان وشوکت کے ساتھ بیان کیا جائے اور اس سانحۂ کبریٰ کے تمام علل و اسباب اور اس کے جملہ نتائج و آثار اور اس سے حاصل ہونے والے تمام دروس واخلاق وغیرہ متعلقہ مباحث کو بھی واضح کیا جاوے کہ وہ بھی اس انداز سے لوگوں کو منبر پر بیان کر کے کامیابی اور سامعین کو تسکین بخش سکیں لیکن ہمیشہ دیگر مصروفیات اس نیک کام میں حائل وحاجب رہیں۔ بالآخر اپنے اس کام کو جلدی شروع کر دینے پر زور دیا کہ زندگی اور موت کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہر صورت یہ عظیم کام شروع کر دیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ آج ان کے اور تمام احباب اہل سنت محبین کے اصرار پر یہ کتاب شروع کر رہا ہوں۔ گو میں اس قابل تو نہیں کہ اس عظیم بار کو اٹھا سکوں۔

میں نے اس عظیم تحقیقی کتاب کے لکھنے سے قبل عرصہ بارہ سال سے اس کتاب کی جمع وتالیف میں بے شمار تحقیق وتدقیق سے کام لیا ہے بات بات پر سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کی اور کس قدر تتبع وتلاش سے کام لیا ہے اور انتہا درجہ کی محنت وعرق ریزی کی ہے۔ پھر کس حد تک اصل نتیجہ پر پہنچا۔ اس پر وہ ذاتِ کریم گواہ ہے۔ اس کتاب کا نام میں نے

"شہادتِ نواسۂ سیّد الابرار فی مناقبِ آلِ نبی المختار"

رکھا ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر میرے لیے ذریعۂ بخشش بنا دے اور لوگوں کو ہر قسم کے تعصب وبغض سے بالاتر ہو کر حق کی اتباع کر کے اخروی فلاح کا موقع نصیب فرمائے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

عبدہ المذنب

محمد عبد السلام

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

اس کتاب میں جو آیات پیش ہوں گی ان کی تفسیر میں مفسرین کرام کے اقوال مع حوالہ جات درج کئے جائیں گے۔ کیونکہ اپنی طرف سے تفسیر کرنے والے کے لیے عذابِ جہنم کی خبر دی گئی ہے اور دوسری روایت میں یوں بھی آتا ہے کہ بغیر علم کے جو قرآن کے معنی بیان کرے وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَ فِي رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب العلم ص: ۳۵)

ترجمہ: جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے معنی بیان کرے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے قرآن کے معنی بغیر علم کے بیان کئے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کا مطلب اپنی رائے سے بیان کرے وہ دوزخی ہے۔ اس لیے آیاتِ قرآنی کا ترجمہ وتفسیر اور مفہوم غلط بیان کرنا یا اپنی مرضی کا مطلب حاصل کرنا حرام ہے۔

ہاں جو معانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث سے ثابت ہوں یا مفسرین کرام نے جو معانی شرعی اصولوں کے مطابق بیان فرمائے ہوں وہ درست ہیں۔ اس میں اپنی عقل سے دخل اندازی کرنا جائز نہیں۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ کو مرقات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں معتبر احادیث پیش کی جائیں گی اور ان احادیث کی شرح محدثین وائمہ کرام کی زبانی بیان کی جائے گی اور جس پر اکثریت کا اتفاق ہوگا۔ ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم ص: ۳۲)

ترجمہ: پہنچاؤ لوگوں کو میری طرف سے خواہ ایک ہی بات کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل کے جو قصے ہیں ان کو سننے کے بعد لوگوں کو سناؤ اور بیان کرو اور جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے۔

اس حدیث مبارکہ سے بھی یہی معلوم ہوا کہ جو حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہو اس کو آپ کی طرف منسوب کرنے والے کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اس کتاب میں جو حوالہ بھی پیش کیا جائے گا خود پڑھ کر اور پوری تحقیق کے بعد درج کیا جائے گا۔ نیز غلط واقعات کی تردید کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں کسی کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ تاریخی واقعات پر خصوصی نگاہ رکھی جائے گی تاکہ کوئی واقعہ ایسا نہ ہو جو شکوک و شبہات کا شکار ہوسکے۔ میں نے اس کتاب کی جو ترتیب سوچی ہے وہ اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے ہر مضمون پر باب اور عنوان ہوگا۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْفَضْلِ وَالْکَرَمِ وَالْعَطَاءِ وَالنِّعْمَةِ الْآلَاءِ نَحْمَدُهٗ شَاکِرِیْنَ عَلَی النَّعْمَاءِ وَ نَشْکُرُهٗ حَامِدِیْنَ بِالثَّنَاءِ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ فِی مَلَکُوْتِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَ اَزْکَی الصَّلٰوةِ وَاَطْیَبُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الطَّاهِرِیْنَ اِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ الْمُتَوَّجِ بِتِیْجَانِ الْاِصْطِفَاءِ وَالْاَجْتِبَاءِ الْمُتَرَدِّیْ بِرِدَآءِ الشَّرَافَةِ وَالْاِرْتِضَاءِ صَاحِبِ اللِّوَاءِ یَوْمَ الْجَزَاءِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ بَرَرَةِ الْاَتْقِیَآءِ وَاَصْحَابِهِ الرُّحَمَآءِ عَلَی الضُّعَفَاءِ وَالْخُلَفَاءِ وَالشُّهَدَآءِ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ وَالْجَفَاءِ وَبَذَلُوْا اَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ بِاَتَمِّ الْاِخْلَاصِ وَالرِّضَاءِ خُصُوْصًا عَلٰی اِمَامِ اَهْلِ الْاِبْتِلَاءِ فِی الْکَرْبِ وَالْبَلَاءِ سَیِّدِ الشُّهَدَآءِ ابْنِ الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاءِ وَمَنْ کَانَ مَعَهٗ فِی الْکَرْبَلَاءِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَخْلَصُوْا لِلّٰهِ وَحَارَبُوْا فِی اللّٰهِ وَثَقُوْا بِاللّٰهِ وَتَوَکَّلُوْا عَلَی اللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ وَتَمَسَّکُوْا بِدِیْنِ اللّٰهِ وَقَالُوْا مِنَ اللّٰهِ رَحْمَةً وَ کَرَامَةً وَعِزَّةً وَشَرَافَةً فَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اَحْیَاءٌ اٰمِنِیْنَ مِنَ الْهَلَاكِ وَالْفَنَاءِ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ مِنَ الْفَضْلِ وَالْعَطَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. اَمَّا بَعْدُ.

خطبۂ حمد وصلوۃ اور سلام کے بعد اس عظیم کام کا بیڑا اپنے نحیف کاندھوں پر اٹھاتے ہوئے ایک عظیم تحقیقی کتاب بنام شہادت نواسۂ سیّد الابرار فی مناقب آلِ نبی المختار پیش کر رہا ہوں۔ جس کے متعلق قبل ازیں دیباچہ میں تفصیل لکھ چکا ہوں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ کربلا اور اس کے علل واسباب اور اس سانحۂ کبریٰ کے نتائج وآثار پیش کرنے سے پہلے حضور سرور کائنات فخر موجودات محبوب رب العالمین رحمۃ للعالمین حضور پرنور شافع یوم النشور سرکار سیّدی محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کا بیان ہو اور اس کے بعد جن کو دولتِ ایمان کے ساتھ ساتھ آپ سے جسمانی وروحانی نسبت کی فضیلت حاصل ہے جن میں ازواج وآل واصحاب شامل ہیں۔ ان سب کے حالات زندگی اور ان کے فضائل وکمالات اور بعض محامد وصفات کا بھی تذکرہ کر دیا جائے تاکہ یہ کتاب اپنے موضوع میں من جمیع الجہات کامل بلکہ اکمل ہو جائے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ السَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ.

دعا ہے کہ پروردگارِ عالم بطفیل حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ناچیز کتاب کو شرف قبولیت بخش کر اسے میری دنیوی واخروی نجات وفلاح کا سبب قرار دے۔ اور قوم وملت کو اس سے استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس سے موجودہ جمود کی فضا ختم ہو اور قوم میں صحیح علمی ذوق پیدا ہو تاکہ وہ صحیح حقائق کا مطالعہ کر سکیں اور ہر قسم کے تعصب وتنگ نظری سے بالاتر ہو کر حق وحقیقت کا اتباع کریں۔

قَدْ جَآءَکُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ

محمد عبد السلام

غَفَرَ اللّٰهُ عَنْ ذُنُوْبِهٖ وَ سَتَرَ عُیُوْبَهٗ بِحُرْمَةِ حَبِیْبِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْهِ اَفْضَلُ وَالصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِیْمِ وَاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْاَکَارِمِ السَّادَاتِ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ا

حُبِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ہر وہ شخص جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عقل وفہم کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ جس کے ساتھ عقیدت و نیازمندی ایمان میں داخل ہو اس کو مانے بغیر آدمی مومن نہیں ہوسکتا اس کی محبت تمام جہان سے ضروری ہوگی۔ ماں، باپ، اولاد، عزیز واقارب کے بھی انسان پر حقوق ہیں ان کا ادا کرنا لازم ہے لیکن ایک شخص اگر ان سب کو بھول جائے اور اس کے دل میں ان کی ذرہ برابر بھی محبت والفت باقی نہ رہے اور ان سب سے محض بے تعلق ہو جائے تو اس کے ایمان میں خلل نہیں آئے گا۔ کیونکہ ایمان لانے میں ماں، باپ، عزیز واقارب، اولاد وغیرہ کا ماننا لازم وضروری نہیں لیکن حضور آقائے دو جہاں سرکار سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماننا مومن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جب تک لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معتقد نہ ہو ہرگز مومن نہیں ہوسکتا تو اگر اس کا رشتۂ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹوٹ گیا تو یقیناً ایمان سے خارج ہوا کہ تصدیقِ رسالت بے محبت باقی نہیں رہ سکتی۔ اس لیے شریعتِ مطہرہ نے حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر شخص پر اس کے تمام خویش واقارب اعزہ واحباب سے زیادہ لازم کی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔

۱- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (آلِ عمران ۳۱:۳)

(اے محبوب) آپ فرما دیں کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

دوسری آیت شریفہ میں یوں فرمایا ہے:

۲- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (التوبہ ۹:۲۳)

اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

تیسری آیتِ مبارکہ میں بیان فرمایا ہے:

۳۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (التوبۃ:۹:۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

۴۔ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ (التوبۃ:۹:۱۲۰)

مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ (ﷺ) کے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان کو پیاری سمجھیں۔

۵۔ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (التوبۃ:۹:۷۱)

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ عنقریب رحم فرمادے گا بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

۶۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْىُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ:۹:۶۳)

کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ تعالیٰ اور اس رسول (ﷺ) کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ اس میں رہے گا، یہی بڑی رسوائی ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (التوبۃ:۹:۶۱)

اور وہ جو رسول اللہ (ﷺ) کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ان آیاتِ طیبات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب حضور ﷺ کی محبت آباؤ واجداد، اولاد، عزیز واقارب، دوست احباب، مال و دولت مسکن و وطن، سب چیزوں کی محبت سے اور خود اپنی ذاتِ کی محبت سے زیادہ ضروری و لازمی ہے۔ قرآن پاک میں اس مضمون کی آیات میں سے چند آیات ہیں اب چند احادیث پیش کی جاتی ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد الابرار ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (صحیح بخاری)

تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ واولاد تمام جہان کے انسانوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہوں۔

دوسری حدیث میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تین ایسی چیزیں ہیں جس میں وہ پائی گئیں اس نے ایمان کی حلاوت پالی (۱) جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سارے جہان سے زیادہ پیارے ہوں (۲) جو کسی بندے کو

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ. (صحیح بخاری و مسلم کتاب الایمان)

صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبوب رکھتا ہو (۳) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے نجات دی اور وہ اس کے بعد کفر میں لوٹ جانے کو ایسے ہی برا سمجھتا ہو جسے وہ اپنے آپ کو آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہو۔

ان احادیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہر چیز سے مقدم اور ایمان کی دلیل ہے اب ظاہر ہے کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہوگی اس کے دل میں ہر اس چیز کی محبت ہوگی جس کا تعلق حضور ﷺ سے ہوگا اور ویسے بھی قدرتی بات ہے کہ سچی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے نسبت رکھنے والی تمام چیزیں اس کو محبوب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح مومن ومخلص کے لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت رکھنے والی ہر چیز قابلِ احترام اور محبوب ہے اور یہ ایمان کی علامت بلکہ عینِ ایمان ہے اور اگر ایسی نسبت کے متعلق دل میں ادنیٰ کدورت اور بغض وعناد ہو تو یہ محبت کی خامی اور اپنے ناقص ایمان کی دلیل ہے۔ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضورِ اقدس ﷺ کی قیام گاہِ اقدس کا بڑا ادب واحترام کرتے تھے چنانچہ منبر شریف کے جس درجہ پر حضور سیّد العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے خلیفۂ اوّل نے ادباً اس پر بیٹھنے کی جرأت نہ کی اور خلیفۂ دوم نے حضرت عبد اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نشست گاہ پر بیٹھنے کی جرأت نہ کی اور خلیفۂ ثالث حضرت عمر بن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نشست گاہ پر نہ بیٹھے۔

(رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بحوالہ سوانح کربلا)

اس سے اندازہ کرنا چاہیے کہ حضور سیّد الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج وآل واصحاب کے ساتھ محبت کرنا اور ان کے ادب وتعظیم کو لازم جاننا کس قدر ضروری ہے اور یقیناً ان حضراتِ کرام کی محبت حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے اور آپ کی محبت عینِ ایمان ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ کی ازواج وآل واصحاب غرضیکہ جن کا بھی آپ سے روحانی یا جسمانی رابطہ ہے انہیں جان ودل سے زیادہ محبوب رکھنا عینِ ایمان ہے۔ گویا ان کی محبت عین رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے جو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض وعداوت رکھے یا ان کی توہین وبے ادبی کرے وہ ایمان سے محروم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں بلکہ ان کی مجلس میں بیٹھنا بھی فَهُوَ مِنْهُمْ کے مترادف ہے۔

ا۔ سوانح کربلا

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ۲

ازواجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب دیکھیئے کہ حضور سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں جن عورتوں کو زوجیت کا شرف حاصل ہوا حق سبحانہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی اس نسبت کے پیشِ نظر کہ وہ آپ کی ازواج ہیں انہیں امہات المومنین فرمایا ہے اس نسبتِ اقدس کی بنا پر یہ مومنوں کی مائیں ہیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:٦)

یہ نبی (مکرم) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی ازواجِ مطہرات ان (مومنوں) کی مائیں ہیں۔

دوسری آیت شریف میں ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔ (الاحزاب:۵۳)

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ (الاحزاب:۳۲)

اے (میرے) نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی پیدا نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔

ان آیات طیبات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو حرمتِ نکاح اور بے مثال وجوب واحترام میں مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ دیکھنے اور تنہا رہنے میں اسی لیے ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنوں کے حکم میں نہیں ہیں۔ نہ ان کے ماں باپ آباؤ اجداد کے حکم میں ہیں، نہ ان کی بہنیں اور بھائی ماموؤں اور خالوؤں کے حکم میں ہیں اور نہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد و عورت کے لئے باپ کے حکم میں ہیں ازواجِ مطہرات کو وہ فضیلت ملی جو پوری امت پر ظاہر فرما دی گئی ہے(۱)

(۱) مدارج النبوت ج ۲، ص ۶۹۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

خداوندی ارشاد بیویاں اور اولاد

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں پہلے بیویوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے بعد اولاد کا ذکر فرمایا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (الرعد:۳۸)

اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بھی بنائے۔

اس آیت کریمہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ذکر فرماتے ہوئے پہلے ان کی ازواج اور اس کے بعد ان کی اولاد کا ذکر فرمایا گیا:

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔ (الرعد:۲۳)

بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے۔

اس آیت کریمہ میں اہلِ ایمان صالحین کی شان بیان کرتے ہوئے پہلے ان کے آباؤ اجداد اس کے بعد ان کی بیویوں اور آخر میں اولاد کا ذکر فرمایا گیا۔

تیسری آیت کریمہ:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ (الفرقان ۵۲:۴۷)

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔

اس آیت میں ایمان والوں کی اس دعا کا ذکر فرمایا ہے جس میں بارگاہِ رب العزت میں عرض کرنے کا بیان ہے کہ اللہ! ہماری بیویوں کو اور اولاد کو ہمارے لیے ٹھنڈک بنا۔ یہاں بھی پہلے بیویوں اور اس کے بعد ان کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے جن نیک بیویوں اور نیک اولاد کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے اور دل خوش ہوں۔

امہات المؤمنین ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

جاننا چاہئے کہ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں دنیاوی امور میں جو چیزیں زیادہ محبوب تھیں ان میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں لامحالہ آپ کے لیے مباح ہوا کہ آپ اپنے نکاح میں جتنی ازواج مطہرات چاہیں رکھیں۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صاحبان ازواج و اولاد ہوئے ہیں۔ روایات شاہد ہیں کہ حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام کی ننانوے بلکہ ایک سو ازواجِ مطہرات تھیں اور حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی تین سو منکوحہ ازواج اور ایک ہزار باندیاں تھیں یہ شرف انبیاء علیہم السلام کو حاصل تھا اور حضور سیّد العالمین امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات کی تعداد اگرچہ کم تھی لیکن شرف و فضل میں جو ارفع و اعلیٰ مقام آپ کو حاصل ہے وہ کسی اور نبی کو نہیں۔ (۱)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ازواجِ مطہرات کی زیادتی میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اندرونی اور خلوت کے احکام مردوں تک ان

---

(۱) مدارج النبوت صفحہ ۲:۹۷۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

کے ذریعے سکھائے جاسکیں اور وہ امت میں نقل کریں نیز عباداتِ شاقہ اور بارِ رسالت کو برداشت فرمانے کے باوجود اقیامِ حقوق اور حسنِ معاشرت میں تکلیف کی زیادتی پر صبر فرمانا آپ کے کمالِ فضل و شرف اور امتیازی شان پر دال ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ کن ازواج کا انتقال نبی اکرم ﷺ سے پہلے ہوا اور کن ازواج کا انتقال آپ کے بعد ہوا کن سے دخول ہوا اور کن سے دخول نہیں ہوا۔ اسی طرح ان کے بارے میں بھی اختلاف ہے جن کو پیامِ نکاح دیا اور نکاح نہ ہوا اور جنہوں نے خود کو حضورِ اقدس ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کیا۔ ان میں سے متفق علیہ گیارہ ازواجِ مطہرات ہیں چھ قریش میں سے یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ، سیّدہ عائشہ بنتِ ابوبکر صدیق، سیدہ حفصہ بنتِ عمر فاروق، سیّدہ ام حبیبہ بنتِ ابوسفیان، سیدہ امِ سلمہ بنتِ ابی امیہ، سیّدہ سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنھن۔ اور چار عربیہ غیر قریشہ ہیں یعنی سیدہ زینب بنتِ جحش، سیّدہ میمونہ بنتِ الحارث ہلالیہ، سیّدہ زینب بنتِ خزیمہ ہلالیہ ام المساکین، سیّدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنھن ۔ اور ایک غیر عربیہ بنی اسرائیل سے ہیں وہ سیّدہ صفیہ بنتِ حیی بنی نضیر سے ہیں۔ اور وہ ازواج جو حضورِ اقدس ﷺ کے سامنے انتقال کر گئیں وہ دو ہیں ایک سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ اور دوسری سیّدہ زینب ام المساکین رضی اللہ عنہما اور حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصالِ اقدس کے وقت نو ازواجِ مطہرات بلا اختلاف موجود تھیں (۱) اب ان کے جداگانہ حالات بیان کیے جائیں گے۔

۱۔ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

سب سے پہلے جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تزوج فرمایا وہ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں اور جب تک وہ حیات رہیں ان کی موجودگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی اور عورت سے نکاح نہ کیا سیّدہ ام المؤمنین کا نسب نامہ یہ ہے خدیجہ بنتِ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی۔ سیّدہ کا نسب حضور ﷺ سے قصی میں مل جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قصی کی اولاد سے بجز سیّدہ خدیجہ اور ام حبیبہ کے کسی کی خواستگاری قبول نہ فرمائی۔ ان کی کنیت امِ ہند ہے اور ان کی والدہ فاطمہ بنتِ زاہدہ بن الاصم، بنی عامر بن لوی سے تھیں وہ پہلے ابو ہالہ بن نباس بن زرارہ کی زوجیت میں تھیں اور اس سے ان کے دو فرزند ہوئے ایک ہند دوسرے ہالہ اور ابو ہالہ کا نام مالک تھا اور ایک قول سے زرارہ اور دوسرے قول سے ہند تھا اس کے بعد انہوں نے عتیق بن عایذ مخزومی سے نکاح کیا اس سے ان کی ایک لڑکی ہوئی جس کا نام ہند تھا (کذا فی المواہب)۔ روضۃ الاحباب میں کہا گیا ہے کہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور ہند ایسا نام ہے جو مرد و عورت دونوں کے لیے رکھا جاتا ہے جس طرح جویریہ ہے اور بعض نے عتیق کو ابو ہالہ پر مقدم بیان کیا ہے اس کے بعد انہوں نے حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کیا اور ہند حضور ﷺ کی ربیبہ تھیں اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس کی تھی اور حضور علیہ السلام کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور ایک قول کے موجب اکیس سال کی تھی پہلا قول زیادہ صحیح ہے بعض نے تیس سال بھی کہا ہے واللہ اعلم (۱)

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ عاقلہ، فاضلہ، اور فرزانہ عورت تھیں زمانہ جاہلیت میں ان کو طاہرہ کہتے تھے عالی نسب اور بڑی مالدار تھیں ابو ہالہ عتیق کے بعد بہت سے اشرافِ قریش خواستگاری رکھتے تھے کہ وہ ان سے نکاح کر لیں مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور انہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کے لیے اپنے آپ کو خود پیش کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا تذکرہ اپنے چچاؤں سے فرمایا اس کے بعد حضور علیہ السلام

(۱) مدارج صفحہ: ۷۷۔ الحیات، المستدرک۔ طبقات ابن اسعد

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خویلد بن اسعد کے پاس تشریف لائے اور ان کو پیام دیا پھر ولادت کے پچیسویں سال جب آپ شام کے سفر سے واپس تشریف لائے حضرت سیّدہ سے نکاح فرمالیا اور سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کا مہر انتیس جوان اونٹ اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ اوقیہ سونا تھا۔ (۱)

اہلِ سیر کا بیان ہے کہ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمانی آفتاب ان کے گھر اتر آیا ہے اور اس کا نور ان کے گھر سے پھیل رہا ہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں ہے جو اس نور سے روشن نہ ہوا ہو جب وہ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچا کے لڑکے ورقہ بن نوفل سے بیان کیا اس نے اس خواب کی تعبیر بیان کی کہ نبی آخر الزماں کے ساتھ نکاح کرو گی۔ سیّدہ خدیجہ الکبریٰ وہ پہلی عورت ہیں جن پر اسلام کی حقیقت سب سے پہلے روشن ہوئی اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق فرمائی اور اپنا تمام مال و زر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا میں خرچ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد خواہ فرزند ہوں یا دختر سب انہیں سے پیدا ہوئے بجز حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جو سیّدہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس یا چوبیس سال شریکِ حیات رہیں ان کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہوا (۱) اس وقت ان کی عمر مبارک پینسٹھ سال تھی۔ ان کا انتقال بعثت کے دسویں سال ماہِ رمضان میں ہوا اور مقبرہ حجون میں مدفون ہوئیں حضورِ اقدس علیہ السلام خود ان کی قبر میں داخل ہوئے اور دعائے خیر فرمائی نمازِ جنازہ اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے انتقال کے بعد بہت ملول و محزون ہوئے تھے ان کے انتقال پر ملال کے سال کا نام ''عام الحزن'' ہے۔

ان کے فضائل و مناقب بہت ہیں سیّدہ خدیجہ کو سب سے بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ سیّدہ فاطمہ الزہرا جیسی شہزادی ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئیں اہلِ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ کفارِ قریش کی تکذیب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو غم و اندوہ اور تکلیفیں اٹھاتے تھے وہ سب حضرت خدیجہ کو دیکھتے ہی جاتی رہتیں اور آپ خوش ہو جاتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ خدیجہ کے پاس تشریف لاتے تو وہ حضور علیہ السلام کی پاسِ خاطر کرتیں جس سے آپ کی ہر مشکل آسان ہو جاتی۔ (۲)

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللهِ هٰذِهٖ خُدَيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَآءٌ فِيْهِ اِدَامٌ وَّ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَءْ عَلَيْهَا السَّلَامُ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ (متفق علیہ) (۳)

یارسول اللہ! یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور و غل ہے اور نہ کوئی رنج و تکلیف۔

اس حدیث میں سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس وقت کھانا لانے کا ذکر فرمایا گیا ہے جب آپ غارِ حرا میں تشریف فرما تھے اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے لیے کھانا لا رہی تھیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سلام دیا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بلاشبہ میں نوعِ بشری کا روزِ قیامت سردار ہوں مگر انبیاء علیہم السلام سے میری نسل میں ایک وہ شخصیت ہیں جن کا نام اقدس احمد ہے اور ان کو مجھ پر دو باتوں میں فضیلت ہے ایک یہ

(۱) مدارج صفحہ: ۷۹۷۔ الحیات، المستدرک۔ طبقات ابن اسعد (۲) مدارج النبوت (۳) مشکوٰۃ باب ازواج مطہرات۔ الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

کہ ان کی بیوی بھلائی میں ان کی مددگار و معاون ہوگی اور میری بیوی میرے لیے خطا پر برانگیختہ کرنے میں معاون ہوئی یہ کہ درخت کا پھل کھالیا دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے ان کے شیطان (ہمزاد) پر اعانت فرمائی کہ وہ مسلمان ہوگیا مگر میرا شیطان (ہمزاد) کافر ہی رہا اور ایسی حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا تو ایسے ہی فرمایا (واللہ اعلم) بہر تقدیر یہاں زوجہ سے مراد سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا:

وَمَا رَأَيْتُهَا كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خُدَيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خُدَيْجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ۔ (متفق علیہ) (۱)

کہ رسول اللہ ﷺ اکثر سیدہ خدیجہ کا بہت ذکر فرماتے تھے بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضا کاٹتے پھر وہ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی آپ سے کہہ دیتی تھیں گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں اور کوئی عورت ہی نہیں تھی تو آپ فرماتے وہ ایسی ایسی تھیں (یعنی ان کی خوبیاں بیان فرماتے) اور ان سے میری اولاد ہوئی۔

اس حدیثِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ان کا اکثر ذکر مبارک کرتے رہتے تھے اور آپ ان کے نام کی بکری ذبح کرتے اور اس کا گوشت کاٹ کر حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے تھے اور سیدہ عائشہ فرماتی ہیں میں کہا کرتی تھی کہ کیا دنیا میں اور عورت کوئی نہیں یعنی بطور رشک کہ میں بھی آپ کی اسی طرح محبوبہ ہو جاؤں جس طرح کہ سیدہ خدیجہ کو محبوبہ سمجھتے ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعریف میں فرماتے وہ ایسی تھی میری بہت زیادہ خدمت کرنے والی، بہت روزہ دار، عبادت گزار، تہجد گزار، میری غمگسار و مددگار تھیں میری اکثر اولاد اس سے ہوئی اور وہ میری فاطمہ کی ماں ہے۔

امام احمد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنتی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا ہیں اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام اور حضرت سیدہ مریم علیہا السلام اور حضرت سیدہ آسیہ علیہا السلام ہیں۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: کہ تمام جہان کی عورتوں میں سے سب سے بہتر اور افضل چار عورتیں ہیں (۱) سیدہ خدیجۃ الکبریٰ (۲) سیدہ فاطمہ (۳) سیدہ مریم (۴) سیدہ آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔

الغرض سیدہ میں وہ خوبیاں ہیں جن کی بنا پر آپ کو امہات المؤمنین میں امتیازی شان حاصل ہے (۲)

سیما پہلی ماں کہف امن و اماں
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

۲۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود، قریشیہ عامریہ ہیں۔ ان کا نسب حضور ﷺ کے نسب شریف لوی میں مل جاتا ہے ان کی کنیت ام الاسود ہے اور ان کی ماں بنتِ قیس ہے اور ان کی معیت میں ہی مکہ مکرمہ میں اسلام لائیں اور یہ اپنے

(۱) مشکوٰۃ باب ازواج مطہرات والبدایۃ والنھایۃ ج ۳ ص ۱۲۸۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸۔ (۲) مدارج النبوت ۷۹۹۔ الیواقیت۔ طبقات ابن سعد

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ابن عم جس کا نام سکران بن عمرو بن عبد الشمس ہے اور وہ سہیل بن عمرو کے بھائی ہیں کی مذوجیت میں تھیں ان کے شوہر بھی ان کے ساتھ اسلام لائے ان سے ایک لڑکا تھا جس کا نام عبد الرحمٰن تھا سیّدہ سودہ نے سکران کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرتِ ثانیہ کی ان کے شوہر مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد فوت ہوئے ایک روایت میں ہے کہ حبشہ میں ہی فوت ہوئے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ میں سیّدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے انتقال کے بعد ان سے تزوج فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد ان کے بعد فرمایا۔ یہ قول قتادہ اور ابو عبیدہ کا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے قبل حضرت عائشہ سے عقد ہو گیا تھا ان دونوں قولوں کو اس طرح جمع کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے عقد سیّدہ سودہ سے پہلے ہوا تھا اور رخصتی حضرت عائشہ سے پہلے کیونکہ تزوج اور نکاح کے الفاظ دونوں پر بولے جاتے ہیں مگر عام ذہنوں میں عقد ہی سمجھا جاتا ہے نہ کہ دخول و رخصتی۔

اہلِ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ رضی اللہ عنہا جب حبشہ سے مکہ مکرمہ آئیں تو خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ہیں اور قدمِ اقدس ان کی گردن پر رکھا ہے یہ خواب اپنے شوہر سکران سے بیان کیا انہوں نے کہا اگر تم سچ کہتی ہو تو میں بہت جلد مروں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں چاہیں گے۔ پھر انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ ٹیک لگائے ہوئے ہیں آسمان سے چاند ان پر آپڑا ہے اس خواب کو بھی اپنے شوہر سے بیان کیا ان کے شوہر نے کہا اگر تم سچ کہتی ہو تو میں عنقریب فوت ہو جاؤں گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں چاہیں گے اسی دن سے سکران خستہ ہو گئے اور چند دن کے بعد فوت ہو گئے اور سیّدہ سودہ تہی دامن ہو گئیں یہاں تک کہ نبوت کے دسویں سال سیّدہ خدیجہ کے انتقال کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے نکاح فرمایا اور چار سو درہم ان کا مہر مقرر کیا اور مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئیں اور جب ان پر بڑھاپے نے غلبہ کیا تو ہجرت کے آٹھویں سال آپ نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو ایک رات حضرت سیّدہ سودہ حضور علیہ السلام کی گزرگاہ میں آ کر بیٹھ گئیں۔ اس وقت حضور علیہ السلام سیّدہ عائشہ کے گھر رونق افروز تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کے علاوہ کسی غیر کی خواہش نہیں رکھتی اور اب میری شہوت کی آرزو بھی نہیں رہی ہے لیکن میں چاہتی ہوں اور میری تمنا ہے کہ کل روزِ قیامت آپ کی ازواجِ مطہرات میں میرا حشر ہو اور اپنی باری حضرت عائشہ کو سونپتی ہوں اس کے بعد آپ نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ ترک کر دیا (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا یہ حجۃ الاسلام تھا جو گردنوں سے اتر گیا اس کی بعد اپنے بستروں کو غنیمت جانو اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکلو اس کے بعد حضور علیہ السلام کی تمام ازواجِ مطہرات حج کو گئیں مگر حضرت سیّدہ سودہ اور حضرت سیّدہ زینب بنت جحش نہ گئیں اور فرمایا ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سواری پر سوار نہ ہوں گی ہمیں آپ نے وصیت فرمادی ہے۔ کتب متداولہ میں حضرت سیّدہ سودہ کی مرویات، پانچ حدیثیں ہیں، ان میں سے ایک بخاری اور باقی سنن اربعہ میں مروی ہیں۔ ان کا انتقال ماہ شوال ۵۴ھ میں ہوا۔ (کذا فی المواہب) (۲)

اہل تفسیر بتاتے ہیں کہ سیدہ طویل القامت اور فربہ وجسیم تھیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے انتقال پر فرمایا کہ سیّدہ کا جنازہ رات کو اٹھایا جائے اور ان کے لیے پردہ دار چار پائی بنائی جائے۔

(۱) مدارج النبوۃ۔ (۲) زرقانی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۳۔ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی کنیت ام عبداللہ، اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر، جو حضرت اسماء بنت ابوبکر سے ہیں کی نسبت سے ہے سیّدہ عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تھا کہ میری کنیت مقرر فرمادو تو آپ نے فرمایا تم اپنی بہن کے صاحبزادے عبداللہ کے نام پر کنیت رکھو یعنی وہ عبداللہ اور تم ام عبداللہ۔ سیّدہ عائشہ کی والدہ رومان بنت عامر بن عویمر قبیلہ بنی کنانہ سے تھیں پہلے جبیر بن مطعم سے نامزد ہوئی تھیں اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنا پیام نکاح دیا تو ان کا نکاح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سال کی عمر میں ہو گیا تھا اور مدینہ طیبہ میں آ کر ۲ھ میں اٹھارہویں مہینہ کے آخر میں نو سال کی عمر میں زفاف ہوا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاوہ کسی باکرہ سے نکاح نہ فرمایا ان سے کوئی فرزند نہ ہوا۔ (۱)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بہت ہیں، آپ فقہاء، علماء، فصحاء، بلغاء اور اکابر صحابہ سے تھیں بعض سلف سے منقول ہے کہ احکام شرعیہ کا فیصلہ کرنے کے لیے ان کی طرف رجوع ہونا معلوم ہوا ہے اور حدیثوں میں آتا ہے کہ **خذوا ثلثي دينكم من هذه الحميراء** (دو تہائی دین کو ان حمیرا یعنی عائشہ صدیقہ سے حاصل کرو)۔ صحابہ وتابعین کی جماعت کثیرہ نے ان سے روائتیں لی ہیں۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو معانی قرآن، احکام حلال وحرام، اشعار عرب اور علم انساب میں حضرت عائشہ صدیقہ سے بڑھ کر عالم نہیں دیکھا ہے حضرت سیّدہ کے یہ دو شعر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بھی آئے ہیں۔ (۲)

لومحوا في معر اوصاف خده
لمانه لوافی سوم یوسف من نقد
لواحی زلیخا نوراین حبیبه
لاثرن بالقطع القلوب علی الایدی

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعلین مبارک میں پیوند لگا رہے تھے جبکہ میں چرخہ کات رہی تھی میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کا مشاہدہ کیا تو آپ کی جبین مبارک سے پسینہ بہہ رہا تھا اور اس پسینہ سے آپ کے جمال اقدس میں ایسی تابانی تھی کہ میں حیران تھی یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف نگاہ کرم اٹھا کر فرمایا کیا بات ہے تم کیوں حیران ہو سیدہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بشرہ نورانی اور آپ کی پیشانی کے پسینہ نے مجھے حیران کر دیا ہے اس پر آپ اٹھے اور میرے پاس آئے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: جَزَاكِ اللّٰهُ يَا عَائِشَةُ خَيْرًا مَا سَرَرْتِ مِنِّي كَسُرُورِي مِنْكِ (أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)۔ اے عائشہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تو اتنا مجھ سے مسرور نہیں ہوئی جتنا تم نے مجھے مسرور کیا یعنی کہ میرا ذوق وسرور تمہارے ذوق وسرور سے ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سیّدہ عائشہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دینا کمال محبت کا پتہ دیتا ہے اور سیدہ نے معرفت کی نگاہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال کا مشاہدہ کیا۔ نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است۔

اے خنک چشمے کہ او حیران اوست
وی ہمایوں دل کہ آں بریان اوست

(۱) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۱۸۔ (۲) الاستیعاب کتاب الاصابہ ج ۸ ص ۱۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ جو اکابر تابعین میں سے ہیں جس وقت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تو فرمایا کرتے تھے:
اَلصِّدِّيْقَةُ بِنْتِ الصِّدِّيْقِ حَبِيْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مجھے صدیقہ نے جو بیٹی ہے صدیق کی محبوبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نے اس طرح حدیث بیان کی:

حَبِيْبَةُ حَبِيْبِ اللّٰهِ اِمْرَأَةُ السَّمَاءِ۔ اللہ کے حبیب کی محبوبہ آسمانی بیوی (۱)

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ازواجِ مطہرات میں وہ فضیلت حاصل ہے جو کسی اور کو نہیں وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے سوا کسی باکرہ سے شادی نہ فرمائی اور میں کسی دوسرے سے دست آلودنہ ہوئی اور باکرہ عورت اپنے شوہر کے نزدیک محبوب تر اور مانوس تر ہوتی ہے۔ حضرت سیّدہ زلیخا خواب میں تین مرتبہ سیّدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر عاشق اور فریفتہ ہوگئی تھیں لیکن یہاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھے خواب میں دکھایا گیا یہ حالت بھی زیادتی محبت وانس کی ہے خود حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيْئُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ اِمْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَّجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ اِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِيْهِ (۲)

تم مجھے تین بار خواب میں دکھائی گئی تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھا مجھے کہتا تھا یہ آپ کی بیوی ہے میں نے تمہارے رخ سے کپڑا اٹھایا تو تم ہی تھیں میں نے کہا اچھا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے جاری اور پورا فرمادے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ ہیں جو کہ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائی گئیں اور بشارت دی گئی کہ یہ آپ کی بیوی ہوں گی اسی لیے سیّدہ فرماتی ہیں کہ مجھے ازواجِ مطہرات میں یہ مقام بھی حاصل ہے اور فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بیوی ہوں کہ جب میں آپ کے بستر پہ ہوتی ہوں تب بھی آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

ان کے بستر پہ وحی آئے رسول اللہ پر
اور سلام خادمانہ بھی کریں روح الامین

سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی وہ بیوی ہوں جس کے حق میں برأت اور طہارت آسمان سے نازل ہوئی۔ اس میں واقعۂ اِفک کی طرف اشارہ ہے جسے منافقین نے اٹھایا تھا تو حق سبحانہ تعالیٰ نے سترہ، اٹھارہ آیتیں دامنِ عزت کی برأت و طہارت اور جماعتِ منافقین کی مذمت وخباثت میں نازل فرمائیں۔

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے ہی گھر میں زمانۂ علالت گزارا اور میری ہی باری کے دن حضور علیہ السلام نے وصال فرمایا اور میرے ہی حجرہ میں روضۂ اقدس بنا۔

(۱) مدارج النبوت ص ۸۰۴۔ المیات۔ الاستیعاب ج ۴ ص ۴۴۷۔
(۲) مسلم، ج ۲ ص: ۲۸۵ وبدایہ، ج ۳ ص: ۱۳۰ وطبقات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کسی کو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بدگوئی کرتے سنا تو فرمایا:

اُسْکُتْ مَقْبُوْحًا فِی حَبِیْبَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ذلیل وخوار خاموش ہو کہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کی بدگوئی کرتا ہے (۱)۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ فرماتی ہیں ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لَا وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ اور جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ ناراضگی میں رب ابراہیم کی قسم اور خوشی میں رب محمد کی قسم میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لیکن میں نہیں چھوڑتی مگر صرف آپ کے نام کو۔ مطلب یہ کہ ناخوشی کی حالت میں صرف آپ کا نام نہیں لیتی لیکن آپ کی یاد میرے دل میں ہے اور میری جان آپ کے لیے مستغرق ہے اس محبت میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ اگر تم چاہتی ہو کہ جنت میں میرے ساتھ رہو تو تمہیں چاہیے کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح راہ چلتا مسافر ہو کہ وہ کسی کپڑے کو پرانا نہیں سمجھتا جب تک کہ وہ پیوند کے قابل ہے اور وہ اس میں پیوند لگاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ سیّدہ نے عرض کیا حضور میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا جنت میں آپ کی ازواج مطہرات میں مجھے بھی رکھے فرمایا اگر تم اس مرتبہ کو چاہتی ہو تو کل کے لیے کھانا بچا کر نہ رکھو اور کسی کپڑے میں جب تک پیوند لگ سکتا ہو اسے بے کار نہ کرو۔

سیدہ فقر و تونگری اختیار کرنے کی اس وصیت پر اتنی کاربند تھیں کہ آج کا کھانا کل کے لیے بچا کر کبھی نہ رکھا (۲)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سیدہ کو ستر ہزار درہم راہ خدا میں صدقہ کرتے دیکھا ہے حالانکہ ان کی قمیض مبارک میں پیوند لگا ہوا تھا ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے اسی روز تمام دراہم فقراء و اقارب اور مستحق لوگوں کو تقسیم فرما دیے اور خود اس دن روزے سے تھیں اور شام کو کھانے کے لیے بھی کچھ نہ بچایا باندی نے کہا اے سیّدہ اگر ایک درہم، بچا لیتیں تو اچھا ہوتا شام کا کھانا تیار ہو جاتا فرمایا یاد ہی نہیں رہا اگر یاد ہوتا تو بچا لیتی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کتب معتبرہ میں دو ہزار دو سو حدیثیں مروی ہیں ان میں سے بخاری و مسلم میں ۱۷۴ متفق علیہ اور صرف بخاری میں چون (۵۴) ہیں اور صرف مسلم میں سڑسٹھ (۶۷) ہیں بقیہ تمام کتابوں میں ہیں۔ صحابہ و تابعین میں خلق کثیر نے ان سے روائتیں لی ہیں (۳)

ارباب تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میں کیسے جانوں کہ میں نیک ہوں فرمایا جب تم اپنی بدی کو جان لو اس شخص نے کہا میں کیسے جانوں کہ میں برا ہوں فرمایا جب تم جان لو کہ یہ نیکی ہے اور وہ ہمیشہ فرمایا کرتیں کہ تمہارے لیے جنت کے دروازے کھلے رہیں گے پوچھا کس طرح اور کس عمل سے۔ فرمایا بھوک اور پیاس سے ایک دفعہ تلاوت قرآن پاک فرما رہی تھیں۔ جب اس آیت شریفہ پر پہنچیں۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ مَا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. (الانبیاء،۲۱:۱۰)

بلاشبہ ہم نے تمہاری طرف قرآن نازل فرمایا اس میں تمہارے لیے نصیحت ہے تم غور و فکر کیوں نہیں کرتے اس کے بعد ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں اور آیات قرآنیہ کے مطالب و معانی میں غور و فکر فرماتی تھیں۔

(۱)۔ کتب احادیث باب ازواج مطہرات۔ (۲) مدارج النبوت، ص:۸۱۱ مستدرک، ج ۴ ص:۳۔

(۳) کتاب الاصابہ، ج ۸، ص:۱۳۹۔ مدارج النبوت، الاستیعاب، ج ۲، ص:۷۴۵

اہلِ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تو ان کے گھر سے رونے کی آواز بلند ہوئی سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باندی کو بھیجا کہ خبر لائیں باندی نے آ کر سیدہ کے انتقال کی خبر سنائی تو سیّدہ امِ سلمہ رو پڑیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے نبی علیہ السلام کی وہ بڑی محبوبہ تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور علیہ السلام کی مدت محبت و معاشرت نو سال تھی۔

اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی ان کا انتقال ۵۷ھ میں ہوا تھا واقدی نے کہا کہ منگل کے روز سترہ رمضان المبارک ۵۸ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا۔ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقتِ وصال چھیاسٹھ سال تھی اور آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات کے وقت بقیع میں دفن کیا جائے ان کی نمازِ جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔ اس زمانہ میں مدینہ طیبہ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ سلطنت میں مروان حاکم تھا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متولی قاسم بن محمد بن ابوبکر اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور سیّدہ عائشہ صدیقہ کا انتقال طبعی تھا یہ غلط ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ضیافت پر بلایا اور سیّدہ کو دھوکے سے کنویں میں گرا دیا۔ یہ روافض کا افتراء و جھوٹ ہے۔

۴۔ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنتِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قریشیہ عدویہ ہیں ان کی والدہ زینب مظعون حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں یہ اسلام لائیں اور ہجرت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خنیس بن حذافہ کی زوجیت میں تھی اور خنیس رضی اللہ عنہ اہلِ بدر سے تھے سیّدہ حفصہ نے ان کے ساتھ ہجرت کی حضرت خنیس نے واقعۂ بدر کے بعد رحلت فرمائی۔ اور ایک قول کے مطابق بعد از غزوۂ احد جب حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو حضرت سیّدنا عمر بن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ابنِ عفان سے نکاح کے لیے کہا مگر انہوں نے منظور نہ کیا اس زمانہ میں رقیہ بنت رسول اللہ جو کہ حضرت عثمان کی زوجہ تھیں انتقال فرما گئی تھیں پھر سیّدنا عمر و فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت عثمان کی شکایت کی اور عرض کیا میں نے اس سے حفصہ کی پیش کش کی تھی مگر انہوں نے منظور نہ کیا حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اَدُلُّ عُثْمَانَ عَلٰی مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا وَ اَدُلُّهَا عَلٰی مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَهَا مِنْ عُثْمَانَ (مصنف ابن ابی شیبہ،۶:۶۵،رقم:۳۲۰۶۲)

عثمان کو حفصہ سے بہتر زوجہ ملے گی اور حفصہ کو عثمان سے بہتر شوہر ملے گا۔

ایسا ہی ہوا کہ اس ارشادِ نبوت و رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کے دوسرے یا تیسرے سال زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور ام المؤمنین کے مرتبہ پر فائز ہوئیں اور حضرت عثمان کو امِ کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوجہ ملی۔ حفصہ کو بہترین شوہر اور عثمان کو بہترین زوجہ۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ حفصہ کو طلاق رجعی دینے کا ارادہ فرمایا یا طلاق رجعی دے دی۔ جب اس کی خبر سیّدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ کو اس کا رنج ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سیّدہ حفصہ سے رجوع فرمالیں کیونکہ وہ بہت شب بیدار، عبادت گزار،

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

روزہ دار ہیں اور وہ جنت میں آپ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی ولادت بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی تھی اور ان کا انتقال ماہِ شعبان ۴۵ھ یا ۴۱ھ یا ۴۷ھ امارتِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوا تھا اس وقت ان کی عمر مبارک ساٹھ سال تھی۔ کتبِ متداولہ میں ساٹھ حدیثیں ان سے مروی ہیں ان میں سے چار تو متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم میں ہیں اور مسلم میں تنہا چھ حدیثیں اور دیگر تمام کتابوں میں مروی ہیں[1]

۵۔ ام المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین سیّدہ زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا بن الحارث ہلالیہ عامریہ ازواجِ مطہرات میں سے ہیں زمانۂ جاہلیت میں ان کو ام المساکین کہتے تھے کیونکہ آپ مسکینوں کو کھانا وغیرہ کھلاتیں اور ان پر شفقت فرماتیں۔ وہ پہلے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں وہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں انہوں نے ان کو طلاق دے دی تو عبیدہ بن الحارث نے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا ایک قول یہ ہی کہ عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ نے ان کو پیام دیا بعض اہلِ تفسیر اس قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ روضۃ الاحباب اور مواہب میں ہے کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے بہر تقدیر ہجرت کے تیسرے سال حضور آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیّدہ زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لائے اس کے بعد وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بہت کم مدت حیات رہیں اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ ظاہرہ میں ہی انتقال فرما گئیں۔ بعض اہلِ تفسیر دو مہینہ، بعض چھ مہینہ اور بعض آٹھ مہینہ مدت بتاتے ہیں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ماہ ربیع الاخر ۴ھ میں انتقال فرمایا اور بقیع میں مدفون ہوئیں بقیع مدینہ طیبہ میں ایک قبہ ازواج النبی کے نام سے مشہور تھا وہاں قبر اطہر ہے[2]

ام المؤمنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند بنتِ ابی امیہ مخزومی تھا بعض رملہ بتاتے ہیں اوّل زیادہ مشہور اور صحیح ہے ابوامیہ کا نام سہیل بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم ہے اور ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنتِ عامر بن ربیعہ ہے یہ عاتکہ بنتِ عبد المطلب نہیں ہیں۔ حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے ابوسلمہ عبد بن الاسد کی زوجیت میں تھیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی برہ بنتِ عبد المطلب کے فرزند ہیں اور یہ اور ان کے شوہر اوّل ہجرت کرنے والوں میں سے تھے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ان سے ان کے چار بچے پیدا ہوئے تھے زینب: اس کے بعد سلمہ، عمرو، اور درہ ان چاروں میں سے دو زینب و عمرو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ربیب بنے (ربیب کے معنے سوتیلے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں انہوں نے پرورش پائی) دونوں مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور پھر حبشہ سے مدینہ منورہ واپس آئیں بعض کہتے ہیں کہ سیّدہ ام سلمہ وہ پہلی عورت ہیں جو ہودج میں سوار ہو کر مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے داخل ہوئیں اور ابوسلمہ غزوۂ احد میں زخمی ہو کر تندرست ہوئے اس کے بعد ان کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا جب وہاں سے واپس آئے تو ان کے زخم پھر تازہ ہو گئے۔ اور انہی زخموں سے ۴ہجری میں انتقال کر گئے اور ایک قول میں ۳ہجری ہے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ سن رکھا تھا کہ جب کوئی مصیبت آن پڑے تو وہ یہ دعا مانگے:

---

(۱) مدارج النبوت، ص: ۸۱۳ (۲) مدارج النبوت، ص: ۸۱۴، ۸۱۵

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اَللّٰھُمَّ اٰجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔ اے میرے اللہ میری مصیبت میں میرا اجر قائم فرما اور اس سے بہتر میرے لیے قائم مقام بنا۔
(صحیح مسلم ۲:۶۳۱، رقم ۹۱۸)

اور جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے تو سیدہ نے اس دعا کو اپنا ورد بنالیا۔ سیّدہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں اس دعا میں اپنے شوہر کے انتقال کی مصیبت میں پڑھتی تھی اور جب میں کہتی تھی اس سے بہتر قائم مقام بنا تو دل میں خیال آتا تھا کہ ابوسلمہ سے بہتر مسلمانوں میں کون ہوگا لیکن چونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا میں اسے پڑھتی رہی نیز میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بھی سنا تھا کہ جو میت کے سرہانے موجود ہو وہ یہ دعا مانگے اس لیے کہ اس وقت میں جو دعا مانگے وہ قبول ہوتی ہے فرشتے آمین کہتے ہیں چنانچہ جب حضرت ابوسلمہ انتقال کر گئے تو میں نے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسلمہ انتقال کر گئے ہیں ان کے فراق میں کیا کہوں؟ تو آپ نے فرمایا یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ عُقْبَۃً حَسَنَۃً اے میرے اللہ انہیں اور مجھے بخش دے اور میری عاقبت کو اچھی عاقبت بنادے۔

اس کے بعد میں اس دعا پر قائم رہی اور حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ سے بہتر عوض عطا فرمایا اور وہ حضور سرورِ کون ومکاں علیہ التحیۃ والثناء تھے جب حضرت ابوسلمہ انتقال کر گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تعزیت کے لیے سیدہ ام سلمہ کے پاس تشریف لائے اور سیّدہ سے تعزیت فرمائی اور دعا فرمائی کہ اے اللہ ان کے غم کو تسکین دے اور ان کی میت کو بہتر بنا سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہوں نے مجھے پیام دیا ایک روایت میں ہے کہ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اپنا اپنا پیام بھیجا مگر سیّدہ نے ان کے پیام کو قبول نہ فرمایا جب سیّد الابرار علیہ السلام نے بھیجا تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

لیکن میں تو بڑی عمر کی عورت ہوں اور ساتھ یتیم بچے بھی ہیں اور میں بہت غیرت مند ہوں آپ عورتوں کو جمع فرمائیں گے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری عمر تم سے زیادہ ہے اور تمہارے یتیم بچوں کی پرورش خدا اور اس کے رسول کے ذمہ ہے ایک راویت میں ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تمہارے بچے میرے بچے ہیں اور یہ جو تم کہتی ہو کہ میں غیرت مند ہوں حق تعالیٰ تم کو اس بات سے محفوظ فرمائے۔ چنانچہ ماہِ شوال ۴ھ میں حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تزوج ہوا ان کا مہر وہ سامان مقرر ہوا جو دس درہم کی قیمت کا تھا۔

امہات المؤمنین میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سب سے آخر میں انتقال فرمایا سیّدہ ام سلمہ کے انتقال کو بعض نے ۵۹ ہجری میں بیان کیا ہے اور بعض نے ۶۲ھ میں بیان کیا ہے زمانہ یزید بن معاویہ میں سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ کربلا کے بعد آپ کا انتقال ہوا تھا۔ بعض نے کہا کہ اوّل قول کے صحیح ہونے پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین میں سے سیّدہ ام سلمہ ام المؤمنین کو ایک پڑیا خاکِ کربلا کی عنایت فرمائی تھی کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس اس زمین کی مٹی لائے ہیں جہاں میرا نواسہ حسین ظلم وستم کے ساتھ شہید کیا جائے گا اے ام سلمہ اس شیشی کو رکھ لو جب یہ مٹی سرخ ہوجائے تو جان لینا میرا حسین ارضِ کربلا میں شہید ہوگیا ہے۔ چنانچہ سیّدہ نے ایسا ہی کیا اس خاک کو دینے کا مطلب یہ تھا کہ آپ جانتے تھے کہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

واقعۂ کربلا سے پہلے میری دیگر ازواجِ مطہرات انتقال فرما گئی ہوں گی اور یہ زوجہ ام سلمہ مدینہ طیبہ میں موجود ہوں گی۔ دوسری حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے جس کو امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ الناز کی ایک عورت سلمٰی بیان کرتی ہے کہ وہ سیّدہ امِ سلمہ کے پاس حاضر ہوئی تو اس نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ اس نے عرض کیا اے ام المؤمنین آپ کو کس بات نے رلایا ہے؟

عَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ وَ هِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْکِیْكِ؛ قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ؛ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ۔ (البدایہ والنہایہ، ۸: ۲۰۰ مشکوۃ۔ مدارج)

روایت ہے سلمٰی سے کہ میں حاضر ہوئی سیّدہ امِ سلمہ کے پاس اس حال میں دیکھا کہ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے بحالتِ نوم دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں ہیں کہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر گرد وغبار پڑا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ خاک آلودہ کیوں ہیں آپ نے فرمایا میں ابھی حسین ؓ کے مقتل میں موجود تھا۔ (یعنی واقعۂ کربلا)

جب سیّدہ نے یہ سنا اور دیکھا تو روتی رہیں اور ظالموں پر لعنت بھیجی جنہوں نے نواسۂ رسول پر ظلم وستم کر کے ان کو شہید کر ڈالا۔ اس حدیث میں بھی سیّدہ کی ظاہری حیات واقعۂ کربلا کے وقت پر دال ہے۔ سیّدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی کل عمر چوراسی سال ہوئی آپ کی نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

اہلِ تفسیر کہتے ہیں کہ جب سیّدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا حضورِ اقدس ﷺ کے حبالہ عقد میں آئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ زینب بنتِ خزیمہ کے انتقال پر گھر خالی ہونے والا گھر امِ سلمہ کے رہنے کے لیے مقرر فرمایا اور جب امِ سلمہ اس میں داخل ہوئیں تو ایک چھوٹا گھڑا جس میں تھوڑے سے جو تھے اور ایک پتھر کی ہانڈی اور ایک چکی دیکھی جو چکی میں ڈال کر آٹا پیسا اور میدہ تیار کر لیا جب حضورِ اقدس ﷺ تشریف لائے تو امِ سلمہ کے ولیمہ کا یہ کھانا تھا۔

کتبِ متداولہ میں سیّدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے تین سو اٹھتر حدیثیں مروی ہیں۔

ان میں متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم میں تیرہ حدیثیں ہیں اور صرف بخاری میں تین حدیثیں ہیں۔ اور تنہا مسلم میں تیرہ حدیثیں اور باقی دیگر کتبِ معتبرہ میں مروی ہیں[1]

۷۔ ام المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کا پہلے نام "برہ" تھا حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام تبدیل فرما کر زینب رکھا یا تو تزکیہ نفس کے ابہام کی بنا پر یا اس کراہت کی بنا پر کہ کوئی کہے "برہ" کے پاس سے آئے یا کوئی یہ کہے کہ "برہ" اس گھر میں نہیں۔ برہ کے معنے ہیں نیکی اور احسان۔ ان کی کنیت ام الحکم تھی ان کی والدہ ماجدہ حضورِ اقدس ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنتِ عبد المطلب تھیں وہ پہلے حضرت زید بن حارثہ کی زوجیت میں تھیں جب حضرت زید نے ان کو طلاق دے دی تو حضورِ انور ﷺ انہیں اپنے حبالہ عقد میں لے آئے ان کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے زید کے لیے انہیں پیام دیا سیّدہ زینب نے قبولیت سے اعراض کیا اس لیے کہ وہ صاحبِ جمال تھیں

(۱) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور ان کے مزاج میں حدت یعنی سختی تھی سیّدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا فرمانا بجا ہے لیکن یہ معاملہ ازدواجی زندگی یعنی میاں بیوی کا ہے میں اس کو پسند نہیں کرتی اور حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی عبد اللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی عدمِ قبولیت میں اپنی بہن کے ساتھ اتفاق کیا چونکہ حضورِ اقدس ﷺ نے اظہارِ نبوت سے پہلے حضرت زید کو آزاد فرما کر فرزندی میں قبول فرما لیا تھا اور ان پر بے اندازہ لطف وعنایت مبذول فرماتے تھے حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب عدمِ قبولیت کی گنجائش نہیں ہے تمہیں نفرت اس بنا پر ہے کہ وہ آزاد کردہ غلام ہیں اور اب وہ آزاد ہونے کے بعد میری فرزندی میں ہیں۔ عرض کیا گیا اچھا حضور اس بارے میں غور وفکر کی مہلت عنایت فرمائیے یہ بات جاری تھی کہ یہ آیتِ کریمہ نازل ہوگئی کہ:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (الاحزاب، ۳۳:۳۶)

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہو اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

اس آیت کے نازل ہونے پر سیّدہ زینب اور ان کے بھائی دونوں نے کہا ہم راضی ہیں۔ ہماری کیا مجال کہ ہم اپنے اختیار کو درمیان میں لائیں اور معصیت کا ارتکاب کریں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو حضرت زید کی زوجیت میں دے دیا ایک سال یا کچھ زیادہ عرصہ حضرت زید کے ساتھ رہیں اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم کو یہ بھی واضح کر دیا کہ ہمارے علمِ قدیم میں ہے کہ سیّدہ زینب آپ کی زوجیت میں داخل ہوں چنانچہ حضرت زید اور حضرت سیّدہ زینب کے درمیان ناسازگاری پیدا ہوئی۔ حضرت زینب کی جانب سے حضرت زید کی نسبت کج خلقی پیدا ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ حد کو پہنچ گئی اور تنگ آ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت زید نے حضور علیہ السلام سے سیّدہ زینب کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں زینب کو طلاق دے دوں کیونکہ وہ میرے ساتھ بہت تند خوئی سے پیش آتی ہے اور اپنی زبان دراز کرتی ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو اس سے باز رکھ اور خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ چونکہ حق تعالیٰ کی جانب سے معلوم ہو گیا تھا کہ زینب آپ کی زوجیت میں آئیں گی تو خاطرِ مبارک سے چاہا کہ زید ان کو طلاق دے دیں لیکن حیاء کی بنا پر زینب کو طلاق دینے کا حکم نہ فرمایا نیز اس سے یہ بھی اندیشہ تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے متبنّیٰ کی بیوی کو چاہتے ہیں کیونکہ جاہلیت کے لوگ اس شخص کی بیوی کو جس کو اپنا بیٹا بنا لیا ہو حرام جانتے تھے اور اس منہ بولے بیٹے کو صلبی بیٹے کی مانند سمجھتے تھے ممکن ہے کہ لوگوں کے اندیشہ سے مراد ان کے ایمان کا خوف ہو کہ مبادا شک وتردد ان کے ایمان میں خلل انداز ہو کر انہیں ہلاک کر دے (۱)

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت زید کو سیّدہ زینب کے روکنے کا حکم دینے میں مقصود حضرت زید کا اختیار اور ان کا امتحان کرنا تھا تاکہ معلوم کریں کہ زید کے دل میں زینب کی رغبت باقی ہے یا بالکل ہی متنفر ہو گئے ہیں۔ حضرت زید نے دوبارہ بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے زینب کو طلاق دے دی اس وقت یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ (الاحزاب: ۳۷)

اور اے محبوب ﷺ یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ ہے اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔

(۱) ہکذا فی تفسیر حضرت صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

منقول ہے کہ جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا جاؤ اور زینب کو میرے لیے پیام دے دو حضرت زید کی اس کام کے لیے تخصیص میں حکمت یہ تھی کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ یہ عقد بغیر رضامندی زید کے بر سبیل قہر و جبر واقع ہوا ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ زید کے دل میں زینب کی کوئی خواہش نہیں ہے اور وہ اس بات سے راضی وخوش ہیں۔ نیز حضرت زید کا فرمانِ خدا اور رسول کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا اور بحکمِ الٰہی حضرت زینب کو راضی رکھنا بھی ثابت ومؤکد فرمانا مقصود تھا کیونکہ یہ محل نازک ہے۔ القصہ حضرت زید ارشاد نبوت کے بموجب سراپا صدق و اخلاص سے روانہ ہوئے حضرت زید فرماتے ہیں کہ جب میں سیّدہ زینب کے گھر پہنچا تو وہ میری آنکھوں میں ایسی بزرگ معلوم ہوئیں کہ میں ان کی طرف نظر نہ اٹھا سکا پھر میں گھر کی طرف پشت کر کے الٹے قدم ان کے پاس گیا اور میں نے کہا تمہیں خوشی ہو کہ رسولِ خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے تمہیں پیام دوں (۱)

سیّدہ زینب نے فرمایا میں اس بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتی جب تک کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ نہ کرلوں اس کے بعد وہ اٹھیں اور مصلے پر پہنچیں اور سر کو سجدہ میں رکھا بارگاہِ بے نیاز میں عرضِ نیاز کی بعض روایات میں ہے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھ کر سجدے میں گئیں اور مناجات کی کہ اے خدا تیرا محبوب میری خواستگاری فرماتا ہے اگر میں ان کی زوجیت کے لائق ہوں تو مجھے ان کی زوجیت میں دے دے اسی وقت ان کی دعا قبول ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ صمدیت میں خاص قرب حاصل تھا اور یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا۔ (الاحزاب، ۳۳:۳۷)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آثارِ وحی ظاہر ہوئے چند لحظہ کے بعد متجلی ہوئے تو سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور انہیں بشارت دے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو میری زوجیت میں دے دیا ہے اور یہ نازل شدہ آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت سلمٰی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں دوڑیں اور سیّدہ زینب کو بشارت دی اور خوشخبری سنانے پر وہ زیورات جو سیّدہ زینب نے پہنے ہوئے تھے اتار کر حضرت سلمٰی کو عطا فرما دیے اور سجدہ شکر بجا لائیں اور نذر مانی کہ دو مہینے روزہ دار رہوں گی (۲)

مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ زینب کے گھر تشریف لے گئے درآنحالیکہ وہ سر برہنہ تھیں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے خطبہ اور بے گواہ فرمایا:

اَللّٰهُ الْمُزَوِّجُ وَجِبْرِيْلُ الشَّاهِدُ — اللہ تعالیٰ نکاح کرنے والا اور جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہ ہیں (۳)

اس کے بعد ولیمہ کا کھانا تیار کیا اور لوگوں کو نان و گوشت سے سیر فرمایا اس طرح کسی بی بی کے لیے ولیمے کے کھانے کا اہتمام نہ کیا تھا اور آپ کے طعام میں کئی معجزے ظاہر ہوئے اور نکاحِ زینب میں لوگوں کو جاہلیت کی عادت سے نکالا اور خاص شریعت وضع فرمائی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ۔ (الاحزاب:۳۷) — تا کہ مسلمانوں پہ ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں ان کے لیے کچھ حرج نہ رہے۔

(۱) مدارج النبوت و تفسیر صدر الافاضل علیہ الرحمۃ۔ (۱)، (۲) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اور حجاب یعنی پردے کی مشروعیت بھی اس قصہ میں وارد ہوئی۔ یہ وہ قصہ ہے جس کو معتبر محققین نے بیان کیا ہے اور صحیح و ثابت ہے بعض نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے سخت غلطیوں کا مظاہرہ کیا ہے جس سے حضور پرنور ﷺ کی عظمت کا بھی پاس نہ رکھا گیا انبیاء علیہ السلام اور سیّد الانبیاء علیہم السلام کے واقعات میں ہر ممکن احتیاط ضروری ہے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب تو بہت ہیں اہلِ تفسیر کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ اس بنا پر کہ انہوں نے کوئی سخت بات حضور اکرم ﷺ سے فرمائی تھی درشت کلامی کو خلافِ نرمی دیکھ کر فرمایا سیّدہ کس طریقہ سے بات کر رہی ہیں۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمر! کچھ نہ کہو کیونکہ یہ اواہیہ یعنی بہت خشیت الٰہیہ رکھنے والی ہیں ایک مرد پاس تھا اس نے پوچھا حضور "اواہ" کیا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلْخَاشِعُ فِی الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعُ اِلَی اللّٰہِ۔ دعا میں خشوع اور خدا کے حضور گڑگڑانا ہے اس کے بعد حضور مصطفیٰ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اس صفت میں مرتبہ خلّت کے ساتھ مخصوص فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سیّدہ زینب سے زیادہ کسی عورت کو بہت زیادہ نیک اعمال کرنے والی، زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی، رحمی رشتہ داروں کو زیادہ ملانے والی اور اپنے نفس کو ہر عبادت و تقرب کے کام میں مشغول رکھنے والی نہ دیکھا۔ (۱)

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ مجھے فرماتے تھے اے زینب! تجھ میں چند وہ صفتیں ہیں جو میری کسی زوجہ میں نہیں ہیں ایک یہ کہ میرے جد تمہارے جد ایک ہیں دوسرے میرا اور تمہارا نکاح خدا نے کرایا اور قرآن میں اس کا ذکر فرمایا تیرے اور میرے نکاح کے گواہ جبریل روح الامین ٹھہرے۔ (۲)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحت کے ساتھ مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا اَطْوَلُكُنَّ يَدًا اَسْرَعُكُنَّ یعنی تم میں سے جس کے ہاتھ دراز ہیں وہ مجھ سے ملنے میں تم سب سے سبقت کرنے والی ہے مطلب یہ ہے کہ اس دنیا سے میرے جانے کے بعد تم سب سے پہلے انتقال فرمائے گی۔ اس کے بعد ازواجِ مطہرات نے بانس کا ٹکڑا لے کر اپنا اپنا ہاتھ ناپنا شروع کر دیا تاکہ یہ دیکھیں کہ کس کے ہاتھ دراز ہیں انہوں نے جانا کہ سیّدہ سودہ بنت زمعہ کے ہاتھ دراز ہیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت فرمانے کے بعد سیّدہ زینب نے وصال فرمایا تو ازواجِ مطہرات نے جانا کہ درازی سے مراد صدقہ و خیرات کی کثرت تھی جو سیّدہ معظمہ زینب میں موجود تھیں اس لیے کہ سیّدہ زینب اپنے ہاتھ سے دستکاری کرتیں اور صدقہ و خیرات دیتی تھیں۔ مروی ہے کہ جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کو پہنچی تو فرمایا: ذَهَبَتْ حَمِيْدَةٌ مُفِيْدَةٌ مَفْزُوْعَةُ الْيَتَامٰى وَالْاَرَامِلِ۔ پسندیدہ خصلت والی فائدہ دینے والی یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنے والی دنیا سے رخصت ہوگئی۔ اللہ، اللہ سلام اللہ علیہا (۳)

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اعلان فرمایا اے مدینہ والو! تمہاری ماں وصال فرما گئی ہیں اپنی ماں کی نمازِ جنازہ میں حاضر ہو جاؤ یہ اعلان تھا کہ دلوں کو ہلا دینے والی آواز تھی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کے بعد آپ کو مدینہ طیبہ کے بقیع قبہ ازواج میں دفن کیا گیا مشہور یہ ہے کہ سیّدہ زینب کا وصال ہجرت کے بیسویں سال اور بعض کہتے ہیں اکیسویں سال ہوا اور سیّدہ کی عمر بوقتِ وصال ترپن سال کی تھی ان سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں ان میں سے دو متفق علیہ اور بقیہ نو تمام کتبِ معتبرہ میں موجود ہیں۔ سیّدہ پر لاکھوں سلام (۴)

(۱)، (۲)، (۳)، (۴) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۸۔ام المومنین حضرت سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سیّدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہ ابن ابی جرار تھیں۔
ان کا بھی اصلی نام برہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا آپ برہ نام کو مکروہ جانتے تھے جیسا کہ اس کا ذکر سیّدہ زینب کے بیان میں کیا جا چکا ہے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار اور ذاکرہ تھیں اہل تفسیر کا بیان ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ صبح کے بعد سیّدہ جویریہ کے پاس باہر تشریف لائے اور وہ اپنے مصلے پر ہی بیٹھے مشغول عبادت تھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاشت کے وقت ان کے پاس تشریف لائے فرمایا جب سے میں باہر گیا ہوں تم اسی جگہ یونہی بیٹھی ہو عرض کیا جی ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس وقت سے میں تمہارے پاس سے گیا ہوں اب تک چار کلمے میں نے پڑھے ہیں اگر ان کو ان کے ساتھ موازنہ کیا جائے جو تم نے اب تک پڑھے ہیں تو یقیناً وہ چار کلمے وزنی ہوں گے وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَنَفْسِهٖ وَزِيْنَةِ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِ۔

گویا مقصودِ اصلی اس کیفیت کی تعلیم فرمانا تھا تا کہ وہ اپنے ذکر میں اسے بھی شامل کر لے اور ان کلمات پر خبردار کرنا تھا کہ ان کلمات کی کیفیت یہ ہے کہ اس کیت پر ان کلمات کا ثواب اس تمام ذکر سے زیادہ ہے جو سیّدہ جویریہ نے اب تک پڑھا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ عمل کا ثواب مشقت کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَلْفَ مَرَّاتٍ اور دوسرا شخص کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔ تو بلاشبہ اس کا ثواب اس سے زیادہ ہوگا البتہ اگر کوئی خاص کامل کیفیت ہو اور مبالغہ میں شامل ہو اور قائل پر اس کی حقیقت واضح ہو گئی ہو اور وہ حقیقت کے اعتبار سے کہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو یہ بات دوسری ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کی تنزیہہ و تقدیس اور تحمید کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے کہ ان کلمات نے زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیا یہ محض اظہارِ زبان و قلم نہیں بلکہ خدا کا فضل بھی وسیع ہے اگر محض اتنے لفظوں سے بخش دے تو وہ قادر ہے (۱)

منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزِ جمعہ سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زفاف فرمایا وہ روزہ دار تھیں آپ نے پوچھا کل روزہ رکھا تھا انہوں نے عرض کیا نہیں فرمایا آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ تھا انہوں نے عرض کیا نہیں فرمایا پھر تم روزہ افطار کر لو اس سے معلوم ہوا کہ صرف تنہا جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اور یہی علماء کا مذہب ہے بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ: لَا يَصُوْمُ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَصُوْمَ قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ۔ صرف جمعہ کے دن کا روزہ تم میں سے کوئی نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد کے دن بھی روزہ رکھے بعض علما اس کی توجیہہ میں فرماتے ہیں تا کہ روزہ رکھنے میں بدن کمزور اور قوت زائل نہ ہو اور وہ جمعہ اور وظائف سے باز نہ رکھے جس طرح کہ ضعفاء کے لیے عرفہ کے دن روزہ کے افطار کا حکم ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ توجیہہ ضعیف ہے اور پہلے یا بعد میں روزہ رکھنے سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی اس لیے کہ مسلسل دو دن روزہ رکھنا تو اور زیادہ کمزور کرنے اور قوت کو فنا کرنے کا موجب ہے فرماتے ہیں یہ حکم تلافی اور جبر نقصان کے لیے ہے جو وظائف اور اوراد میں واقع ہے اور دیگر اعمالِ خیر کے ساتھ بھی اس کی تلافی ہو جاتی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگرچہ جمعہ کے دن کو بہت عظمت و فضیلت والا قرار دیا گیا ہے باوجود ان عظمتوں کے محتاج رہنے کے لازم

(۱) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ہے کہ شریعت میں جتنا واقع ہو اس پر اپنی طرف سے زیادتی میں مبالغہ نہ کرنا چاہیے تا کہ ہمہ وجوہ فضیلت سے محروم نہ رہ جائے اور حد سے تجاوز ہونے کا سبب نہ بنے۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت کا موجب نہ ہو جائے کیونکہ وہ معین دن کی تعظیم کرتے ہیں یہ معین دن ہفتہ اور اتوار ہیں۔ نیز روزِ جمعہ، روزِ عید ہے جیسا کہ حدیث میں واقع ہوا ہے لہٰذا اس روز روزہ مناسب نہ ہوگا اور تخصیص نامناسب تر ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ممانعت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ کو ہمیشہ اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے روزِ جمعہ کے قیام کو خاص کر لینے کے مثل کوئی چیز نہیں ہے بہر حال ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے احوال کے ضمن میں بات طویل ہوگئی (۱)

واضح رہنا چاہیے کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا خواستگاری فرمانا غزوہ مریسیع میں تھا جو ماہ شعبان ۵ ھ میں ہوا اس غزوہ سے واپسی کے وقت خواستگاری فرمائی۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیّدہ جویرہ رضی اللہ عنہا بڑی شیریں طبع اور صاحبِ حسن و جمال عورت تھیں جو کوئی انہیں دیکھ لیتا تھا فریفتہ ہو جاتا تھا جنگ اور تقسیمِ غنا کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے میرے پاس تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نمودار ہوئیں مجھ پر غیرت نے غلبہ کیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف توجہ خاص مبذول فرمائیں اور اپنے حبالہ عقد میں لے آئیں جب حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انہوں نے سب سے پہلے یہ بات کہی کہ یارسول اللہ! میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُهٗ اور حارث بن فرار کی بیٹی ہوں جو اس قبیلہ کا سردار اور پیشوا تھا اب لشکرِ اسلام کے ہاتھوں میں قید ہوں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آ گئی ہوں اور اس نے مجھے اتنے مال پر مکاتب بنایا ہے کہ میں اسے ادا نہیں کر سکتی میں امید رکھتی ہوں کہ میری اعانت فرمائی جائے آپ نے کتابت کی رقم ادا کر کے انہیں حبالہ عقد میں لا کر زوجیت کا شرف بخشا اور سو درہم مہر مقرر فرمایا ایک قول یہ ہے کہ ان کا مہر بنی المصطلق کے قیدیوں کی آزادی کو بنایا۔ اس وقت سیّدہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیس سال کی تھیں صحابہ عظام جب اس حقیقت سے باخبر ہوئے تو باہم کہنے لگے ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کے اقرباء کو جو کہ ان کے اصحاب ہیں قید اور غلامی میں رکھیں اس کے بعد سب کو آزاد کر دیا گیا۔ اہلِ تفسیر بتاتے ہیں کہ بنی المصطلق کے قیدیوں کی مجموعی تعداد سو سے زیادہ تھی اور سب نے ہی قید سے رہائی پائی۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی کہ ازواجِ مطہرات میں سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ خیر و برکت والی اور حرم ہو (۲)۔

سیّدہ جویرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہونے سے پہلے میں نے اپنے قبیلہ میں ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا یثرب سے چاند چلتا آ رہا ہے یہاں تک کہ وہ میری آغوش میں اتر آیا میں نے اس واقعہ کو کسی سے بیان نہ کیا جب میں اپنے خواب سے بیدار ہوئی تو میں نے خود ہی یہ تعبیر لی جو الحمد اللہ پوری ہوئی۔ حضرت سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مدینہ طیبہ میں ۵۰ ھ یا ۵۶ ھ میں واقع ہوا اس وقت ان کی عمر شریف پینسٹھ سال کی تھی کتبِ معتبرہ میں ان سے سات حدیثیں مروی ہیں بخاری میں دو مسلم میں دو باقی دیگر کتابوں میں مروی ہیں (۳)

---

(۱) بکذا مدارج النبوت (۲)، (۳) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۹۔ام المؤمنین حضرت سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف ہیں ان کا نام رملہ تھا اور ایک قول سے ہند تھا ان کی والدہ صفیہ بنتِ ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس تھیں جو کہ حضرت عثمان بن عفان بن العاص کی پھوپھی تھیں۔

سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا پہلے عبید اللہ بن جحش برادرِ حضرت عبداللہ بن جحش الہندی کی زوجیت میں تھیں ابتدائے احوال میں مسلمان ہوئیں اور حبشہ کی جانب ہجرتِ ثانیہ کی عبید اللہ سے ایک دختر پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا اس سے ان کی کنیت امِ حبیبہ ہوئی اس کے بعد عبید اللہ بن جحش مرتد ہو گیا اور دینِ نصرانیت کی طرف راجع ہو کر شراب خوری کو مشغلہ بنالیا اس حال میں وہ مر گیا سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے یا ام المؤمنین کہہ کر پکار رہا ہے میں نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حبالہ عقد میں لائیں گے اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ امِ حبیبہ کو حضور اقدس علیہ السلام کے لیے پیامِ نکاح دیں اور نکاح کریں اس کے بعد سیّدہ امِ حبیبہ نے خالد بن سعید بن العاص کو جو کہ حبشہ میں تھے وکیل بنایا اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور وہ تمام مسلمان جو حبشہ میں موجود تھے حاضر ہوئے اور نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا۔(۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَجَبْتُ اِلٰى مَا دَعٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ اَصْدَقْتُهَا اَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ ذَهَبًا.

اس کے بعد دیناروں کو حاضرین کے سامنے ڈالا پھر خالد بن سعید نے جو سیّدہ امِ حبیبہ کے وکیل تھے فرمایا۔(۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ. كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَجَبْتُ اِلٰى مَا دَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَوَّجْتُهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے بعد نجاشی نے دیناروں کو خالد بن سعید کے سپرد کیا انہوں نے انہیں لے لیا اس کے بعد چاہا کہ کھڑے ہو جائیں نجاشی نے کہا بیٹھو اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ مجلس نکاح میں کھانا کھلایا جائے اس کے بعد نجاشی نے کھانا منگایا اور سب نے کھایا اور رخصت ہو گئے اور ابوسفیان، سیّدہ امِ حبیبہ کے باپ، ان کے نکاح کے وقت مکہ مکرمہ میں مشرک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محارب تھا اور سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اپنے باپ ابوسفیان کے ساتھ وہ سلوک مشہور ہے جب کہ حالتِ کفر میں صلح حدیبیہ کے بعد تجدیدِ صلح کے لیے یہ مدینہ طیبہ میں آیا تھا اور سیّدہ امِ حبیبہ کے پاس پہنچ کر اس نے یہ چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بسترِ مبارک پر بیٹھے سیّدہ امِ حبیبہ نے جائز نہ جانا اور فرمایا کہ یہ بستر طاہر و مطہر ہے اور تم نجاستِ شرک سے آلودہ ہو۔(۳)

اہل تفسیر کا بیان ہے کہ جب سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے سیّدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے ان امور میں معاف کر دو جو ایک شوہر کی بیویوں کے درمیان ہو جاتے ہیں اس نوع سے جو کچھ میری جانب سے تمہارے متعلق

(۱)،(۲)، (۳) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

واقع ہوا ہو معاف کرو انہوں نے کہا حق تعالیٰ تمہارے بوجھ کو بخشے اور معاف فرمائے ہم بھی معاف کرتی ہیں ام المومنین سیّدہ سیّدہ ام حبیبہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے تم نے مجھ کو خوش کر دیا۔ ام المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پاکیزہ ذات، حمید صفات، جواد اور عالی ہمت تھیں ان کا انتقال مدینہ طیبہ میں ۴۲ھ یا ۴۴ھ میں بقول صحیح واقع ہوا۔ ایک قول میں ہے کہ ملکِ شام میں ہوا کتب متداولہ میں پینسٹھ حدیثیں آپ سے مروی ہیں ان میں سے دو متفق علیہ ہیں ایک تنہا مسلم میں ہے باقی حدیثیں دیگر کتابوں میں مروی ہیں۔ (۱)

۱۰۔ ام المومنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیّدہ صفیہ بنت حجابن اخطب بن اسرائیل سے سبط ہارون بن عمران قبیلہ بنی نضیر سے ہیں۔ پہلے وہ سلام بن مسلم کی زوجیت میں تھیں جب ان میں جدائی ہوگئی تو پھر کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی زوجیت میں آگئیں کنانہ غزوۂ خیبر میں قتل ہوگیا اس کے بعد جب فتحِ خیبر میں حضرت سیّدہ صفیہ اسیرانِ جنگ کے ساتھ قبضہ میں آئیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص فرمالیا اور آزاد کر کے حبالۂ عقد میں لے آئے۔ اہل تفسیر کا بیان ہے کہ جب حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو بارگاہ رسالت میں لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں خیمہ میں لے جاؤ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خیمہ میں تشریف لائے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریف لاتے دیکھا تو وہ کھڑی ہو گئیں اور وہ بستر مبارک جو طے کیے ہوا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بچھایا اور خود زمین پر بیٹھ گئیں (مدارج النبوۃ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفیہ تیرے باپ نے ہمیشہ میرے ساتھ دشمنی وعداوت رکھی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اسے مروا دیا انہوں نے عرض کیا حق تعالیٰ کسی بندے کے گناہ کے بدلے میں کسی دوسرے کو نہیں پکڑتا حضور علیہ السلام نے انہیں اس کا اختیار دیا کہ چاہے تو آزاد ہو کر اپنی قوم کے ساتھ مل جاؤ یا اسلام لے آئے اور حضور علیہ السلام کے حبالہ عقد میں آ کر سرفرازی پائے۔ حضرت سیّدہ صفیہ بڑی حلیمہ، عاقلہ تھیں عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! میں اسلام کی آرزو رکھتی تھی اور میں نے آپ کی تصدیق آپ کی دعوت سے پہلے کی ہے اب جب کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار گہربار میں حاضر ہونے کا شرف پایا ہے تو مجھے کفر واسلام کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے خدا کی قسم خدا اور اس کا رسول مجھے اپنی آزادی اور اپنی قوم کے ساتھ ملنے سے زیادہ محبوب ہے۔ ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کا مقصد ان کے حال کا امتحان اور اختیارِ عقل اور اس کا صدق طلب مقصود ہو نہ کہ حقیقتاً کفر واسلام کے درمیان اختیار دینا ہو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور عقد فرمایا اور ان کی صداقت کو ان کی آزادی کا سبب بنایا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا اور حضور علیہ السلام کی سواری لائی گئی تا کہ حضور علیہ السلام اس پر سوار ہوں تو حضور علیہ السلام نے پائے مبارک راحلہ پر رکھا تا کہ سیّدہ صفیہ اپنے پاؤں کو حضور علیہ السلام کی ران پر رکھ کر سوار ہو جائیں سیّدہ صفیہ نے ادب ملحوظ رکھا اور وہ اپنے زانو کو حضور علیہ السلام کے ران پر رکھ کر سوار ہو گئیں حضور علیہ السلام نے ان کو اپنا ردیف بنایا اور پردہ باندھا اہل تفسیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اونٹ نے ٹھوکر کھائی اور حضور علیہ السلام اور سیّدہ صفیہ دونوں زمین پر آ رہے لیکن کسی ایک کی نظر نہ پڑی اس کے بعد کھڑے ہو گئے۔

(۱) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا سے زفاف فرمایا تو صحابہ عظام سے فرمایا جس کے پاس جو توشہ ہو لائے پھر سب نے حسیس تیار کیا اور حضور اقدس ﷺ کی برکت اور آپ کے اعجاز سے تمام لوگ شکم سیر ہو گئے حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بڑی عزت وشان والا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ساتھ بڑی عنایت اور کرم گستری فرماتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان پر رشک کرتی تھیں منقول ہے کہ ایک دن سیّدہ صدیقہ نے حضور علیہ السلام سے سیّدہ صفیہ کی کچھ شکایت کی اور کہا آپ کو تو صفیہ ہی کافی ہیں حالانکہ وہ ایسی ہیں۔ مطلب یہ کہ پست قد وقامت رکھتی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! اے عائشہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے دریا میں ڈالیں تو اس کا رنگ اور ذائقہ بدل جائے۔ مروی ہے کہ حضور ﷺ سیّدہ صفیہ کی باری کے دن ان کے پاس تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں آپ نے رونے کا سبب پوچھا کہ کیا ہوا؟ عرض کیا میرے پاس حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ آ کر مجھے ایذا دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے بہتر ہیں کیونکہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک کی شرافت حاصل ہے حضور مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تم نے کیوں نہ کہا کہ تم مجھ سے کیونکر بہتر ہو حالانکہ میرے باپ ہارون علیہ السلام اور چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم حضور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھیں حضرت صفیہ کا اونٹ چلنے سے رہ گیا حضرت زینب کے پاس ایک اونٹ زیادہ تھا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ زینب صفیہ کا اونٹ تھک گیا ہے اسے اونٹ دے دو تا کہ وہ منزل تک پہنچ جائیں۔ حضرت زینب نے عرض کیا میں اس یہودیہ کو کوئی چیز نہ دوں گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر غصہ فرمایا اور دو تین ماہ تک ان سے ترکِ تعلق رکھا اور اتنے عرصہ تک ان کے پاس بھی نہ گئے امہات المؤمنین کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی سیاست وتادیب ایسی تھی اگرچہ بعض کے ساتھ زیادہ محبت رکھتے تھے لیکن حق میں کسی کی رعایت نہ فرماتے تھے منقول ہے کہ جب حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ پہنچیں انصار کی عورتوں نے ان کے حسن وجمال کا پہلے ہی شہرہ سن رکھا تھا ان کو دیکھنے کے لیے وہ سب جمع ہو گئیں حضرت عائشہ بھی نقاب اوڑھے چادر لپیٹے اس لیے کہ انہیں کوئی نہ پہچانے ان کے درمیان آئیں تا کہ وہ بھی حضرت صفیہ کو دیکھیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہچان لیا جب وہ باہر نکلیں تو آپ ان کے پیچھے تشریف لے گئے اور چادر ہٹا کر فرمایا اے عائشہ تم نے صفیہ کو دیکھا انہوں نے جواب میں عرض کیا ایک یہودیہ یہودی عورتوں کے درمیان بیٹھی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تم ایسا کہہ رہی ہو حالانکہ وہ مسلمان ہو چکی ہے۔ منقول ہے کہ حضور سیدِ عالم ﷺ کے زمانہ علالت میں تمام امہات المؤمنین مجتمع تھیں سیّدہ صفیہ نے عرض کیا حضور! خدا کی قسم میں اس بات کو محبوب رکھتی ہوں کہ آپ کا مرض مجھے لگ جائے اور آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو اس پر تمام ازواج مطہرات نے غمزہ کیا۔ آپ کو جب معلوم ہوا کہ سیّدہ صفیہ کی اس بات پر ازواج نے غمزہ کیا ہے یعنی ان کے اس ہمدردانہ اظہار پر ازواجِ مطہرات نے ناخوشی کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم میری صفیہ اپنے دعویٰ میں صادق ہے ام المؤمنین سیّدہ کا انتقال ۳۹ھ میں واقع ہوا ایک قول یہ ہے کہ ۵۲ھ میں اور نماز جنازہ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ان سے دس حدیثیں مروی ہیں ان میں سے ایک متفق علیہ اور باقی دیگر کتابوں میں ہیں۔ (۱)

(۱) مدارج النبوت صفحہ ۸۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۱۱۔ام المومنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث عامریہ ہلالیہ ہیں ان کی والدہ ہند بنت عوف قبیلہ حمیر سے تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ قبیلہ کنانہ سے تھیں حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی برہ تھا حضور اقدس علیہ السلام نے ان کا نام تبدیل فرما کر میمن بمعنی برکت سے ماخوذ میمونہ رکھا۔ حضرت سیّدہ میمونہ کی والدہ ہند ایسے داماد رکھتی ہیں جو کسی عورت کو میسر نہیں اس لیے کہ ایک داماد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے داماد جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ حضرت میمونہ کی بہن کا نام ام الفضل تھا حضرت عباس کی زوجیت میں تھیں ہند کا حضرت میمونہ کے والد حارث کے سوا پہلے ایک اور شوہر تھا جس کا نام عمیس خشعی تھا اس سے بھی دو لڑکیاں تھیں ایک اسماء بنت عمیس جو صاحبہ حسن و جمال تھیں اور وہ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجیت میں تھیں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زوجیت میں آئیں۔ حضرت اسماء کے اپنے تمام شوہروں سے اولاد تھی حضرت جعفر سے عبداللہ بن جعفر حضرت ابو بکر سے حضرت محمد بن ابی بکر اور حضرت علی المرتضیٰ سے حضرت عون بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے حضرت اسماء کی دوسری بہن حضرت زینب بنت عمیس ہیں جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔

اور عمارہ بنت حمزہ انہیں سے پیدا ہوئی تھیں جن کی پرورش اور حفاظت کا حق حضرت جعفر کے سپرد ہوا کیونکہ ان کی خالہ اسماء بنت عمیس حضرت جعفر کی زوجیت میں تھیں۔ ایک اور بہن تھی جس کا نام سلمیٰ بنت عمیس تھا جو شداد بن الہاد کی زوجیت میں تھیں۔ یہ تمام عورتیں حسن و جمال والی تھیں یہ جماعت ہند حضرت ام میمونہ کے دامادوں کی ہے یہ چار بہنیں تھیں ان کے داماد چھ ہوئے ولید بن مغیرہ جو کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا باپ تھا وہ بھی ان کا داماد تھا اس کو شمار نہیں کرتے کیونکہ وہ مشرک تھا اور حضرت خالد کی والدہ کا نام لبابہ بنت الحارث بہن میمونہ بنت الحارث زوجہ نبی کریم علیہ السلام تھیں اور اس کو لبابہ صغریٰ کہتے ہیں اور حضرت ام الفضل کی بیٹی کا نام بھی لبابہ ہے ان کو لبابہ الکبریٰ کہتے ہیں حضرت سیّدہ میمونہ زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمر ثقفی کی زوجیت میں تھیں باہمی اتفاق ہونے سے جدائی ہو گئی اس کے بعد ابو درہم یا کسی اور کی زوجیت میں آئیں اس میں اختلاف ہے اس کے بعد حضور علیہ السلام نے انہیں پیام دیا اور ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں عمرہ قضاء میں نکاح فرمایا۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح زفاف اور ان کا انتقال ایک ہی موضع میں واقع ہوا جسے سرف کہتے ہیں۔ یہ مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں ان کا مقبرہ تعمیر تھا معلوم نہیں کہ مقبرہ شہید نہ کر دیا گیا ہو نکاح کے بارے دو روایتیں ہیں وہ یہ کہ حضرت میمونہ سے نکاح کے وقت حضور علیہ السلام احرام سے تھے یا بغیر احرام کے تھے۔ اسی بناء پر علماء میں نکاح محرم کے بارے میں اختلاف ہے اور ہمارے مذہب میں جائز ہے اور دونوں روائتوں میں کسی ایک کی ترجیح اور اس کلام کی تحقیق اصول فقہ میں مذکور ہے۔ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میری باری کی ایک رات تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے میں نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا تھوڑی دیر بعد حضور علیہ السلام تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے نہ کھولا حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسم دے کر فرمایا کہ دروازہ کھولو۔ میں نے عرض کیا میری باری کی رات دوسری ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ میں قضائے حاجت کے لیے گیا تھا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم اور اس کی رعایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی کیونکہ حضرت نے انہیں طلب فرمایا تھا اور وہ رنجیدہ تھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عذر خواہی فرمانا جیسا کہ مذہب شافعی میں مشہور ہے اور مذہب حنفیہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا قسم کی رعایت فرمانا بر سبیل کرم و تفضل تھا اور اس میں اتنی رعایت و کرم فرماتے کہ گویا واجب ہے۔ اہل تفسیر کہتے ہیں کہ حضرت سیدہ میمونہ ایسی زوجہ مطہرہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ پر بخش دیا تھا حضور اقدس علیہ السلام کا پیام ان کو پہنچا تھا منقول ہے کہ وہ اونٹ پر سوار تھیں سیدہ نے سنتے ہی فرمایا اونٹ اور جو کچھ اونٹ پر ہے سب کچھ خدا اور اس کے رسول کا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الخ اور یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ آخر آیت کریمہ میں ہے خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ایک قول یہ ہے کہ وہ زوجہ مطہرہ جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر ہبہ کیا۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ پوشیدہ نہ رہے کہ ان کے نکاح کو حق تعالیٰ کا آسمان پر منعقد فرمانا ان کے اپنے آپ کو ہبہ کرنے کا سبب ہی تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ہبہ سے مراد مہر کا لازم نہ ہونا ہے یہ بات اس قول میں ہے جو حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ کے بارے میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عامر کی ایک اور عورت تھی جو ام شریک قریشیہ عامریہ تھی اور اس کا نام غزیہ بنت جابر بن عوف بن عامر بن لوی تھا اور بعض نے کہا کہ بنت داؤد بنت عوف تھیں اور کہا گیا ہے کہ اس کے سوا اور کئی عورتیں ہیں جنہوں نے خود کو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہبہ کیا مگر حضور علیہ السلام نے ان کو قبول نہ فرمایا اور نہ نکاح میں لائے۔ حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مشہور تر قول کے بموجب ۵۱ھ ہے اور بعض کا قول ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دور میں انتقال ہوا اور یہ سیدہ میمونہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زوجہ مبارک ہیں ان کے بعد آپ نے کسی سے نکاح نہ فرمایا ان کی نماز جنازہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے بھانجے نے پڑھائی اور دیگر بھانجوں نے قبر میں اتارا۔ (۱)

مصطفیٰ ﷺ کی باندیاں

حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باندیاں چار تھیں۔ ایک حضرت سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون قبطیہ ہیں۔ جنہیں مقوقش قبطی حاکم مصر والیٔ اسکندریہ نے حضور مصطفیٰ ﷺ کے لیے تحائف کے ساتھ بھیجا تھا اور یہ سفید جلد صاحب جمال تھیں یہ مشرف بہ اسلام ہوئیں حضور اقدس علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ نے اس کے ساتھ ملک یمین کے تحت تصرف فرمایا ان کے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان پر رشک کرتی تھیں اور حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند سیدنا ابراہیم علیہ السلام انہیں سے پیدا ہوئے تھے۔ نیز عوالی مدینہ میں ان کے لیے مکان بنایا تھا جسے آج بھی مشربہ ام ابراہیم صلوٰۃ اللہ وسلام علیہما کہتے ہیں حضور اقدس علیہ السلام وہاں تشریف لاتے تھے۔ بقیہ احوال ۶ھ میں بعد از فتح حدیبیہ مکاتیب بھیجنے کے ضمن میں مذکور ہو چکے ہیں دوسری جاریہ ریحانہ بنت زید بن عمرو ہیں بعض کہتے ہیں کہ شمعون کی بیٹی ہیں یہ بنی نضیر کی باندیوں میں سے ہیں ایک قول سے بنی قریظہ سے ہیں پہلا قول اظہر ہے حضور علیہ السلام نے ملک یمین کے طور انہیں شرف صحبت سے نوازا بعض کہتے ہیں کہ آزاد کر کے ہجرت کے سال ہشتم میں نکاح فرمایا واقدی نے اس قول کو ترجیح دی ہے اور ابن عبد اللہ وغیرہ پہلے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا انتقال حضور اقدس علیہ السلام کی رحلت سے قبل حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت ہوا۔ اور بقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔

تیسری جاریہ جمیلہ تھیں جو قیدیوں میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوئی تھیں۔ چوتھی وہ باندی تھیں جنہیں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ (۲)

---

(۱) مدارج النبوۃ، ص: ۸۳۳ (۲) مدارج النبوۃ، ص: ۸۴۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

مطلقات النبی ﷺ

ایک جماعت عورتوں کی وہ بھی ہے جن کی تعداد بیس یا اس سے زیادہ ہے جن میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ سے نکاح تو فرمایا مگر زفاف نہ فرمایا اور ان میں بعض وہ ہیں جن سے زفاف بھی ہوا لیکن اختیار دیئے جانے کے وقت آیت کریمہ: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا اے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے فرما دو کہ اگر تم دنیاوی عیش وعشرت چاہتی ہو تو...... کے ماتحت یا) وہ حبالۂ عقد سے نکل گئیں۔ علمائے تفسیر نے ان سب کو علیحدہ رکھا ہے اور بعض نے مقامِ استیفاء میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے جن کا واقعہ نادر ہے اور اس میں عجیب نکتہ ہے جو مفید اور نافع ہے بیان کیا جاتا ہے جن کا اس بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق ہے۔

ان عورتوں میں سے ایک عورت کی بیٹی کلابیہ تھی جس نے دنیا کو اختیار کیا تھا آخر کار اس کا حال اس حد تک پہنچا کہ کھجوروں کی گٹھلیاں اور ایک روایت میں ہے کہ مینگنیاں چنتی تھی ایک شخص نے اسے پوچھا تو کون ہے اس نے سر اٹھا کر کہا اَنَا الشَّقِيَّةُ الَّتِي اخْتَرْتُ الدُّنْيَا عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ میں وہ بد بخت عورت ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول پر دنیا کو اختیار کیا تھا۔ دوسری عورت اسماء کندیہ ہے جسے جامع الاصول میں جریبیہ کہتے ہیں اور مواہب میں اسماء بنتِ العمان بن ابی الجون الکندیہ الجونیہ نام بتایا گیا ہے اور کہا ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا البتہ ان کو اپنے سے علیحدہ کرنے کے بارے میں اختلاف ہے چنانچہ قتادہ اور ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے قرب سے نوازنا چاہا اور اس سے فرمایا کہ قریب آ تو اس عورت نے انکار کیا اور سرکشی کی اور بعض کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا میں آپ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو پناہ، تلاش کرتی ہے اور بہت بڑی پناہ مانگتی ہے بلاشبہ حق تعالیٰ نے تجھے پناہ دے دی اَلْحِقِيْ بِاَهْلِكِ جا تو اپنے گھر والوں سے مل۔ یہ کلمہ ایسا ہے جو طلاق کی نیت سے بولا جاتا ہے جامع الاصول میں بنت الجون کے قصہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں جسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بنت الجون حضورِ اقدس ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ اس پر آپ نے فرمایا تو نے بہت بڑی پناہ تلاش کی ہے جا اپنے اہل کے ساتھ مل جا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے نسائی میں اس طرح مروی ہے کہ کلدیبیہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو (الحدیث) سیّدہ صدیقہ سے اتنا ہی روایت کرتے ہیں کہ اس نے جو کہا مطلب یہ کہ کسی دوسرے نے اس کو نہیں سکھایا بلکہ اس نے اپنی طرف سے کہا اور کسی دوسرے کو کیا ضرورت تھی کہ وہ سکھائے اور حضرت عائشہ پر تو ایسا گمان ہی نہ کرنا چاہیے کہ انہوں نے اسے سکھایا ہو اور وہ اس قصہ میں داخل ہوں حسنِ ظن لازم ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ایک اور عورت شراف بنتِ خلفہ کلبیہ تھی جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں حضورِ اقدس علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا اور وہ دخول سے پہلے انتقال کر گئیں۔ ایک اور عورت لیلیٰ بنت الخطیم، قیس کی بہن تھی حضورِ اقدس علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا یہ بڑی غیور عورت تھی پھر اس نے حضور علیہ السلام سے اقالہ یعنی فسخ نکاح چاہا حضور علیہ السلام نے اسے اقالہ کیا اس کے بعد اسے بھیڑیئے نے کھا لیا بعض کہتے ہیں یہی وہ عورت ہے جس نے اپنے آپ کو ھبہ کیا اہلِ تفسیر کہتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام کی پشت مبارک کی طرف سے آئی اور آپ کی پشت مبارک پر ایک مکہ مارا۔ حضور علیہ السلام نے کہا۔ ''کون ہے یہ'' ''اکلۃ الذئب'' یعنی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

جسے بھیڑیا کھائے گا اس نے کہا میں خطیم کی بیٹی ہوں اور پھر اپنے باپ کی تعریفیں کرنے لگی اس نے کہا میں آئی ہوں تا کہ اپنے نفس کو آپ پر ہبہ کروں حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے اپنی زوجیت کے لیے پسند کرتا ہوں لیکن اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف گئی اور ان کو اس سے باخبر کیا قبیلہ کے لوگوں نے کہا تو نے برا کیا تو ایک غیور عورت ہے اور وہ بہت سی بیبیاں رکھتے ہیں تو غیرت میں جلتی رہے گی اور باتیں کرے گی اور وہ تجھ پر غضب فرمائیں گے اور دعائے بد کریں گے ان کی دعا قبول و مستجاب ہے جا اور فسخ نکاح کا مطالبہ کر پھر وہ حضور علیہ السلام کے پاس آئی اور فسخ نکاح کا مطالبہ کیا حضور علیہ السلام نے نکاح فسخ فرمایا اس عورت نے دوسرا شوہر کر لیا اور اس سے کئی بچے پیدا ہوئے ایک دن مدینہ طیبہ کے کسی باغ میں نہا رہی تھی کہ اچانک اس پر بھیڑیے نے جست کی اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

ایک اور عورت سنا یا سبا یا بنتِ اسماء تھی اہلِ تفسیر کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے اسے پیام دیا تو وہ اس خبر کے سنتے ہی خوشی سے مر گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ سلیم کا ایک شخص حضورِ اقدس علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک لڑکی ہے جو بڑی حسین و جمیل ہے آپ کے سواء کسی اور کے لیے مناسب نہیں ہے۔ آپ نے اس کی خواستگاری فرمائی یا خواستگاری کا قصد فرمایا اس شخص نے لڑکی کی تعریف کے قصد سے کہا وہ ایک اور صفت بھی رکھتی ہے کہ وہ نہ تو کبھی بیمار ہوئی اور نہ کوئی اسے تکلیف پہنچی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہمیں تیری لڑکی کی ضرورت نہیں ہے۔ **ولا جسد لا یعال منہ لا خیر فی جال یرزاء منہ۔**

ایک اور عورت قبیلہ عمر بن عوف بن سعد کی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے باپ کو پیام بھیجا اس نے کہا یہ لڑکی برص رکھتی ہے۔ یہ بات اس نے جھوٹ کہی تھی تا کہ اسے پیش نہ کرنا پڑے جب وہ گھر لوٹ کر آیا تو وہ لڑکی برص میں مبتلا ہو چکی تھی اہلِ تفسیر کہتے ہیں کہ اس کے باپ نے اسے اپنے بھتیجے سے بیاہ دیا جس کا نام شیب تھا۔ ایک اور عورت امامہ بنتِ حمزہ بن عبدالمطلب پیش کی گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ میری رضائی بھائی کی بیٹی ہے کہ ابولہب کی باندی ثویبہ نے ان کو دودھ پلایا تھا۔ ایک اور عورت غزوہ بنتِ ابوسفیان جو سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں پیش کی گئی حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے لیے حلال نہیں کیونکہ اس کی بہن امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں موجود ہے۔ یہ چند عورتیں ہیں جن سے قبل از نکاح یا بعد از نکاح اور قبل از دخول مفارقت واقع ہوئی تفسیر کی کتابوں میں اس سے بھی زیادہ صحیح بیان کیا گیا ہے۔ ان اختلافات کے ساتھ جو ان ناموں میں واقع ہیں۔

انہیں عورت میں سے کچھ وہ ہیں جن کو پیامِ نکاح دیا لیکن نکاح واقع نہ ہوا۔ امِ ہانی بنتِ ابی طالب جن کا نام فاختہ ہے بعض عاتکہ بتاتے ہی اور بعض ہند۔ پہلا قول زیادہ مشہور اور صحیح ہے اس پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا اے میرے چچا اپنی بیٹی ہبیرہ بن وہب کو دے دی اور مجھے نہ دی۔ ابو طالب نے عرض کیا اے میرے بھتیجے ان کے ساتھ میری مصاہرت سسرالی رشتہ ہے میں نے ان سے بیٹی مانگی تھی۔ بطریقۂ کرم میں نے اسی میں دیکھا کہ میں ان کا بدلہ اتار دوں اس کے بعد امِ ہانی کے ہاں ہبیرہ سے جعدہ، عمرو، یوسف اور ہانی پیدا ہوئے۔ اسی ہانی کی وجہ سے ان کی کنیت مشہور ہوئی اس کے بعد امِ ہانی مسلمان ہو گئیں اور ان کا اسلام لانا عام الفتح میں تھا پھر ان کے اور ہبیرہ کے درمیان اسلام نے جدائی ڈال دی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیام بھیجا اس پر امِ ہانی نے کہا خدا کی قسم میں آپ کو زمانہ جاہلیت میں بھی پسند کرتی تھی اب جب کہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

میں اسلام سے بھی محبت رکھتی ہوں آپ کو کیسے پسند نہ کروں بلاشبہ آپ میری آنکھ اور کان سے زیادہ محبوب ہیں لیکن میں ایک ایسی عورت ہوں جو کئی یتیم بچے رکھتی ہوں اور میں ڈرتی ہوں کہ اگر میں ان بچوں کی دیکھ بھال میں مشغول ہوئی تو آپ کا حق بجا نہ لاسکوں گی۔ اور جیسا کہ آپ کا حق آپ کی خدمت فرض ہے اس کے بجالانے میں مشغول ہوئی تو بچوں کی دیکھ بھال نہ کرسکوں گی اور یہ ضائع ہو جائیں گے اور میں شرم کرتی ہوں کہ آپ بستر پر تشریف لائیں تو میرے پاس ایک بچے کو لیٹا پائیں اور دوسرے بچے کو دودھ پیتا دیکھیں اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ عورتیں بہتر ہیں جو اونٹوں کو سوار کرتی ہیں مطلب یہ کہ عرب کی عورتیں اور قریش کی عورتیں اپنی اولاد پر زیادہ مائل و مہربان اور دل میں اپنے شوہر کی زیادہ امانت دار اور دیکھ بھال کرنے والی ہیں تفسیر میں مرقوم ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ۔

توام ہانی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیام بھیجا میں نے معذرت خواہی کی اور آپ نے مجھے معذور رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی راویت کیا ہے اس کو ان سے حضرت علی اور حضرت ابن عباس اور ابن ابی لیلیٰ، عکرمہ، شعبی عطا ان کے مولی ابوصالح ان کے بیٹے جعدہ اس کے پوتے ابن جعدہ اور دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اور وہ بعد میں ۵۰ھ تک زندہ رہیں ان کے گھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاشت کی نماز پڑھی صلوٰۃ الضحیٰ کے باب میں ان کی حدیث اصل ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ۳:

ابناء الکرامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جاننا چاہئے کہ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ کرام صلوٰت اللہ وسلام علیہم اجمعین جن پر تمام کا اتفاق بیان کیا گیا ہے وہ سات رسول زادے ہیں۔ تین فرزند ہیں، حضرت سیّدنا قاسم، حضرت سیّدنا عبداللہ، حضرت سیّدنا ابراہیم، اور چار صاحبزادیاں ہیں: سیّدہ زینب، سیّدہ رقیہ، سیّدہ امِ کلثوم اور سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ تمام اولادِ کرام بجز حضرت سیّدنا ابراہیم کے سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے متولد ہوئے (۱)

حضرت سیّدنا قاسم بن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے فرزند حضرت سیّدنا قاسم ہیں جو قبل اظہارِ نبوت متولد ہوئے اور انہی سے حضور علیہ السلام کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہوئی۔ یہ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سواری پر سوار ہونے کی عمر تک حیات رہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو سال کی عمر تک ظاہری دنیا میں رہے۔ اہلِ تفسیر کا بیان ہے کہ یہی درست ہے کہ ان کا انتقال بھی قبل از اظہارِ نبوت ہوا مستدرک میں ایک روایت میں ہے کہ یہ عہدِ اسلام میں انتقال کر گئے اور یہ پہلے فرزند ہیں جنہوں نے اولادِ کرام میں سب سے پہلے انتقال فرمایا۔ روایات میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص میرے نام اقدس اور کنیت کو اپنے لیے جمع نہ کرے یعنی ابوالقاسم محمد نہ کہلائے۔ (۲)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیّدنا عبداللہ حضور علیہ السلام کے دوسرے فرزند ہیں ان کا لقب طیب و طاہر ہے طیب آپ کی جانب سے اور طاہر سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف سے تھا مکہ معظمہ میں بعدِ ظہورِ اسلام عالمِ وجود میں تشریف لائے اور مکہ معظمہ میں ہی عہدِ طفولیت میں وصال فرمایا۔ جب عاص بن وائل سہمی جو عمرو بن العاص کا باپ تھا کو حضرت عبداللہ کے وصال کی خبر ملی اس سے پہلے حضرت قاسم ابن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کی خبر سن چکا تھا اس وقت اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرزندان رحلت فرما گئے اور وہ ابتر (بے نسل) رہ گئے۔

(۱) مدارج النبوت، ص: ۷۷، س ط ۱۸ ج ۱۔

(۲) مدارج النبوت، ص: ۳۷۷، س اط۔ الاستیعاب ج ۱، ص: ۲۲ س ۳ ط۔ سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص: ۲۰۶۔ ابن اثیر کامل، ج ۲، ص: ۱۳۔ ابن خلدون، ج ۲، ص: ۸ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص: ۱۳۳، البدایہ والنہایہ ج ۲، ص: ۲۹۴۔ زرقانی، ج ۳، ص: ۱۹۲۔ بیہقی ج ۷ ص ۷۰۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ابتر کے لغوی معنی دم بریدہ، بے فرزند اور بے خبر ہونے کے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۱)۔ بلاشبہ اے محبوب! آپ کا دشمن اور آپ پر عیب کنندہ اور آپ کا بدگو ہی ابتر ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں کوئی اس کا نام نہ لے گا اور اگر کوئی اس کا نام بھی لے گا تو اس پر لعنت بھیجے گا اور آپ جیسے کو کوئی ابتر کہہ ہی نہیں سکتا کیونکہ دنیا و آخرت کی بھلائی آپ کو اس حد تک حاصل ہے جو حیطہ وصف و بیان سے باہر ہے اور سارا جہاں آپ کے اولاد و فرزندوں سے بھر جائے گا اور وہ شرق و غرب ہر جگہ پھیلیں گے یہاں تک کہ روزِ قیامت ہزارہا مسلمان آپ کی تمام معنوی اولاد کی زیارت اور ان کے عقب میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے صراحتاً اپنے محبوب علیہ السلام کو خبر دی۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ. ہم نے آپ کو بہت کثرت دی۔ کوثر، فوعل کے وزن پر ہے جس میں کثرت و مبالغہ کے معنی ہیں اور تمام دنیا و آخرت کی بھلائیاں جن کی کنہ تک مخلوق کے علم کی رسائی نہیں ہو سکتی اور جو جس قدر بیان کرتا ہے وہ اس کے پہلو میں ایک مجمل حرف اور ایک دفتر اور اس سمندر کا قطرہ ہے۔ کوثر کی تعریف میں علماء کے اقوال و تاویلات بہت ہیں جس کسی نے نورِ باطن کا جتنا حصہ پایا اس نے بیان کر دیا (۲)

نبوت، معجزات، شفاعت، معرفت، حضورِ اقدس علیہ السلام کی ذات بابرکات کے تمام برکات و کمالات اور قیامت تک کی کرامات سب اس لفظ کوثر میں داخل ہیں اور وہ حوضِ کوثر جس سے کوئی پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا وہ بھی اس خیر کا ایک فرد ہے اور ان نابکاروں کو معلوم نہیں کہ زبور ۴۵۔۱۷ میں اسی مالک کوثر و سلسبیل علیہ السلام کی ثنا ہے کہ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ ابدالآباد تک تیری ہی ستائش کریں گے۔ (زبور ۷۲۔۱۷) اس کا نام ابد تک باقی رہے جب تک آفتاب رہے گا اسی کے نام کا چرچا رہے گا لوگ اسے اپنے تئیں مبارک کہیں گے ساری قومیں اسے مبارکباد کہہ دیں گی (زبور ۷۲۔۱۵) میں ہے کہ حضور سیّد الابرار کے حق میں سعدو دعا رہے گی ہر روز اس کی مبارک باد ہوگی انہی بشاراتِ صحفِ سابقہ اور اعلانِ قرآنِ مبین کا اثر ہے کہ ان کافروں کا نام بھی کوئی نہیں لیتا جن کو اپنی کثرتِ اولاد کا غرور تھا بلکہ ان کی نسل کا کوئی بچہ بھی اپنی نسبت وہاں تک نہیں پہنچا سکتا لیکن صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ خیر اور اسمِ ہمایوں آذان و تکبیر و تشہد و صلوٰۃ و درود و کلمہ طیب میں زبانوں پر جاری اور دلوں پر حاوی ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى. (۳)

حضرت سیّدنا ابراہیم بن مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری فرزند حضرت سیّدنا ابراہیم ہیں مدینہ طیبہ میں ماہِ ذی الحجہ ۸ھ میں متولد ہوئے ان کی والدہ ماجدہ سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہیں جنہیں بطورِ ہدیہ مقوقش بادشاہ اسکندریہ نے دیگر ہدایا کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بھیجا تھا اور سلمیٰ زوجہ حضرت ابورافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قابلہ یعنی داعیہ تھیں اور سلمیٰ نے اپنے شوہر ابورافع کو خبر دی کہ سیّدہ ماریہ قبطیہ کے ہاں فرزند ہوئے ہیں اور حضرت ابورافع نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی حضور علیہ السلام کو جب اپنے اس فرزند کے تولد کی خبر ہوئی تو آپ نے ان کو اس خوشی میں آزاد کر دیا۔ (۴)

(۱)، (۲) مدارج النبوت (۳)، (۴) مدارج النبوت، ص: ۷۷۳، ۷۷۲

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضور علیہ السلام کو ابو ابراہیم کی کنیت سے مخاطب کیا تو آپ بے حد مسرور اور خوش ہوئے اور دو بھیڑوں کا عقیقہ فرمایا اور ان کے سر کو منڈوا کر بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے مسکینوں پر صدقہ فرمایا اور ان کا نام اپنے جدِ امجد سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر رکھا۔ صحیح بخاری میں حضرت انس راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات ایک فرزند پیدا ہوا ہے میں نے پہلے ہی دن اس کا نام ابراہیم رکھ دیا ہے[1] اس کے بعد امِ یوسف بردہ بنتِ المنذر نے جو براء بن اوس الانصاری کی زوجہ ہیں جن کی کنیت ابو سیمین تھی لقب قین تھا یعنی لوہار کیونکہ وہ لوہاری پیشہ کرتے تھے اس لیے ان کے گھر دھواں بھی ہوتا تھا جنت البقیع مدینہ سے یہ گھر تقریباً آدھ میل کے فاصلہ پر ہے ان کو دودھ پلانے پر مقرر فرمایا اس دودھ پلانے والی کو حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اپنے عیال پر رسولِ خدا ﷺ سے زیادہ مہربانی فرماتے نہ دیکھا اور حضرت ابراہیم مدینہ طیبہ کے عوالی میں دودھ پیتے تھے پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے جاتے تو ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ ہوتے تھے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ گھر میں داخل ہو جاتے تو آپ حضرت ابراہیم کو اپنی آغوش مبارک میں لیتے اور انہیں پیار فرماتے اور عوالی مدینہ میں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک گھر بنوایا تھا اور اس جگہ کو موضع مشربہ اُمِ ابراہیم کہتے ہیں جو بابرکت زیارت گاہ ہے عوالی جمع ہے عالیہ بمعنی بلند جگہ عوالی مدینہ منورہ سے مدینہ طیبہ کے آس پاس کے وہ مقامات مراد ہیں جو مدینہ طیبہ سے ملحق ہیں چونکہ وہ زمین مدینہ سے قدرے بلند ہے اس لیے انہیں عوالی کہتے ہیں مسجد قبا مسجد بنی قریظہ اس عوالی میں واقع ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ حضرت ابراہیم آپ کے لاڈلے فرزند نزع کے عالم میں ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف حضور علیہ السلام کے پاس موجود تھے آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ہمراہ لے کر سیّدہ ماریہ کے گھر تشریف لائے اور حضرت ابراہیم کے سرہانے کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ میرے فرزند جانکنی میں ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اٹھالیا اور اپنی آغوشِ اقدس میں لٹالیا اور پیار کیا جب ان کو سانس چھوڑتے دیکھ رہے تھے تو چشمِ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: اے ابراہیم ہم تیری جدائی کے سبب غمگین ہیں میری آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے۔ اس کے سوا کوئی بات نہ فرمائی جس سے خدا سے ناراضگی ظاہر ہوتی ہو۔

لَوْلَا اَنَّهٗ اَمْرٌ حَقٌّ وَعْدٌ صِدْقٌ وَاَنَّ اٰخِرَنَا سَيَلْحَقُ اَوَّلَنَا لَحَزَنَّا عَلَيْكَ حَزَنًا هُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا وَاَنَابِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ تَبْكِی الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يَسْخَطُ[3]

اے ابراہیم ہم جانتے ہیں موت تو آخر حق ہے اور وعدہ صدق ہے ہم جانتے ہیں پیچھے رہ جانے والے بھی پہلے جانے والوں سے جا ملیں گے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم ابراہیم کا الم اس سے بھی زیادہ کرتے آنکھ میں نم ہے۔ دل میں غم مگر ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے جو اللہ کو ناپسند ہو۔

(۱)، (۲)، (۳) مدارج النبوت، ص: ۳۷۷، ۳۷۲

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

پھر فرمایا:

یَاۤاِبْرَاهِیْمُ لَا تُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا (۱) اے ابراہیم ہم حکم الٰہی کے آگے کچھ نہیں کر سکتے۔

حضرت ابراہیم آغوشِ نبوت میں سانس چھوڑ رہے تھے اور حضور رو رہے تھے ابھی ایام رضاعت باقی تھے کہ حورانِ فردوس کی چھاتیوں کا شیر پینے کو خلد بریں سدھارے (۲) بعض نے کہا کہ بوقتِ وصال حضرت ابراہیم کی عمر مبارک ایک سال دو مہینہ اور چھ دن تھی اور بعض نے تقریباً ڈیڑھ سال بتائی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَ مَلَأَ مَهْدَهٗ وَلَوْ بَقِیَ لَكَانَ نَبِیًّا وَلٰكِنْ لَمْ یَكُنْ یَبْقٰی لِاَنَّ نَبِیَّكُمْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
(تاریخ ابن کثیر: ۵۰۹۰۵)

سیّدنا ابراہیم سے پنگھوڑا بھرا بھرا نظر آتا تھا اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے مگر ایسا کیسے ہوسکتا تھا جب کہ تمہارے نبی تمام انبیاء علیہم السلام سے آخری نبی ہیں۔

حضرت ابی اوفیٰ کا بیان ہے:

تُوُفِّیَ وَهُوَ صَغِیْرٌ وَلَوْ قُدِّرَ اَنْ یَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیٌّ عَاشَ اِبْنُهٗ وَلٰكِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

اور وہ چھوٹی سی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اگر تقدیر الٰہی میں ہوتا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ باقی ضرور رہتے لیکن حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں (۳)

واضح رہنا چاہئے کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر ابراہیم باقی رہتے تو ضرور نبی ہوتے یہ حدیث تو کئی سندوں کے ساتھ موجود ہے لیکن اس پر بعض نے اختلاف کیا ہے اور اس پر اپنی دشواری اور اعتراض کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت نہیں ہے تو اس کا کیا مطلب؟ اگر ابراہیم باقی رہتے تو نبی ہوتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ، صدق طرفین اور ان کے وجود کو مستلزم نہیں ہوتا جس طرح کہ کہتے ہیں کہ اگر عنقاء موجود ہوتا تو ایسا ایسا ہوتا اور اگر زید گدھا ہوتا تو ناھق ہوتا اسی طرح اگر زندہ ہوتے تو نبی ہوتے لیکن زندہ نہ رہے اور نبی نہ ہوئے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مقصود حضرت ابراہیم کی شان اور مدح و برتری اور ان کے استعداد کے کمال کا اظہار ہے کہ اگر وہ جیتے اور بابِ نبوت بند نہ ہوتا تو ان میں شانِ استعداد ایسی تھی جو دوسرے فرزندوں میں نہ تھی۔

فَافْهَمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ عَلَی الْكَمَالِ (۴)

وصالِ ابراہیم پر نبوت کی آنکھوں میں آنسو

حضرت ابراہیم کے انتقال پر جب حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں اشکبار تھیں تو حضرت عبد الرحمن نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بھی روتے ہیں آپ نے تو میت پر رونے سے منع فرمایا ہے حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عوف کے فرزند جس حالت کا تم نے مشاہدہ کیا ہے یہ میت پر رحمت وشفقت کا اظہار ہے جو کہ اس کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے اور میں نے جو ممانعت فرمائی ہے وہ دو آوازوں کی بنا پر ہے ایک وہ آواز جو گانے، لہو ولعب اور شیطانی مزامیر سے ہو اور دوسری وہ آواز جو میت کے وقت ہو اور میں منع کرتا ہوں منہ نوچنے، چہرہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے لیکن آنکھوں سے پانی جاری ہونا رحم و شفقت کی وجہ سے ہے اور جو رحمت وشفقت نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہ ہوگا (۵)

(۱) مدارج النبوت (۲) مشکوۃ (۳)، (۴)، (۵) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب حضورِ اقدس ﷺ کی چشمِ مبارک سے آنسو جاری ہوئے تو حضرت اسامہ نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اس سے منع فرمایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو آپ کو بھی گریہ کناں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَلْبُکَآءُ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالصُّرَاخُ مِنَ الشَّيْطَانِ — رونا رحمت ہے اور چیخنا چلانا شیطانی عمل ہے۔

معلوم ہوا کہ رونے میں رحمتِ خداوندی اور شفقت کا ذریعہ ہے۔ ہاں پیٹنا اور منہ نوچنے وغیرہ امور کی ممانعت کی گئی۔ (۱)

ابنِ رسول ﷺ کی نمازِ جنازہ اور تجہیز و تکفین

اہلِ تفسیر کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن رسول ﷺ کے وصال پر ان کی دایہ نے غسل دیا اور ایک قول میں یہ ہے کہ حضرت فضل بن عباس نے غسل دیا اور عبدالرحمن بن عوف نے پانی ڈالا اور حضور سیدِ عالم ﷺ تشریف فرما تھے اس کے بعد حضرت ابراہیم کو چھوٹے تخت پر اٹھایا گیا اور صحیح یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی یہ جو ایک حدیث آتی ہے کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی اس کی علماء نے کئی تاویلیں بیان کی ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ آپ پر نمازِ جنازہ پڑھی گئی حضرت ابراہیم ابنِ رسول کو بقیع میں دفن کیا گیا اور فرمایا میں نے ان کو حضرت عثمان بن مظعون کے پاس دفن کیا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا اہلِ تفسیر کا بیان ہے کہ یہ پہلی قبر ہے جس پر پانی چھڑکا گیا جس طرح کہ حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر نشان لگایا گیا چنانچہ حضور سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفسِ نفیس پتھر اٹھا کر لائے اور ان کی قبر پر رکھا۔ (۲)

وصالِ ابنِ رسول پر سورج گرہن اور جنت میں ایامِ رضاعت

حضرت ابراہیم ابنِ رسول ﷺ کے وصال مبارک کی تاریخ میں اختلاف ہے بعض نے دسویں محرم اور بعض نے دسویں ربیع الاوّل بیان کی ہے آپ کے وصال کے موقع پر سورج کو گہن لگا تھا مشہور تھا کہ چاند یا سورج کو گہن کسی عظیم حادثہ اور موت کے وقت لگتا ہے۔ (۳) منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے فرزند ابراہیم کا وصال مدتِ رضاعت پوری کئے بغیر دنیا سے ہوا ان کے لیے ایک کی بجائے دو دودھ پلانے والی مقرر ہوئیں کہ وہ جنت میں ہے:

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رِضَاعَهٗ فِي الْجَنَّةِ (۴) میرا بچہ شیر خوارگی میں انتقال کر گیا اس کے لیے دو دائیاں مقرر ہوئیں جو اس کی شیر خوارگی جنت میں پوری کریں گی۔ سیدنا ابراہیم ابنِ رسول کی رحلت پر منصب نبوت کی شان کو بھی دیکھو سانس چھوڑتے ہیں اور بچہ سے پیار فرماتے ہیں اور گود میں اٹھائے ہوئے لَا تُغْنِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا کی کیسی زبردست تعلیم فرمارہے ہیں۔ موت پر صبر کے لیے کیسے عجیب دلائل، امرِ صدق، وعدۂ حق اور الحاقِ آخر باوّل کی حقیقت ظاہر فرمائی پھر دلی رنج اور رضائے الٰہی کا ذکر فرما کر انسان کی کمزوری اور ایمان کی طاقت و قوت کا بیان فرمایا۔ ذرا غور رہے کہ اصلاحِ عقیدۂ مردم کا فرض کس قدر جلد غمِ فرزند پر غالب آجاتا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رؤف و رحیم کیسی سرعت و آمادگی سے وعظ و نصیحت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (۵)

---

(۱) تا (۳) مدارج النبوت (۴) مسلم، مشکوٰۃ باب العادات والاخلاق۔ (۵) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ۴

بناتِ الکرام مصطفیٰ ﷺ

حضور سید عالم ﷺ کی صاحبزادیاں کل چار ہیں۔ اور چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین کے بطن طاہرہ سے ہیں۔ حضرت سیّدہ زینب جو حضرت قاسم سے چھوٹی اور دیگر اولاد النبی سے بڑی تھیں۔ حضرت سیّدہ رقیہ جو سیدہ زینب سے چھوٹی ہیں۔ حضرت سیّدام کلثوم جو رقیہ سے چھوٹی ہیں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا جو ام کلثوم سے چھوٹی ہیں۔ (۱)

یہ امر قرآنِ حکیم ہی سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں تین یا تین سے زائد ہیں اس لیے کہ عربی قائدے کے مطابق بیٹی کو بنت کہا جاتا ہے اگر دو ہوں تو بنتین کہا جائے گا اور اگر تین یا اس سے زائد ہوں تو جمع کا صیغہ استعمال ہوگا بنات۔ بنت، واحد، بنتین تثنیہ، بنات جمع۔ قرآنی آیت میں صراحتاً ارشاد ہوتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (الاحزاب، ۵۹:۳۳)

اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت کے شروع میں ہی تینوں جملے جمع کے استعمال ہوئے ہیں۔ ازواج، بنات، نساء المومنین۔ تو ثابت یہ ہوا کہ حضورِ اقدس ﷺ کی ایک بیٹی نہیں بلکہ لفظ بنات جمع کے صیغہ سے تین یا تین سے زائد ہوئیں اور دلائل قویہ کے روشنی میں آپ کی کل چار بیٹیاں ہیں:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (الاحزاب:) انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نزدیک یہی بات قبول ہے کہ اولاد کو ان کے اصل باپوں سے پکارا کرو اگر یہ شائبہ گزرے کہ معاذ اللہ آپ کی دیگر صاحبزادیاں سوتیلی تھیں یہ ان کو خطاب ہے تو یہ بھی صریحاً غلط اور الزام ہے۔ قرآن نے اس کی وضاحت فرما دی ہے۔

(۱) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ. (النساء ۴:۲۳) اوران کی بیٹیاں جوتمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ (یعنی قرآن سے سوتیلی بیٹی پر لفظ ربائب استعمال فرمایا ہے نہ کہ بنات)

نبی ﷺ کی ربائب میں ام المؤمنین ام سلمہ کی لڑکیاں درہ، زینب، ام کلثوم اور امِ المؤمنین امِ حبیبہ کی دختر حبیبہ ہیں دیگر ازواج النبی ﷺ سے کسی پہلے شوہر سے کوئی لڑکی نہ تھی۔ (۱)

اب قابلِ غور یہ بھی ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ کا نکاح نبی علیہ السلام سے چار ہجری میں ہوا اور امِ المؤمنین ام حبیبہ کا نکاح چھ ہجری میں ہوا۔ اس لیے مندرجہ بالا لڑکیوں کو (ربائب النبی ہونے کا درجہ چار ہجری سے بیشتر حاصل نہ تھا اور سیّدہ زینب بنتِ النبی کا ذکر جنگِ بدر کے (جو ۲ ہجری میں ہوئی) فدیہ اسیران میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ خدیجۃ الکبریٰ کا ہار اپنے شوہر کی رہائی کے لیے بھیجا تھا اور امِ کلثوم ورقیہ بنات النبی ﷺ کا ذکر قبل از ہجرت میں ابولہب کے خاسرانہ حالات میں آتا ہے پھر ان ہر سہ بنات النبی ﷺ کا انتقال بحیاتِ نبوی ہوا۔ لیکن مذکورہ بالا ربائب انتقالِ نبوی سے بعد دیر تک اپنے گھروں میں آباد تھیں ان کی تفصیل ان کے حالات سے ملتی ہے۔ اب آپ کی چاروں صاحبزادیاں (سگی، حقیقی) کے جداگانہ حالات بیان کیے جاتے ہیں۔

حضرت سیّدہ زینب بنتِ مصطفیٰ ﷺ

حضور مصطفیٰ ﷺ کی صاحبزادیوں میں بقول اکثر علماء بڑی دختر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں اور یہی صحیح ہے۔ ابنِ اسحٰق نے کہا ہے کہ سیّدہ زینب بنتِ رسول رضی اللہ عنہا کی ولادت واقعۂ فیل کے تیس برس بعد ہوئی۔ اسلام میں داخل ہوئیں اور ہجرت کی ان کا نکاح ان کی خالہ کے فرزند کے ساتھ کیا گیا تھا جس کا نام ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبد مناف ہے اور ابوالعاص کی ماں ہند بنت خویلد سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ بنتِ خویلد کی ایک بہن ایک ماں باپ سے تھی اور ابوالعاص اپنی کنیت سے مشہور ہیں ان کے نام میں اختلاف ہے۔ لفیظ ہے یا مقسم یا قاسم یا یاسر اور ابنِ عبداللہ نے کہا ہے کہ اوّل قول درست ہے یعنی لفیظ نام ہے ابوالعاص کے اسلام لانے سے پہلے سیّدہ زینب نے ہجرت کی اور ان کو اسی حالت پر چھوڑ دیا اور ابوالعاص مکہ ومدینہ کے درمیان اسلام لائے حضورِ اقدس ﷺ نے پہلے ہی نکاح میں سیّدہ زینب کو ان کے سپرد فرما دیا بعض کہتے ہیں نکاحِ جدید کے ساتھ سپرد کیا۔ (۲)

اس کا مجمل اور مختصر قصہ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوالعاص بدر کے قیدیوں میں داخل تھے جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی آزادی کا فدیہ بھیجا تو سیّدہ زینب بنتِ رسول ﷺ نے ابوالعاص کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا جو ان کے گلے میں رہتا تھا جسے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بوقتِ عقد سیّدہ زینب کے جہیز میں دیا تھا جب حضورِ اقدس ﷺ نے اس ہار کو ملاحظہ فرمایا تو سیّدہ زینب کی محبت کا زمانہ یاد آ گیا اور سخت رقت طاری ہوئی اصحاب سے فرمایا اگر تم مناسب جانو تو انہیں رہا کر دو اور فدیہ کا مال زینب کو لوٹا دو۔

اصحاب نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ہم اس طرح کریں گے جس طرح آقا آپ کی مرضی ہوگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو العاص سے عہد لیا کہ وہ سیّدہ زینب کو آپ کی طرف بھیج دیں گے ابوالعاص نے اسے مان لیا اس کے بعد حضورِ اقدس علیہ السلام نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری شخص کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ سیّدہ زینب کو لے آئیں اور فرمایا مکہ مکرمہ کے اندر نہ جانا بلکہ وادی ناجج میں ٹھہرنا یہ

(۱) ہکذا فی مدارج النبوت (۲) مدارج النبوت۔ کتاب اصابہ، ج:۸ ص:۹۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ایک موضع کا نام ہے جو مکہ سے باہر مسجد عائشہ کے سامنے ہے جہاں انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا آپ نے فرمایا جب وہ سیّدہ زینب کو تمہارے حوالہ کر دیں تو ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ جانا اس واقعہ کے اڑھائی سال بعد ابو العاص تجارت کی غرض سے مکہ مکرمہ سے باہر آئے ان کے ساتھ مکہ والوں کا مال تجارت تھا اس تجارتی قافلہ کی واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ان کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے قافلہ پر قابو پالیا تو چاہا کہ ابو العاص کے مال پر قبضہ کر لیا جائے اور اس کو قتل کر دیا جائے۔ یہ خبر جب سیّدہ زینب کو پہنچی تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کسی مسلمان کو کسی کافر کو عہد و امان میں لینے کا حق نہیں ہے آپ نے فرمایا ہاں ہے سیّدہ زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ گواہ رہیے کہ میں نے ابو العاص کو امان دے دی جب اصحاب کو خبر ہوئی تو انہوں نے ابو العاص کے مال سے ہاتھ کھینچ لیا اور ابو العاص سے کہا مسلمان ہو جاؤ تاکہ مشرکین کا تمام مال تمہارے لیے غنیمت ہو جائے ابو العاص نے کہا میں شرم کرتا ہوں کہ اپنے دین کو اس ناپاک مال کے لیے پلید کروں اس کے بعد وہ مکہ چلے گئے اور اس مال کو مالکوں کے سپرد کر دیا اور فرمایا اے مکہ والو! آیا میں نے تمہیں تمہارا مال پہنچا دیا تم مجھے اس سے بری الذمہ قرار دیتے ہو انہوں نے کہا ہاں پھر ابو العاص نے کہا تم گواہ رہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے اور حضور سید عالم الصلوٰۃ والسلام نے نکاح سابق یا جدید نکاح کے ساتھ حضرت زینب کو ان کے سپرد کیا (۱)

نواسی امامہ سے نبی علیہ السلام کا پیار

سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا کا حضرت ابو العاص سے ایک فرزند تھا جس کا نام علی تھا اور دختر تھی جس کا نام امامہ تھا۔ یہ علی ابن ابی العاص حدِ بلوغ کے قریب دنیا سے رخصت ہو گئے حضور علیہ السلام نے روزِ فتح مکہ اپنی سواری پر ان کو اپنا ردیف بنایا تھا (۲)

حضور علیہ السلام امامہ سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے جیسا کہ پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور امامہ کو اپنے دوشِ اقدس پر بٹھائے ہوئے تھے جب رکوع میں جاتے تو انہیں زمین پر اتار دیتے اور سجدے سے سر مبارک اٹھا کر قیام کی طرف جاتے تو اسے اٹھا کر دوشِ اقدس پر بٹھا لیتے۔ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا (۳) یاد رہے کہ اس حدیث پر بعض نے کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اٹھانا اور زمین پر بٹھانا فعلِ کثیر ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کیسے کر سکتے تھے جواب یہ ہے کہ امامہ خود آ کر بیٹھتیں اور خود ہی اتر جاتی تھیں یہ فعل آپ کا نہ تھا بلکہ اس کا تعلق آپ کے کمال پیار سے ہے دوسری حدیث بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ امامہ مصطفیٰ ﷺ کی وہ پیاری نواسی ہیں جن کو گود میں لے کر آپ نے نماز پڑھی اور زبانِ اطہر سے فرمایا: اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ یہ مجھے میرے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہے (۴)

حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کی نواسی اور سیّدہ زینب کی صاحبزادی کے متعلق ان کی بہن سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے شوہر حضرت علی المرتضیٰ کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ میرے انتقال کے بعد میری بہن کی بیٹی امامہ کو اپنے نکاح میں لے لیں اس وصیت پر عمل ہوا (۵)

(۱) طبقات، ج:۸، ص:۳۰ (۲) مدارج النبوت (۳) البدایہ والنہایہ، ۵:۳۰۷

(۴) مدارج النبوت، (۵) مستدرک حاکم، ج:۳، ص:۴۲، طبقات ابن سعد، ج:۸، ص:۳۰، الحیات و تاریخ الائمہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اولادِ امامہ رضی اللہ عنہا

جب سیّدہ امامہ کا نکاح سیّدنا علی المرتضیٰ سے ہوا تو ان کے ہاں حضرت علی المرتضیٰ سے فرزند محمد اوسط پیدا ہوئے۔ جب حضرت علی المرتضیٰ مجروح ہوئے تو حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ کی رضامندی سے کیونکہ حضورِ اقدس علیہ السلام نے اپنی نواسی سیّدہ امامہ کو فرمایا کہ اگر وہ نکاح کرنا چاہیں تو مغیرہ بن نوفل سے کرلیں چنانچہ حضرت علی کی وصیت پر عمل کیا گیا اور امیر المؤمنین سیّدنا امام حسن مجتبیٰ کی اجازت سے نکاحِ ثانی پڑھا گیا مغیرہ کے ہاں سیّدہ امامہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام یحییٰ تھا۔

نواسۂ علی سے حضور علیہ السلام کا پیار

حضرت علی ابن ابی العاص از بطنِ سیّدہ زینب بنتِ رسول اور سبط الرسول کو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے رضاعت کے لیے منگوایا اور ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ منگوایا اور ان کی پرورش فرمائی فتح مکہ کے دن یہی نواسۂ رسول حضرت علی ابن ابی العاص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ پر حضور کے ردیف تھے ابھی عنفوانِ بلوغ تھا کہ سبط الرسول علی رفعت بخش علیین ہوئے۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ۔ (۱)

سیّدہ زینب کا وصال

حضرت سیّدہ زینب بنت رسول کا وصال ۸ھ زمانۂ حیاتِ ظاہری حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوگیا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی صاحبزادی کے انتقال کی خبر ہوئی تو آپ کو شدید صدمہ پہنچا اور حکم دیا کہ میری بیٹی کو بیری کے پتے ملا کر خالص پانی کے ساتھ غسل دیا جائے حضرت سودہ بنتِ زمعہ، حضرت امِ ایمن، حضرت امِ عطیہ انصاریہ نے امام الانبیاء کی شہزادی کو غسل دیا۔ (۲)

صحیحین میں ہے کہ ان کے غسل میں شیر دل صحابیہ سلیط رضی اللہ عنہا نے شرکت کی اور انہوں نے اس کو بیان کیا۔ امِ عطیہ سے روایت ہے کہ ہم پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حال میں تشریف لائے۔ کہ ہم سیّدہ زینب کو غسل دے رہے تھے اور فرمایا میرے بیٹی کو غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ملو اور غسل تین مرتبہ دو اس کے بعد فرمایا مجھے فراغتِ غسل کی اطلاع دینا۔ امِ عطیہ جو حدیث کی راوی ہیں فرماتی ہیں کہ جب ہم سیّدہ زینب کو غسل دے دینے کی خبر دے چکے تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند مبارک بھیجا اور فرمایا میری بیٹی کو اس میں کفن دو اس حدیث سے صالحین کے تبرکات سے تبرک لینے کا استحباب ثابت ہے (۳)

امِ عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم نے اس چادر تہبند شریف میں آپ کو کفنایا اور سر کے مبارک بالوں کی تین لٹیں بنائیں اور ان کو سر کی پچھلی جانب کیا اس کے بعد جنازہ پڑھا گیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بقیع میں پہنچانے کا حکم دیا جب قبر میں اتارا جانے لگا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا (۴)

یاد رہے کہ اسی سال مدینہ طیبہ میں غلہ کی گرانی واقع ہوئی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نرخ گراں ہوا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لیے غلہ کا نرخ مقرر فرما دیجئے حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

---

(۱) مدارج النبوت، طبقات (۲) طبقات، ج:۸، ص:۳۴ (۳) مدارج النبوت۔ (۴) مستدرک، ج:۴، ص:۶۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

إِنَّ اللهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ نرخ مقرر فرمانے والا خدا ہے اسی کے قبضہ وقدرت میں قبض وبسط ہے۔ (سنن ابی داؤد، ۳:۲:۷، ۲، رقم ۳۴۵۱)

اور میں امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ زیادتی کا مجھ سے مطالبہ نہ ہو نہ خون کا نہ مال کا۔ (۱)

حضرت سیّدہ رقیہ سلام اللہ علیہا بنتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا تھیں ان کی ولادت، واقعۂ فیل کے ۳۳ویں برس میں ہے اور سیّدہ زینب کی ولادت کے تین سال بعد سیّدہ رقیہ کی ولادت ہوئی۔ سیّدہ رقیہ عہدِ نبوت سے قبل عتبہ بن ابی طالب کی زوجیت میں تھیں ان کی بہن سیّدہ امِ کلثوم اسی عتبہ کے بھائی عتیبہ کی زوجیت میں تھیں عتیبہ کا مسلمان ہو کر مقبول الاسلام بن کر صحابہ کی گنتی میں شمار ہوا ہے اور عتبہ کے کے خلاف حضورِ اقدس کی دعا کا قصہ ہے۔ جس کے خلاف حضور علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اسے شیر نے پھاڑ ڈالا۔ (۲)

جب سورۃ لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے عتبہ سے کہا او عتبہ تیرا سر حرام ہے مطلب یہ کہ میں تجھ سے بیزار ہوں اگر تو محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کی بیٹی کو اپنے سے جدا نہ کرے اس پر اس نے جدائی کر لی اور علیحدہ ہو گیا۔ (۳)

اہلِ تفسیر کہتے ہیں کہ قریش نے ابوالعاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی سیّدہ زینب کو جدا کرنے پر ابھارا لیکن انہوں نے فرمایا خدا کی قسم میں ہرگز سیدِ عالم علیہ السلام کی صاحبزادی کو جدا نہیں کروں گا اور نہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس کے عوض قریش کی کوئی اور عورت ہو۔

بہرحال اس کے بعد حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی صاحبزادی سیّدہ رقیہ کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان ابنِ عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں کر دیا اور اس وقت مکہ مکرمہ میں یہ بات مشہور ہو گئی۔ (۴)

أَحْسَنَ مَا رَاهُمَا إِنْسَانٌ رُقَيَّةُ وَزَوْجُهَا عُثْمَانُ۔ (۵) جو سب سے اچھا جوڑا دیکھا گیا وہ سیّدہ رقیہ اور سیّدنا عثمان کا ہے۔

حضرت عثمان نے ان کے ساتھ دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ کی طرف اور دوسری حبشہ سے مدینہ طیبہ کی طرف حضورِ اقدس علیہ السلام نے ان کی شان میں فرمایا حضرت سیّدنا لوط علیہ السلام اللہ کے نبی کے بعد یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی طرف ہجرت کی اور حضرت عثمان ذوالنورین حسنِ رفیع اور جمالِ کریم کے مالک تھے۔ حضرت سیّدہ رقیہ کو چیچک کا عارضہ ہوا اور حضورِ اقدس علیہ السلام جب غزوۂ بدر کو تشریف لے جا رہے تھے تو سیّدہ صاحبِ فراش تھیں آپ نے ان کی تیمارداری کے لیے سیّدنا عثمان اور اسامہ بن زید کو مدینہ میں چھوڑا۔ چنانچہ سیّدہ رقیہ کا اسی مرض میں ارتحال ہوا اور منقول ہے کہ سیّدہ کے انتقال پر عورتیں روتی تھیں مگر حضورِ اقدس نے کسی کو منع نہ فرمایا۔ سیّدہ فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سیّدہ رقیہ کی قبر کے سرہانے سیدِ عالم علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھی رو رہی تھیں اور حضورِ اقدس علیہ السلام اپنی چادر مبارک کے کنارہ سے سیدہ فاطمۃ الزہرا کی چشم مبارک سے آنسو پونچھتے تھے (۶)

---

(۱) مدارج النبوت۔ (۲) طبقات، ج:۸،ص:۶ س ۳۔ الاستیعاب، ج:۲،ص:۷۰۴۔
(۳) مدارج النبوت۔ (۴) کتاب الاصابہ، ج:۸،ص:۹۱۔
(۵) مدارج النبوت، مستدرک۔ (۶) مدارج النبوت۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس کے باوجود حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام سے سیّدہ رقیہ کی تعزیت کی گئی تو فرمایا! الحمد للہ دفن البنات من المکرومات۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر رونا رحمت ورقت کی بنا پر ہوتا ہے نہ کہ میت کے نقصان میں رخصت ہو جانے کی وجہ سے۔ کیونکہ یہ تو تقدیر الٰہی سے واقع ہوتا ہے یہ سب روایتیں اس تقدیر پر ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدہ رقیہ کے وصال پر موجود ہوں لیکن صورت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے وصال کے وقت بدر میں تشریف فرما تھے جیسا کہ مشہور ہے لہٰذا غالب گمان یہ ہے کہ یہ واقعات سیّدہ زینب یا سیّدہ کلثوم کے متعلق ہوں گے اور راوی کے خیال کے مطابق سیّدہ رقیہ کا نام لے لیا ہوگا اور اگر واقعۃً ثابت ہو جائے کہ سیّدہ رقیہ کے واقعات ہیں تو ہم کہیں گے کہ ممکن ہے کہ غزوہ بدر کی واپسی کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیّدہ رقیہ کی قبرِ انور پر تشریف لائے ہوں۔ اس وقت یہ واقعات رونما ہوئے ہوں اگرچہ ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ حضور علیہ السلام ان کے انتقال کے دنوں نزدیکی زمانہ میں تشریف لائے۔ سیّدہ رقیہ کی عمر مبارک بوقتِ انتقال اکیس برس تھی سیّدہ کے بطن سے ایک فرزند حضرت عبداللہ حضرت عثمان کے ہاں پیدا ہوئے۔ (۱)

سبطِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ کا انتقال

حضرت عبداللہ سبطِ الرسول اپنی والدہ محترمہ سیّدہ رقیہ کے بعد دو سال تک حیات رہے ان کی عمر مبارک چھ سال کی تھی کہ اچانک ان کی آنکھ کے قریب ایک مرغ نے چونچ ماری وہ زخم بن گیا آخر یہ بھی اپنی والدہ سیدہ رقیہ کی یادگار آغوش میں جا سوئے۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما۔ (۲)

حضرت سیّدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت سیّدہ امِ کلثوم تھیں جو عتبہ بن ابی لہب کی زوجیت میں تھیں منقول ہے کہ عتبہ نے جب حضرت امِ کلثوم سے جدائی کی اور وہ بارگاہِ رسالت مآب میں آیا اور کہنے لگا میں آپ کے دین سے کافر ہوا مجھے نہ آپ کا دین پسند ہے اور نہ ہی آپ مجھے پیارے ہیں اس بد بخت نے زیادتی یہ کی کہ آپ کا قمیص مبارک چاک کر دیا ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا: هُوَ يَكْفُرُ بِالَّذِي دَنَىٰ فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ظاہر ہے کہ اس نے یہ الفاظ سورۂ نجم سے لیے۔ چونکہ یہ مکہ مکرمہ میں ان دنوں نازل ہو چکی تھی اہل سیر کہتے ہیں کہ اس ملعون نے اتنی گستاخی کی کہ اس نے اپنے ناپاک منہ کا تھوک آپ کی جانب پھینکا اور کہا کہ میں نے ام کلثوم کو طلاق دے دی حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ. اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔ (۳)

اہلِ سیر کا بیان ہے کہ ابو طالب اس وقت مجلس میں حاضر تھے انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کہ تجھے کون سی چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے تیر سے بچا سکے گی چنانچہ یہ ملعون تجارت کی غرض سے شام کی طرف جا رہا تھا راستے میں جب اس نے ایک ایسی جگہ پر پڑاؤ ڈالا جہاں درندے تھے تو ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ آج کی رات تم سب ہماری مدد کرو۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی

(۱) مدراج النبوت (۲) الاستیعاب، ج:۲،ص:۲۹۷
(۳) مدراج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

دعا میرے بیٹے کے حق میں آج کی رات اثر کرے۔ اس پر سب نے اپنے بوجھوں کو اکٹھا کیا اور نیچے اوپر چنا اور ان بوجھوں کے اوپر عتبہ کے سونے کی جگہ بنائی اور اس کے چاروں طرف گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے اس کے بعد حق تعالیٰ نے ان پر غنید کو مسلط کر دیا ایک شیر آیا اور اس نے ایک ایک کے منہ کو سونگھا اور کسی سے اس نے تعرض نہ کیا پھر اس نے جست لگائی اور عتبہ پر پنجہ مارا اور اس کے سینے کو پھاڑ ڈالا ایک روایت میں ہے کہ اس نے عتبہ کی گردن کو دبوچا (۱)

حضور علیہ السلام نے سیّدہ رقیہ کے انتقال کے بعد سیّدہ ام کلثوم کا ہجرت کے تیسرے سال حضرت عثمان ذوالنورین سے تزوج فرمادیا اور فرمایا یہ جبریل علیہ السلام کھڑے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ حق تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میں ان کو تمہارے حبالۂ عقد میں دے دوں۔ جب سیّدہ کا نکاح ۳ھ میں حضرت عثمان سے ہوگیا تو ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا کیونکہ امام المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے ان کے سکینۂ قلب بنائے گئے۔ (۲) ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ سے نقل کیا ہے کہ آپ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا گیا تو سیّدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا:

ذَاكَ الْمَرْءُ يُدْعٰى فِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى ذُالنُّوْرَيْنِ كَانَ خَتَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى بِنْتَيْهِ (۳)
(تاریخ ابن عساکر، ۳۹: ۴۷)

وہ تو وہ ہیں جن کو ملاء اعلیٰ کے فرشتے ذوالنورین سے یاد کرتے ہیں اس لیے کہ ان کے ہاں رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔

جن دنوں سیّدہ رقیہ کا انتقال ہوا ان دنوں سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دختر حضرت حفصہ بیوہ ہوگئیں تھیں سیّدنا عمر فاروق نے حضرت عثمان سے اپنی بیٹی کا ذکر کیا انہوں نے انکار کیا سیّدنا عمر فاروق کو اس پر رنج ہوا اور بارگاہ اقدس رسالت مآب میں شکایت کی۔ آپ نے فرمایا عمر کچھ خیال نہ کرو۔

أَلَا أَدُلُّ عُثْمَانَ عَلٰى مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا وَ أَدُلُّهَا عَلٰى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَهَا مِنْ عُثْمَانَ (مصنف ابن ابی شیبہ ۶: ۳۶۵، رقم: ۳۲۰۶۳)

عثمان کو حفصہ سے بہتر زوجہ ملے گی۔ اور حفصہ کو عثمان سے بہتر شوہر ملے گا۔

اس ارشاد کے بعد حضرت سیّدہ حفصہ بنتِ عمر فاروق کو ام المؤمنین کا شرف حاصل ہوا۔ اور امام الانبیاء ان کے شوہر ہوئے اور سیّدنا عثمان کو بہترین زوجہ سیّدہ ام کلثوم بنتِ رسول حاصل ہوئیں۔ سیّدہ ام کلثوم نے ہجرت کے نویں سال انتقال فرمایا حضور علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر پر بیٹھے رہے (۴)

صحیح بخاری میں عن انس بن مالک روایت ہے کہ آپ کی ہر دو چشمانِ نورانی سے آنسو رواں تھے حضرت علی المرتضیٰ و فضل بن عباس و اسامہ بن زید نے مراسم تدفین پورے فرمائے۔ سیّدہ ام کلثوم کے انتقال کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان سے فرمایا اگر میرے پاس اور صاحبزادیاں بھی ہوتیں تو تمہارے نکاح میں یکے بعد دیگرے دیتا جاتا اور وہ وفات پاتی رہتیں۔

اہلِ سیر کا بیان ہے کہ سیّدہ ام کلثوم عرصہ تک حضرت ذوالنورین کی زوجیت میں رہیں لیکن ان سے کوئی فرزند نہ ہوا۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ دو فرزند متولد ہوئے لیکن باقی نہ رہے ہاں حضرت عثمان کی دوسری ازواج سے اولاد ہوئی۔ (۵)

(۱) مدارج النبوت۔ (۲) مستدرک۔ طبقات۔ الاستیعاب۔
(۳)، (۴)، (۵) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت از کتبِ شیعہ

ملا باقر مجلسی اپنی مشہور کتاب میں رقمطراز ہیں کہ:

درقرب الاسناد بسندِ معتبر از حضرت جعفر روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولد شدو طاہر و قاسم وطیب وامِ کلثوم ورقیہ وزینب وفاطمہ (۱)

قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ رسول خدا کی اولاد جو حضرت خدیجہ کے شکم سے ہوئی طاہر اور قاسم اور فاطمہ اور امِ کلثوم ورقیہ، زینب تھیں۔

شیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب المتوفی شعبان ۳۲۹ھ رقمطراز ہیں۔

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل البعث القاسم ورقية وزينب وام كلثوم وولد له بعد البعث الطيب وطاهر والفاطمة عليهم السلام (۲)

آپ نے خدیجہ سے نکاح کیا جب کہ آپ بیس اور چند سال کے تھے۔ پس مبعوث ہونے سے پہلے ان کے بطن سے قاسم، رقیہ، اور زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور مبعوث ہونے کے بعد طیب وطاہر و فاطمہ کا تولد ہوا۔

ایک مشہور کتاب تحفۃ العوام جو کہ ان کے ہر گھر میں موجود ہے اس کے مصنف اوراد و وظائف کے ذکر میں لکھتے ہیں اور صاحب تہذیب حدیث الاحکام میں بھی یوں موجود ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمِ بِنْتِ نَبِيِّكَ (۳)

اے اللہ ہمارے درود ہو اوپر رقیہ بنتِ نبی کے اے اللہ درود ہو امِ کلثوم بنتِ نبی پر۔

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آج حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں تسلیم نہیں کرتے ان کے بڑوں نے بھی حضور سیّدِ عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تسلیم کی ہیں اور لکھا کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ آپ کی حقیقی تین بہنیں اور وہ بھی از بطنِ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ تھیں نیز ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں ان صاحبزادیوں کے نکاحوں کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ سیّدہ زینب کا نکاح حضرت ابو العاص اور سیّدہ رقیہ کا نکاح حضرت عثمان اور ان کے انتقال کے بعد دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ امِ کلثوم کا نکاح بھی حضرت عثمان سے ہوا اور چوتھی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ سے ہوا دیکھو حیات القلوب۔

حضرت سیّدہ فاطمہ بنتِ مصطفی ﷺ

حضور سیّدِ عالم ﷺ کی چوتھی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

ولادتِ طیبہ:

سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی پیدائش، ولادتِ نبوی کے اکتالیسویں سال ہوئی۔ اہلِ سیر کہتے ہیں کہ یہ قول ابو بکر رازی کا ہے اور یہ قول اس کے مخالف ہے جسے ابنِ اسحاق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے بارے میں بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) حیات القلوب ملا باقر مجلسی، ج:۲، ص:۴۴۶۔ (۲) اصول کافی، ص:۲۷۸۔

(۳) تحفۃ العوام، ص:۱۵۴، ج:۱۔ وحدیث تہذیب الاحکام، ج:۱، ص:۱۵۴

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

کی تمام اولادِ اظہارِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئی ہے بجز حضرت ابراہیم آپ کے صاحبزادہ کے۔ اس لیے اس قول کے بموجب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت اظہارِ نبوت سے پانچ سال قبل ہے مشہور تر روایت یہی ہے اور ایک قول کے مطابق سیّدہ فاطمہ علیہا السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور ایک قول سے سیّدہ رقیہ علیہا السلام اور ایک قول سے سیّدہ امِ کلثوم سلام اللہ علیہا۔ اتفاق اسی پر ہے کہ سیّدہ کی ولادت مبارک نبوت کے پہلے سال ہوئی اور آپ سیّدہ خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بطن سے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک اس وقت اکتالیس سال کی تھی (۱)

سیّدہ کے نام کی شان:

حضور اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نام "فاطمہ" اس بنا پر رکھا کہ حق تعالیٰ نے ان کو اور ان کے محبین کو آتشِ دوزخ سے محفوظ رکھا ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا سَمَّيْتُ بِنْتِيْ فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَطَمَهَا وَفَطَمَ مُحِبِّيْهَا عَنِ النَّارِ۔ (۲) (الفردوس ۱:۳۴۶)

تحقیق میں نے اپنی اس بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبین کو دوزخ سے علیحدہ کر دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ سیّدہ سلام اللہ علیہا کے نامِ مبارک کی ہی تعظیم و تکریم و محبت ایمان والوں کو جنت کی بشارت اور نجاتِ دوزخ سے پیش گوئی ہے۔

سیّدہ کے القاباتِ عظیمہ اور آپ کے خصائل

حضرت سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے القابات تو بہت ہیں لیکن ایک مشہور لقب آپ کا "زہرا" ہے اور زہرا کے معنی ہیں کلی یعنی نہایت خوبصورت۔ سیّدہ سب سے زیادہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت و صورت اور حسن و جمال سے مشابہ تھیں اس لیے آپ کو کلی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپ کا حسن و جمال ایسا خوبصورت تھا: **كانت كالقمر ليلة البدر** کہ جیسے چودہویں رات کا چاند چمکتا ہے سیّدہ اس طرح حسین و جمیل تھیں اور سیرت و صورت میں آپکا حال یہ تھا کہ سیّدہ امِ المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سَمْتًا وَّدَلًّا وَهَدْيًا اَوْفِيْ رِوَايَةٍ كَلَامًا حَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ قِيَامِهَا وَقُعُوْدِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (۳)

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو بیٹھنے اٹھنے چلنے پھرنے، حسن، خلق، اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیّدہ فاطمہ بنتِ رسول علیہ السلام سے زیادہ مشابہ ہو۔

اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ سیّدہ امِ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَارَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ فَاطِمَةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الَّذِيْ وُلِدَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ (۴)

کہ میں نے سیّدہ فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی تھیں۔

(۱) مدارج النبوت، (۲) صواعق محرقہ، ص:۱۵۱ (۳) (المستدرک ۴:۳۰۳، رقم ۴۷۱۵)
(۴) الاستیعاب، ج: ۴، ص: ۷۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

معلوم ہوا کہ سیّدہ سلام اللہ علیہا کا بچپن شریف اور زندگی کا ہر لمحہ حضور سیّد العالمین ﷺ اور ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آغوشِ مبارک میں گزرا۔ ظاہر ہے کہ ایسی شہزادی کے اعمال و افعال حسن و سیرت، فصاحت و بلاغت، اخلاق و عادات، طہارت و عصمت سر مبارک سے لے کر پاؤں تک ہم شکل مصطفیٰ تھیں آپ کی چال ڈھال ہر وضع قطع مصطفیٰ کریم ﷺ کے مشابہ تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی جیتی جاگتی تصویر بنائی تھی۔

رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا
کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

سیّدہ کے القابات میں طاہرہ، زاکیہ اور طیبہ بھی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو ہر قسم کی یعنی ظاہر و باطن کی پاکیزگی حاصل تھی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ. (مسند بزار، ۵: ۲۲۳، رقم: ۱۸۲۹)

بے شک سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پاکدامن ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت اسماء بنتِ عمیس زوجہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت شریفہ کے وقت میں سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس تھی اور میں نے دایہ کے فرائض انجام دیئے میں نے کوئی خون وغیرہ جو بوقتِ ولادت ہوا کرتا ہے نہ دیکھا یہ جب حضور اکرم ﷺ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ فَاطِمَةَ طَاهِرَةٌ مُطَهَّرَةٌ لَا يُرٰى لَهَا دَمًا فِى طَلَعَتٍ (۱)

کیا تم نہیں جانتی ہو کہ فاطمہ میری طاہرہ مطہرہ ہے، اس کا حیض میں بھی خون نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ سلطانِ دارین سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کی اس مقدس شہزادی کو نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے سلطنتِ اسلام کی یہ طیبہ و طاہرہ، حیض و نفاس، رجس و نجس سے مبرا سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

سیّدہ زاہدہ طیبہ و طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

''عابدہ اور زاہدہ'' بھی سیّدہ کے مشہور لقب ہیں جس کے معنی ہیں زہد و عبادت سے زندگی گزارنے والی اور ''راضیہ مرضیہ'' بھی ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر رہا کرتی تھیں۔

سیّدہ زہرا اور مصطفیٰ ﷺ

سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ابھی بچی تھیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے وہاں بہت سے کفار قریش موجود تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں گئے تو عتبہ بن معیط نے اونٹ کی اوجھڑی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک پر رکھ دی اور حضور اسی طرح سجدہ میں تھے کہ سیّدہ آئیں اور انہوں نے اپنے باپ کی پشتِ انور سے اوجھڑی کو گرا دیا اور عتبہ کے لیے بد دعا فرمائی (۲)

(۱) ترمذی، مشکوۃ، ص: ۵۷۰ (۲) الحیات النقی، ص: ۹۵، ج: ۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ایک مرتبہ سیّدہ فاطمہ کو خبر ہوئی کہ آپ ﷺ کو زخمی کر دیا گیا ہے۔اس خبر کا سننا تھا کہ سیّدہ جلدی سے پہنچیں اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے زخموں سے خون مبارک بہہ رہا ہے سیّدہ نے باپ کے زخموں کو دھویا اور جب خون تھمتا نہیں تھا تو کھجور کی چٹائی کو جلا کر اس کی راکھ بنا کر زخموں پر رکھی جس سے خون کا بہنا بند ہو گیا۔(۱)

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ کا نکاحِ مبارک

حضور سیّدِ عالم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذریعے اکابر صحابہ سیّدنا ابوبکر صدیق وسیّدنا عمر فاروق وعثمان ابنِ عفان وسیّدنا علی المرتضیٰ اور دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم کو پیغام بھیجا آپ کے حکم پر سب جمع ہو گئے اور آپ نے ایک خطبہ پڑھا جس میں حمد وثنا کے بعد ترغیبِ نکاح کا مضمون تھا پھر فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَأْمُرُنِي أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ (۲) مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں۔

اور ان کا مہر چار سو مثقال مقرر کرتا ہوں اے علی کیا تجھے منظور ہے حضرت مولا علی نے عرض کیا ہاں میں بخوشی قبول کرتا ہوں تین بار آپ نے اس کا تکرار حاضرین کی موجودگی میں فرمایا اور یہ دعا فرمائی:

بَارَكَ اللهُ عَلَيْكُمَا وَأَخْرَجَ مِنْكُمَا وَلَدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا. اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت دے اور تمہیں نیک پاک اولاد عطا فرمائے۔

آپ نے تمام اجتماع میں عقد فرمادیا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیّدنا علی المرتضیٰ کے ہاں رخصت فرمادیا۔(۳)

عشاء کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام سیّدنا علی المرتضیٰ کے ہاں تشریف لائے تو آپ نے پانی پر دم کیا روایات میں ہے کہ آپ نے معوذتین پڑھ کر اس پانی کو دونوں پر چھڑکایا اور پھر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پھر یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ إِنَّهُمَا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمَا اَللّٰهُمَّ كَمَا أَذْهَبْتَ عَنِّي الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَنِيْ فَطَهِّرْهُمَا۔ پھر سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا رو پڑیں آپ نے فرمایا بیٹی کیوں روتی ہو نہ رو میں نے تمہارا عقد اللہ تعالیٰ کے حکم سے علی المرتضیٰ سے کر دیا ہے اس وقت سیّدہ کی عمر مبارک ساڑھے پندرہ سال تھی۔(۴)

سیّدہ کا جہیز مبارک

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کی تو کوئی حد ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے ایک مرتبہ ایک منافق نے حضرت علی المرتضیٰ سے کہا اگر تم میری لڑکی سے شادی کرتے تو میں تمہیں اتنا جہیز دیتا کہ اونٹوں کی قطاریں لگ جاتیں۔سیّدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا یہ شادی نہ تقدیر سے اور نہ تدبیر سے ہوئی بلکہ امرِ الٰہی سے ہوئی ہے جو سب سے بڑا جہیز ہے اور دنیا کے مال ومتاع پر تو میری نظر ہی نہیں

(۱) الحیات الخفی، ص:۹۵، ج:۱ — (۲) الحیات، ج:۱، ص:۹۸ (۳) الحیات، ج:۱، ص:۹۸

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

جب آپ یہ جواب دے چکے تو غیب سے ندا آئی اے علی اوپر دیکھو آپ نے اوپر دھیان فرمایا تو دیکھا کہ تمام آسمان پر اونٹوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں کہ ان پر بہشت کے انعام واکرام کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا اے منافق مجھے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کا وہ جہیز دکھایا ہے جو روئے زمین میں قیامت تک کسی نے نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھ سکے گا پھر بھی دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جہیز عطا فرمایا اس میں دو جوڑے اور دو بازو بند نقرئی اور ایک چادر، ایک پیالہ، ایک چکی، دو گلاس، ایک مشک اور ایک کٹورہ پانی پینے کا، دو رضائیاں جو کتان سے مملوتھیں چار گدے دو اون سے بھرے ہوئے اور دو لیف یعنی کھجور کی چھال سے۔

سیّدہ کی عبادت وریاضت وتلاوت قرآن

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کا یہ معمول تھا کہ آپ کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتیں۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ جب نمازِ فجر کے واسطے تشریف لاتے تو راستہ میں سیّدہ کے گھر سے گزرتے تو سیّدہ کی چکی چلنے کی آواز سنتے تو نہایت درد ومحبت کے ساتھ فرماتے اے الہ العالمین! میری فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما (۱)

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات میں نے اپنی امی جان سیّدہ خاتونِ جنت کو شام سے صبح تک عبادت و ریاضت اور خدا کے حضور گریہ وزاری سے دعا والتجا کرتے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر اپنی دعائیں رسولِ کریم ﷺ کے حق میں فرمایا کرتیں۔ (۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سیّدہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا تو میں نے دیکھا کہ حسنین کریمین سو رہے ہیں اور سیّدہ ان پر پنکھا کر رہی ہیں اور زبان مبارک سے قرآن کی تلاوت جاری ہے یہ دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے دوپہر کے وقت جب شدید گرمی پڑ رہی تھی میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر حاضر ہوئی اور دروازہ بند تھا اور چکی کے چلنے کی آواز آرہی ہے میں نے جھانک کر دیکھا کہ سیّدہ تو چکی کے پاس زمین پر سو رہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور ساتھ ہی حسنین کریمین کا گہوارہ خود بخود ہل رہا تھا یہ دیکھ کر میں نہایت حیران ہوئی اور اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا اس شدت کی گرمی میں فاطمہ روزہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے فاطمہ پر نیند غالب کر دی تا کہ اسے گرمی اور تنگی محسوس نہ ہوا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ بنت رسول ﷺ کے کام کو سرانجام دیں۔ ایک مرتبہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سیّدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ پانی بھرتے بھرتے میرے سینے میں درد ہو گیا ہے اور اے سیّدہ آپ کے ابا جان سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس غلاموں کی کمی نہیں ان کو عرض کر کے کوئی خادمہ ہی لے لو سیّدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا میرے ہاتھوں میں بھی چکی چلانے سے چھالے پڑ گئے ہیں اور تمام گھر کا کام بھی کرنا پڑتا ہے چنانچہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں تو اتفاقاً اس وقت آپ گھر میں موجود نہ تھے سیّدہ سلام اللہ علیہا نے اپنے آنے کی غرض سیّدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے بیان کی کہ مجھے کوئی کام کاج کے لیے خادمہ دی جائے یہ کہہ کر سیّدہ واپس آ گئیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معلوم ہوا کہ میری شہزادی آئی تھیں لیکن میں نہیں مل سکا اور جب غرض معلوم ہوئی کہ آپ یہ پیغام مذکورہ دے کر چلی گئیں ہیں آپ اسی وقت اپنی لختِ جگر کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے

(۱) الحیات، ج:۱ص:۹۹، (۲) مستدرک حاکم

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

پیاری بیٹی تم خادمہ کے لیے آئی تھی کیا تم کو ایسی چیز نہ بتادوں جس سے تم تمام گھر کے کام کاج کرتی رہو اور ذرا بھی تھکاوٹ محسوس نہ ہو اور یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہوگا۔ عرض کیا ہاں ابا جان سرکار آقا سیّد الابرار نے فرمایا: قَالَ اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَانِیْ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَکُمَا اَوْ اَوَیْتُمَا اِلٰی فِرَاشِکُمَا۔ جو تم نے مانگا ہے یعنی خادمہ اس سے بہتر تمہارے لیے یہ ہے کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو پس یہ تمہارے لیے بہترین ہے اور تمہیں کبھی تھکاوٹ نہ ہوگی۔ اقبال کہتے ہیں:

ہر محتاج دلش آں گونہ سوخت
با یہودے چادر خود را فروخت
نوری وہم آتشی فرماں برش
گم رضائش در رضائے شوہرش
آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا
گریہ ہائے اوزبالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بدامانِ نماز
اشک اُو بر چید جبریل از زمین
ہمچو شبنم ریخت بر عرشِ بریں

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور غیبی رزق

ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو سیّدہ کو تین روز کے فاقہ سے دیکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ رِزْقًا عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا اَنْزَلْتَ عَلٰی مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ۔ اے اللہ تو رزق نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اہلِ بیت پر جیسے تو نے نازل کیا رزق مریم بنتِ عمران پر۔

اس کے بعد فرمایا بیٹی اندر جاؤ اور جو کچھ ہو وہ لے لو آپ جب اندر گئیں تو وہاں پر ایک طباق دیکھا جو جواہرات اور ثرید سے بھرا ہوا اس کے اوپر بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا تھا اور خوشبو آرہی تھی۔ سیّدہ نے وہ طباق اٹھایا اور اباجان کے پاس لے آئیں آپ نے فرمایا بیٹی کھاؤ اللہ کا نام لے کر کھاؤ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدہ فاطمہ اور حسنین کریمین شہزادگان عظیمین رضی اللہ عنھم نے تناول فرمایا۔(۱)

(۱) الحیات، ج:۱، ص:۱۰۱

سیّدہ رضی اللہ عنہا کا غریبوں کی اعانت فرمانا

حضور اقدس ﷺ نے اپنی بیٹی سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو جہیز میں ایک نیا قمیض دیا تھا کچھ عرصہ کے بعد ایک سائل نے سیدہ کے دروازے پر آ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے نبی کے گھر والو! میں محتاج ہوں مجھے کوئی پھٹا پرانا کپڑا عنایت کر دو۔ سیّدہ سلام اللہ علیہا کے پاس ایک پرانا قمیض تھا جس کو دینے کا خیال آیا تو فوراً فرمایا: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ جس کے معنے ہیں تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم وہ چیز نہ دو جس کے ساتھ تم کو محبت ہے تو سیدہ سلام اللہ علیہا نے فوراً وہ نیا قمیض جو جہیز میں ملا تھا سائل کو دے دیا۔ (۱)

ایک مرتبہ ایک وقت کے بعد سب کو کھانا میسر ہوا سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سب کھانا کھا چکے تھے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابھی کھانا نہ کھایا تھا اور دروازہ پر ایک سائل نے آ کر کہا اے نبی کی شہزادی میں دو وقت کا بھوکا ہوں اگر کچھ کھانے کے لیے ہے تو مجھے عنایت کر دو سیّدہ عالم نے فرمایا اے حسن جاؤ اور میرا کھانا اس سائل کو دے دو عرض کیا امی جان آپ کیا کھائیں گی؟ فرمایا بیٹا میں نے تو ایک وقت کا کھانا نہیں کھایا اور سائل نے دو وقت کا نہیں کھایا میں اپنا گزر تو کر لوں گی اس سائل کو دو جو دو وقت کا بھوکا ہے (۲)

سیّدہ رضی اللہ عنہا اور پردہ

حضور مصطفیٰ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے فرمایا عورت کے (پردے وعصمت کے) لیے کون سی چیز بہتر ہے سب خاموش ہو گئے اور سیّدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں فوراً گھر آیا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آج حضور ﷺ نے یہ سوال کیا ہے بتاؤ کیا جواب دوں کہ عورتوں کے لیے بہتر چیز کیا ہے۔ سیّدہ نے فرمایا: قَالَتۡ لَا یَرَیۡنَ الرِّجَالِ وَلَا یَرَوۡنَهُنَّ فَذَکَرۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَاطِمَةُ بُضۡعَةٌ مِّنِّیۡ۔ نہ عورتیں مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد غیر عورتوں کو۔ فرماتے ہیں میں نے یہ جواب جا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ (۳)

حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے اسماء آج کل جس طرح عورتوں کا جنازہ لے کر جاتے ہیں مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ جسم پر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے پوری طرح پردہ نہیں ہوتا بلکہ جسامت وغیرہ نظر آتی رہتی ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: اے بنتِ رسول میں نے حبشہ کے لوگوں میں ایک طریقہ دیکھا ہے وہ آپ کو دکھاتی ہوں میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو ضرور پسند آ جائے گا: فَدَعَتۡ بِجَرَائِدَ رَطۡبَةٍ فَحَنَتۡهَا ثُمَّ طَرَحَتۡ عَلَیۡهَا ثَوۡبًا فَقَالَتۡ فَاطِمَةُ مَا اَحۡسَنَ هٰذَا وَاَجۡمَلَهٗ تُعۡرَفُ بِهِ الۡمَرۡاَةُ مِنَ الرَّجُلِ۔ پھر آپ نے تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوائیں اور ان کو چارپائی پر کمان کی طرح لگا کر باندھا اور اوپر کپڑا ڈال دیا سیّدہ نے دیکھ کر فرمایا یہ تو بہت ہی اعلیٰ و شاندار طریقہ ہے اس طرح مرد و عورت کے جنازہ کی پہچان بھی ہو جاتی ہے: فَاِذَا مِتُّ اَنَا فَاغۡسِلِیۡنِیۡ اَنۡتِ وَلَا یَدۡخُلُ عَلَیَّ اَحَدٌ۔ جب میں انتقال کر جاؤں تو میرا بھی اسی طرح جنازہ بنانا اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔ (۴)

---

(۱) نزھۃ المجالس، ج:۲، ص:۱۷۰، (۲) سیرت، ص:۴۵ (۳) دار قطنی، (۴) خصائص کبریٰ، ص:۲۷۷، ج:۲

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

سیرت فرزند ھا از امّہات
جوہر صدق و صفا از امّہات
مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ
ہوشیار از دستبردِ روزگار
گیر فرزندانِ خود را درکنار
فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند
چشمِ ہوش از اسوۂ زہراؓ مبند
تا حسینے شاخِ تو بار آورد
موسم پیشیں بگلزار آورد

(اقبال)

اگر پندے زدرویشے پذیری
ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شوازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

(اقبال)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

پردہ کی اہمیت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ (النور ۲۴:۳۰)

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

آیت شریفہ میں ارشادِ ربانی ہے کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اس لیے کہ فتنہ وفساد اور بے حیائی کی ابتدا بری نظر سے ہی ہوتی ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ حسین وجمیل چیز کی طرف دل مائل ہوتا ہے اور پھر انسانی فطرت ہے کہ اس کو دیکھنے اور اس کے حصول کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اگر وہ چیز چھپی ہوگی تو ظاہر ہے اس پر کسی کی نظر نہیں پڑے گی لہٰذا اس کے دل میں

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس کے حصول کا جذبہ بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حصول کا جذبہ دیکھنے کے بعد ہی پیدا ہوسکتا ہے۔

اب آپ غور کریں کہ ایک حسین وجمیل خوبصورت جوان عورت اپنے حسن و جمال اور زینت و آرائش کے ساتھ بے پردہ لوگوں کے سامنے آئے گی تو جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو کیا نفسانی خواہشات میں جذبات ابھریں گے یا کہ نہیں؟ اس لیے کہ وہ معصوم تو ہیں نہیں اور محفوظ بھی نہیں پھر قصداً بار بار نظر کر کے لطف اندوز ہونے کی کوشش شروع ہو جائے گی اور جذبات میں تحریک ہوگی پھر یہی عادت بنتے بنتے آگے چل کر بے حیائی کے ارتکاب اور فتنہ وفساد کا موجب بن جائے گی۔ اس لیے پروردگارِ عالم نے اس چیز کا دروازہ ہی بند کر دیا جس سے برائی اور بے حیائی کی ابتداء ہوتی ہے کہ تم اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو اور شرمگاہوں کی حفاظت کرو اس پر عمل پیرا ہونے سے بے حیائی اور برائیوں کا خاتمہ اور نجات کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ۔ (النور ۲۴:۳۱)

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں پروردگارِ عالم نے عورتوں کو بھی یہی حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں اور اپنی زینت غیر لوگوں پر ظاہر نہ کریں اور اپنے سینوں کو چھپا کر رکھیں یہ بھی اس لیے کہ ایک دوسرے کو دیکھنے سے غلط طرف میلان پیدا نہ ہو اور جب عورتوں نے خود کو چھپا کر نہ رکھا اور بے پردہ بازاروں میں پھرتی رہیں اور اپنی زینت و آرائش ظاہر کرتی رہیں اور اپنے سینوں کو اوڑھ کر نہ رکھیں گی تو اس میں بے حیائی کی ابتدا اور فتنہ وفساد کا موجب ہوگا اور اس سے امن و عافیت بھی اس وقت پیدا ہوگی جب کہ عورتیں خود کو چھپا کر رکھیں اور اس میں حیا پیدا کریں اور جب شرم وحیا عورت سے اٹھ جائے گی تو یہی چیز موجب تباہی ہوگی۔

حضورِ اقدس ا کے اوصافِ حمیدہ میں سے ایک وصف یہ ہے کہ آپ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم وحیا والے تھے۔

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود

کنواری لڑکیوں کی شرم وحیا مشہور تھی چنانچہ لوگوں کی ایک مثال مشہور تھی فلاں تو کنواری لڑکی کی طرح شرماتا ہے لیکن آج کل سکولوں اور کالجوں مین پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیاں جو کچھ کر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں (الا ماشاء اللہ) نامعلوم مسلمان غیرت وشرافت اور شرم وحیا کو چھوڑ کر کیوں بے غیرت و بے حیا ہوتے جا رہے ہیں اس بے غیرتی اور بے حیائی اور بے شرمی کے جنازہ نے اس لیے بھی تیزی اختیار کر لی ہے کہ سینماؤں میں جانے کا شوق گانے بجانے کا ذوق بے پردہ فحش لباس اور پھر اسکولوں اور کالجوں میں بھی ڈرامے گانے ناچ اور لباس ایسا کہ تمام بدن نظر آتا ہے عورتوں نے مردوں کی طرح برہنہ سر وسینہ پھرنا عام کر دیا ہے پھر یہ بے حیائی سینماؤں سے ہوتی ہوئی اب گھر سینما گاہ بن گئے وہ یہ کہ ٹیلیویژن نکل آئے ہیں اور اس پر ننگی اور فحش بے حیا فلمیں دیکھی جاتی ہیں جن کے گھروں میں مالی کمزوریوں سے یہ خریدا نہیں گیا وہ ان دوسرے گھروں میں فلم بینی کے لیے خاص طور پر جمع ہو کر لڑکے اور لڑکیاں دیکھتے ہیں اور بعض شوقین لڑکے اور لڑکیاں تو روزانہ فلم دیکھنے کے اس قدر شوقین ہیں کہ اس کے بغیر ان کا چارہ ہی نہیں ان چیزوں کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے بھی ہیں۔ اس لیے سینما بینی، گانے بجانے، بے پردگی، بے حیائی سے اجتناب کیا جائے اور ان کی بجائے کتاب وسنت اور بزرگانِ دین کے حالات سے تعلیم لی جائے اور اپنے آپ کو محفوظ کیا جائے

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

تا کہ برائیوں کی ابتدا نہ ہو سکے۔

حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا ہے:

اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ. (المستدرک ۱:۱۸ رقم ۱۷۰)

حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایماندار جنت میں جائے گا اور بے حیائی بدی سے ہے اور بدکاری دوزخ میں ہے۔

اس لیے عورتوں اور مردوں کو یکساں حیاء کی ضرورت ہے اور ایمان کی مضبوطی حیاء ہے اور جس میں حیاء نہیں وہ ایمان میں کامل نہیں ہے۔

قرآن پاک میں دوسرے مقام پر یہ ارشاد ہوتا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (الاحزاب ۵۹:۳۳)

اے نبی ﷺ اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چہروں کے چھپانے کا حکم دیا چونکہ جسم انسانی کا سب سے زیادہ خوبصورت اور اعلیٰ مقام چہرہ ہوتا ہے اور چہرہ دیکھ کر ہی غلط میلان پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اس لیے حکم دیا گیا کہ عورتیں اپنے چہروں کو چھپا کر رکھیں تا کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور نہ غلط میلان آ سکے یہ تو حکم ہے عورتوں کو پردہ میں رہنے کا اب رہا گھروں میں رہتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے غیر مردوں کو غیر گھروں میں جانے کی بھی بے اجازت ممانعت کر دی ہے چونکہ عورتیں عام طور پر گھروں میں بے تکلیف سے رہتی ہیں کوئی غیر محرم نہیں ہوتا اس لیے اجنبی لوگوں کو حکم دیا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا. (النور ۲۷:۲۴)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور وہاں کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ. (الاحزاب ۵۳:۳۳)

اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔

اس طرح تمہارے نظر نہ پڑے گی اور نہ ان کی نظر تم پر پڑے گی اور فتنہ و فساد پیدا نہ ہوگا اور دل ناپاک خیالات و جذبات سے پاک رہیں گے۔

اور ایک مقام پر قرآن میں فرمایا:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ. (الاحزاب ۳۲:۳۳)

تو (اے عورتوں!) بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔

چونکہ عورتوں کی آواز میں قدرتی طور پر ایک نرمی اور نزاکت و حلاوت ہوتی ہے جو اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دے دیا کہ غیر مردوں سے جب گفتگو کرو تو نرم و نازک اور شریں لہجہ اختیار نہ کرو بلکہ اپنی آواز میں قدرے سختی اور روکھا پن

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

پیدا کرو تا کہ کوئی بد باطن غلط فہمی کا شکار ہو کر تم سے کوئی امید نہ وابستہ رکھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے آپ کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ نے پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر دیا حالانکہ حضرت انس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص طور پر خادم تھے اور عزیزوں کی طرح آپ کے پاس رہتے تھے پھر بھی سیّدہ نے ان سے پردہ فرمایا اور سامنے نہ ہوئیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور سیّدہ کے پاکیزہ عمل سے معلوم ہوا کہ غیر محرموں کے روبرو ہونا فتنہ کا موجب ہو سکتا ہے۔

اہلِ اسلام غور کریں کہ ہماری فلاحیت اور عزت و آبرو کا تحفظ اسلامی پردہ میں ہے اور سیّدہ کا عمل ہمارے لیے عملی نمونہ ہے۔

سیّدۃ نساء العالمین وسیّدۃ نساء اہل الجنۃ

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَابُنَيَّةَ اِمَا تَرْضِيْنَ اَنَّكِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ قَالَتْ يَاَبَتِ فَاَيْنَ مَرْيَمُ ابْنَتِ عِمْرَانَ قَالَ تِلْكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا وَاَنْتِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِكِ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (حلیۃ الاولیاء ۲: ۴۲)

اے پیاری بیٹی کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تو سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہو سیّدہ نے عرض کیا مریم بنتِ عمران بھی تو ہیں فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور اللہ کی قسم تمہارے شوہر علی دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتِ خُوَيْلَدَ وَ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَ مَرْيَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ وَ اٰسِيَةُ بِنْتِ مَزَاحِمَ امْرَاَةِ فِرْعَوْنَ۔ (۱)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل عورتیں خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مریم بنتِ عمران اور آسیہ بنتِ مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ مجھ کو اجازت دیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کے لیے بخشش کی دعا کراؤں اور مغرب کی نماز ادا کروں اور پھر آپ کی خدمتِ اقدس میں اپنے لیے اور آپ کی بخشش کی دعا کراؤں والدہ محترمہ نے اجازت دے دی اور میں آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا مغرب کی نماز آپ کے ساتھ ادا کی پھر نوافل پڑھے اس کے بعد عشاء کی نماز ادا کی جب آپ نماز عشاء کے بعد فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا آپ نے میرے قدموں کی آواز سن کر فرمایا کہ اے میرے پیچھے آنے والے حذیفہ تو نہیں میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا:

مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ تُسَلِّمَ عَلَيَّ وَ يُبَشِّرُنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (۲)

تجھے کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو بخشے یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے اللہ سے میرے پاس آ کر سلام کرنے کی اجازت چاہی اور مجھے بشارت دے رہا ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(۱) مستدرک حاکم، ص: ۱۵۲، ج: ۳۔ (۲) مشکوٰۃ و ترمذی، ص: ۵۷۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

دوسری حدیث سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

اَلَا تَرْضِيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةُ نِسَاۤءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاۤءِ الْعَالَمِيْنَ (۱)

کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو جنتی عورتوں یا سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔

اور ایک حدیث حضرت انس بن مالک سے ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ نِسَاءِ اُمَّتِيْ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ (۲)

میری امت کی عورتوں میں بہترین میری بیٹی فاطمہ ہے۔

امام مالک سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ سیّدہ عائشہ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ سیّدہ فاطمہ کو جو مقام مصطفیٰ علیہ السلام سے ملا اور جو نسبت آپ کو حاصل ہے وَلَا اَفْضَلَ عَلٰى بِضْعَةٍ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَحَدًا اس لیے سیّدہ جگر گوشہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی اور کو فضیلت نہیں مل سکتی۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا ہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں خود سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا نے بھی اس بات کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ سیّدہ فاطمہ زہرا کی افضلیت کے اکمل ہونے میں کچھ شک نہیں۔ یہ ایک ایسا اعلیٰ وارفع شرف و کمال ہے جو کسی بھی دوسری شخصیت کو حاصل نہیں ہے اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ سیّدہ فاطمہ اوّلین و آخرین میں تمام عورتوں سے افضل ہیں۔

وَالَّذِيْ اَمِيْلُ اِلَيْهِ اَنَّ فَاطِمَةَ الْبَتُوْلُ اَفْضَلُ النِّسَاۤءِ الْمُتَقَدِّمَاتِ وَالْمُتَاَخِّرَاتِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهَا بَضْعَةُ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ بَلْ وَمِنْ حَيْثِيَّاتِ اُخَرْ۔ (۳)

میرا موقف یہ ہے کہ سیّدہ فاطمہ الزہرا بتول گزشتہ اور آئندہ دونوں زمانوں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ وہ رسول نبی کریم ﷺ کے جگر پارہ ہیں یہ ایک ہی نہیں بلکہ اور کئی وجوہات خاصہ ہیں۔

علامہ سیّد محمود آلوسی علیہ الرحمہ صاحب تفسیر روح المعانی نے نہایت واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ اوّلین و آخرین تمام عورتوں پر سیّدہ بنت رسول اللہ ﷺ کو فضیلت حاصل ہے مزید برآں کہ جن کے ابا جان محبوب رب العالمین اور سیّد اوّلین و آخرین ہیں ظاہر ہے ان کی وہ شہزادی جنہیں تمام اہل جنت کی عورتوں پر سرداری حاصل ہے اوّلین و آخرین کی عورتوں کی بھی سردار ہیں۔

''برآنکہ ایں حدیث دلالت دارد بر فضل فاطمہ بر تمامہ نساء مومنات حتی از مریم و آسیہ خدیجہ و فاطمہ، یہ حدیث پاک دلالت کرتی ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تمام مسلمان عورتوں پر فضیلت ثابت ہے یہاں تک کہ حضرت مریم حضرت آسیہ حضرت خدیجہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھن پر بھی (۴)

مادر آں مرکز پر کار عشق — مادر آں قافلہ سالارِ عشق
مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آں امام اوّلین و آخرین
بانوے آں تاجدارِ ھَلْ اَتٰی — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

(اقبال)

(۱)، (۲) مشکوۃ و ترمذی: ص: ۵۷۰ (۳) مسند احمد، ج:۲ ص:۸۶ (۴) اشعۃ اللمعات، ج:۴، ص:۳۸۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیّدہ سے والہانہ محبت

حضرت جمیع ابن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ. قَالَتْ: زَوْجُھَا (۱)

میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب یعنی پیارا کون ہے؟ تو سیّدہ نے فرمایا حضرت فاطمۃ الزہرا۔ پھر میں نے کہا :مردوں میں سے کون زیادہ پیارا ہے؟ تو فرمایا: ان کے شوہر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ اَحَبُّ النِّسَآءِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِیٌّ (۲)

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عورتوں میں سے زیادہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ محبوب تھے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَبَّلَ نَحْرُ فَاطِمَۃَ وَقَالَ مِنْھَا اَشُمُّ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ (۳)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تھے تو فاطمہ کا گلا چومتے تھے اور فرماتے تھے میں اس سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور فرماتے مجھے اپنی اس بیٹی سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

یہ ہے شان سیدہ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بلکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔

اِنِّیْ وَاِیَّاكَ وَھٰذَیْنِ وَھٰذَا... فِیْ مَکَانٍ وَّاحِدٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

آنحضرت با فاطمۃ خطاب کرد من و تو و علی و حسن و حسین در یک مقام و مکان خواہیم بود (۴)

میں اور بیٹی فاطمہ تو اور تیرا شوہر علی اور حسنین کریمین جنت میں اس مقام اور اسی محل میں اکٹھے ہوں گے جہاں میرا مقام ہوگا۔

تعظیمِ سیّدہ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اِذَا دَخَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلَیْھَا فَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِھَا فَقَبَّلَتْہُ وَ اَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا. (۵)

جب بھی فاطمہ زہرا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور علیہ السلام کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور سیّدہ زہرا پر بوسہ دیتے تھے اور اپنے پاس بیٹھا لیتے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گھر تشریف لاتے تو سیّدہ زہرا آپ کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتی تھیں اور آپ کو بوسہ دیتیں اور اپنے پاس بٹھا لیتیں۔

(۱) ترمذی۔ مستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۱۶۰۔ (۲) نور الابصار (۳) مسند احمد، ج:۲، ص:۸۳۔ (۴) اشعۃ اللمعات (۵) ترمذی، مستدرک، ج:۳، ص:۱۶۰،

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود محبوب رب العالمین سرکار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اپنی شہزادی کی عزت افزائی کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے جس کی عزت و تکریم کے لیے تاجدارِ ختم نبوت کھڑے ہو جائیں گویا کائنات اس کی تعظیم کے لیے کھڑی ہوگئی پھر ایسی عظیم سیّدہ کی عظمت و مقام واحترام و عزت کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔

سیّدہ کی خوشی و ناراضگی، اللہ تعالیٰ کی خوشی و ناراضگی

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَفِیْ رِوَایَةٍ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا (۱)

فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔ اور اضطراب میں ڈالے گی مجھے وہ چیز جو اس کو اضطراب میں ڈالے اور دوسری روایت میں ہے کہ مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو اس کو تکلیف دے۔

دوسری حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَغْضِبُ بِغَضَبِ فَاطِمَةَ وَیَرْضٰی بِرَضَاءِهَا (۲)

بے شک اللہ تعالیٰ فاطمہ کے غضب ناک ہونے سے غضبناک ہو جاتا ہے اور اس کے راضی ہونے پر راضی ہو جاتا ہے۔

الفتِ سیّدہ منافع امت

حضرت زادان رضی اللہ عنہ نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہے اے سلیمان یاد رکھو!

مَنْ اَحَبَّ فَاطِمَةَ بِنْتِیْ فَهُوَ فِی الْجَنَّةِ مَعِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهَا فَهُوَ فِی النَّارِ یَا سَلْمَانُ حُبُّ فَاطِمَةَ یَنْفَعُ فِیْ مِائَةٍ مِنَ الْمَوَاطِنِ اَیْسَرُ ذٰلِكَ الْمَوْتِ الْقَبْرِ وَالْمِیْزَانِ وَ الصِّرَاطِ وَالْمُحَاسَبَةِ فَمَنْ رَضِیَتْ عَنْهُ بِنْتِیْ فَاطِمَةُ رَضِیْتُ عَنْهُ وَمَنْ رَضِیْتُ عَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَمَنْ غَضِبَتْ بِنْتِیْ فَاطِمَةُ عَلَیْهِ غَضِبْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ غَضِبْتُ عَلَیْهِ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَا سَلْمَانُ وَیْلٌ لِمَنْ یَظْلِمُهَا وَیَظْلِمُ بَعْلَهَا عَلِیًّا وَوَیْلٌ لِمَنْ یَظْلِمُ ذُرِّیَتَهَا۔

جو کوئی میری بیٹی فاطمہ سے محبت رکھے وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو کوئی اس کے ساتھ دشمنی کرے وہ جہنم میں جائے گا اے سلیمان میری بیٹی فاطمہ کی الفت سو جگہ نفع پہنچاتی ہے کہ ان جگہوں میں زیادہ سہل مقامات موت اور قبر اور میزان اور صراط اور حساب قیامت ہیں جس شخص سے میری بیٹی فاطمہ خوش ہوگی میں اس سے خوش ہوں گا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہوگا اور جس کسی سے میری بیٹی فاطمہ ناراض ہے میں بھی اس سے ناراض ہوں جس سے میں ناراض ہوں اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض اور غضب ناک ہے۔ اے سلیمان! اور اس شخص پر جو اس پر ظلم کرے اور اس کے شوہر علی المرتضیٰ پر ظلم کرے اور اس پر جو ان کی اولاد پر ظلم کرے ان کے لیے ویل ہے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

(۱) بخاری، ص:۵۳۲، مسلم، ج:۲۹۸، ترمذی، ج:۱ (۲) مستدرک، ص:۱۵۶، مدارج النبوت،
(۳) الحیات، ج:۱، ص:۱۰۵، سوانح کربلا، مستدرک حاکم، نزہۃ المجالس۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

قیامت کے دن نداء ہوگی اہلِ محشر اپنی نگاہوں کو جھکا لو فاطمہ بنتِ رسول کا ستّر ہزار حوروں کے ساتھ گزر ہو رہا ہے

حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزِ قیامت ایک نداہوگی۔

اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ نَادٰی مُنَادٍ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ یَا اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَمُرَّ وَمَعَهَا سَبْعُوْنَ الْجَارِیَةَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ کَالْبَرَاقِ

قیامت کے دن ایک نداء کرنے والا ندا کرے گا پردہ میں سے اے محشر والو! اپنی نگاہوں کو جھکا لو یہاں تک کہ سیّدہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزر جائیں چنانچہ سیّدہ ستر ہزار حوروں کے ساتھ براق کی طرح تیزی سے گزر جائیں گی۔

وصالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدمہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں آپ نے دیکھا تو فرمایا مرحبا میری بیٹی اور پیار و محبت سے اپنے پاس بٹھا کر آہستہ آہستہ ان سے کچھ باتیں کیں جن کو سن کر سیّدہ زار و قطار رونے لگیں جب آپ نے ان کے غم اور دکھ کو دیکھا تو پھر ان سے آہستہ آہستہ باتیں کیں تو پھر آپ ہنسنے لگیں سیّدہ ام المؤمنین فرماتی ہیں میں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام نے آپ سے کیا گفتگو فرمائی جس سے آپ روئیں اور بعد میں آپ ہنسیں۔ سیّدہ نے فرمایا میں آپ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی جب حضورِ اقدس علیہ السلام انتقال کر گئے تو میں نے سیّدہ کو قسم دے کر کہا کہ تم مجھے ضرور بتاؤ کہ تم پر سیّدِ عالم علیہ السلام نے کیا ظاہر کیا تھا۔ سیّدہ نے کہا مجھے پہلی مرتبہ ابا جان نے فرمایا تھا میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں تم سے جدا ہونے والا ہوں بیٹی صبر کرنا اور خدا سے ڈرتے رہنا تو میں رو پڑی جب زیادہ غمگین ہوگئی تو آپ نے فرمایا بیٹی کیا تم کو خوشخبری نہ دوں جس سے تمہارا غم دور ہو جائے میں نے کہا ابا جان جی ہاں آپ نے فرمایا:

اَلَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِنِّیْ اَوَّلَ بَیْتِهٖ اَتْبَعَهٗ. فَضَحِکْتُ (۱)

کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور فرمایا کہ میری اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے تم ہی آ کر ملو گی۔ یہ سن کر میں خوش ہوگئی اور ہنسنے لگی۔

حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف پر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو صدمہ پہنچا وہ بیان سے باہر ہے خود شیرِ خدا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ سیّدِ عالم علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد سیّدہ فاطمہ اکثر روتی اور فرمایا کرتی تھیں ہائے ابا جان جِنَانُ الْخُلْدِ رَبُّهٗ یُکْرِمُهٗ رَبُّهٗ یُسَلِّمُ عَلَیْهِ یعنی رب کو پیارے ہو گئے خلد کے باغات میں آرام پذیر ہو گئے ان کا رب ان کی تکریم اور ان پر سلام بھیج رہا ہے۔

(۱) مشکوٰۃ و مستدرک

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

قبرِ مصطفیٰ ﷺ پر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال

ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْ قُبْضَةً مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ فَوَضَعَتْهُ عَلٰى عَيْنَيْهَا وَبَكَتْ وَأَنْشَدَتْ:

مَاذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدَا
أَنْ لَّا يَشَمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا قبرِ اقدس پر آئیں اور ایک مٹھی خاک لے کر قبرِ اقدس سے اپنی آنکھوں پر رکھی اور بہت روئیں اور یہ کہا:
جس کو احمد ﷺ کے مزارِ اقدس کی خوشبودار مٹی ملے اس کو زمانہ بھر کی خوشبوئیں پسند نہیں آئیں گی آپ کے وصال کے بعد جو سخت مصیبتیں مجھ پر آئی ہیں میں اگر وہ دنوں پر آ جاتیں تو وہ راتیں ہو جاتے۔[1]

جب سیّدہ فاطمہ دوسری مرتبہ قبرِ اطہر پر حاضر ہوئیں تو وہ شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔
جب شوقِ ملاقات شدت کی صورت اختیار کر جاتا ہے تو روتے ہوئے آپ کی قبرِ اقدس کی زیارت کو آ جاتی ہوں اور شکوہ کرتی ہوں، اور جب دیکھتی ہوں کہ آپ جواب نہیں دیتے۔

☆ اے قبرِ انور میں آرام فرمانے والے میری گریہ وزاری دیکھ ان تمام مصائب میں تیری یاد ہی میرا سکونِ قلب ہے۔
☆ اگرچہ آپ بظاہر مجھ سے خاکِ قبر میں غائب ہیں مگر میرے قلب حزیں سے غائب نہیں۔
☆ میری جان درد وغم اور رنج والم میں گھر گئی ہے اے کاش یہ جان درد وغم کے ساتھ نکل جاتی۔
☆ آپ کے بعد جینے میں کوئی بہتر نہیں ہے اور میں نہیں روتی مگر اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی لمبی نہ ہو جائے۔[2]

سیّدہ کے گریہ وغم میں جہان کی شرکت

حضورِ اقدس ﷺ کے وصال کی جدائی کے صدمہ میں آپ اس قدر غمگین تھیں کہ آپ کے رنج وغم اور گریہ وزاری سے دوسرے لوگ بھی بہت متاثر ہوئے چنانچہ سیّدہ ہند بنتِ اثاثہ نے حضور سیّدِ عالم ﷺ کے وصالِ اقدس پر جو اشعار سیّدہ کی طرف منسوب کر کے کہے ان کا ترجمہ یہ ہے:

☆ اے فاطمہ اس وصال پانے والے کے صدمہ پر تیرے رونے نے میرے بال سفید کر دیے اور مجھ کو ضعیف کر دیا۔
☆ اے فاطمہ صبر کرو بے شک تمہارے غم نے دور کے لوگوں کو بھی غمزدہ کر رکھا ہے۔
☆ اور خشکی وتری والے سب اس میں شریک ہیں اس غم ومصیبت نے کسی کو تنہا نہیں چھوڑا۔

(طبقات ابن سعد: ۳۷۰)

---

(۱) مدارج النبوت، ج: ۲، ص: ۴۴۲ (۲) مدارج النبوت، ج: ۲، ص: ۴۴

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

سیّدہ کی گود میں اونٹنی نے جان دے دی

حضور سیّدِ عالم کی اونٹنی نے آپ کے وصالِ اقدس کی جدائی کے صدمہ میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا چنانچہ ایک رات سیّدہ کو یہ اونٹنی ملی تو اس نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلَكِ حَاجَةٌ اِلٰى اَبِيْكِ فَاِنِّيْ ذَاهِبَةٌ اِلَيْهِ فَبَكَتْ فَاطِمَةُ وَ جَعَلَتْ رَأْسَهَا فِيْ حِجْرِهَا حَتّٰى مَاتَتْ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكَفَّنَتْهَا فِيْ عُبَاءٍ وَدَفَنَتْهَا ثُمَّ كَشَفُوْا عَنْهَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهَا اَثَرًا (۱) (نزهة المجالس: ۲:۱۸۶)

اے رسول اللہ ﷺ کی شہزادی تجھ پر سلام ہو کیا آپ اپنے باپ کو کوئی پیغام دینا چاہتی ہیں تو دے دیں میں ان کے پاس جا رہی ہوں اتنا سننا تھا کہ سیّدہ زار و زار رونے لگیں یہ حال دیکھ کر اونٹنی نے اپنا سر سیّدہ کی گود میں رکھ دیا، اور اسی وقت اونٹنی جان بحق ہو گئی۔ تو پھر اس کو کفن دے کر دفنا دیا گیا تین یوم کے بعد قبر کھولی گئی تو وہاں اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔

یوم محشر خون آلود قمیص اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ ایسے حال میں میدانِ قیامت میں آئے گی۔

وَمَعَهَا ثِيَابٌ مَخْضُوْبَةٌ بِالدَّمِ تَتَعَلَّقُ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ تَقُوْلُ يَا حَكَمُ اُحْكُمْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مَنْ قَتَلَ وَلَدِيْ فَيَحْكُمُ اللّٰهُ بِبِنْتِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

(الحیات، ۱:۱۰۸)

کہ ان کے ہمراہ بہت سے کپڑے ہوں گے جو لہو سے رنگین ہوں گے اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا عرش کے ایک ستون کو پکڑ کر عرض کریں گی اے احکم الحاکمین میرے اور میرے فرزندوں کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرما قسم ہے پروردگار کعبہ کی کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا۔

دوسری حدیث حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد عالم علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ يَا اَهْلَ الْقِيٰمَةِ اُغْضُوْا اَبْصَارَكُمْ بِتَجُوْزَ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ مَعَ قَمِيْصٍ مَخْضُوْبٍ بِدَمِ الْحُسَيْنِ فَتَحْتَوِيْ عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ فَتَقُوْلُ اَنْتَ الْجَبَّارُ الْعَدْلُ اَقْضِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مَنْ قَتَلَ وَلَدِيْ فَيُقْضٰى اللّٰهُ بِبِنْتِيْ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَشْفِعْنِيْ فِيْمَنْ بَكٰى عَلٰى مُصِيْبَتِهٖ فَيُشَفِّعُهَا اللّٰهُ فِيْهِمْ (الحیات، ج:۱، باب فاطمۃ الزھرا)

جب روزِ قیامت ہو گا تو وسطِ عرش سے ایک منادی ندا کرے گا اے اہلِ محشر اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہ بنتِ محمد ﷺ خونِ حسین سے رنگین شدہ قمیص کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے گزر جائیں پس فاطمہ ساقِ عرش کو پکڑ کر عرض کریں گے اے اللہ تو جبار اور عادل ہے میرے فرزند حسین کے قاتلوں کے اور میرے درمیان فیصلہ کر پروردگار کعبہ کے رب کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا اس کے بعد فاطمہ عرض کریں گی اے اللہ جو لوگ میرے حسین پر روئے ہیں مجھ کو ان کا شفیع مقرر کر تب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے حق میں شفیع کرے گا۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

سیّدہ کا وصال

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا جان سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں چھ ماہ رو رو کر بڑی مشکل سے دن پورے فرمائے یوم وصال سیّدہ نے خود غسل فرمایا اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور نماز ادا کی بعد ازاں اپنا داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو لیٹ گئیں اور فرمایا میں اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہی ہوں ۳ رمضان المبارک شب سہ شنبہ کو ہجر و فراق و درد و غم کی کٹھن منزلوں سے گزر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر پارۂ اقدس ان سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (۱)

سیّدہ کی جدائی اور سیّدنا علی المرتضیٰ

اس عظیم وصال مبارک پر سیّدین حسنین کریمین عظیمین اپنی امی جان کو رو رو کر یاد کرتے رہے کہ نانا جان کے وصالِ مقدس کو آج امی جان نے یاد کرا دیا ہے شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بھی روتے رہے اور آپ نے شہزادوں کو صبر کی تلقین فرمائی اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا کی طرف منسوب کر کے اس طرح فرمایا:

حَبِیْبٌ لَیْسَ یَعْدَ لَہٗ حَبِیْبٌ
وَمَا سِوَاہُ فِیْ قَلْبِیْ نَصِیْبٌ

مجھ سے وہ پیارا جدا ہوا جس کے بعد اب کوئی محبوب ہی نظر نہیں آتا اور میرے دل میں اس کے سوا کسی کا حصہ بھی نہیں۔

(تاریخ ابن عساکر ۶۹:۱۱۸)

اَرٰی عِلَلَ الدُّنْیَا عَلَیَّ کَثِیْرَۃً وَصَاحِبُہَا حَتَّی الْمَمَاتِ عَلِیْلٌ

دنیا کے امراض بہت دیکھتا ہوں اور مریض بلکہ موت بھی بیمار نظر آتا ہے۔

لِکُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِیْلَیْنِ فُرْقَۃٌ
وَکُلُّ الَّذِیْ دُوْنَ الْفِرَاقِ قَلِیْلٌ

میرا اجتماع میں فراق ضروری ہے اور ہر وصل سوائے فراق کے کم ہے۔

وَاِنَّ افْتِقَادِیْ فَاطِمَۃَ بَعْدَ اَحْمَدَ
دَلِیْلٌ عَلٰی اَنْ لَّا یَدُوْمَ خَلِیْلٌ

اور سیّدہ فاطمہ کی جدائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دلیلِ ظاہر علامتِ باہر ہے کہ کسی کا محبوب ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہتا۔ (۲)

(۱) مستدرک حاکم، ج:۳، ص:۱۶۳ (۲) المستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۱۶۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

سیّدہ کی اولادِ طاہرہ

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بطنِ اقدس سے حضرت سیّدنا امام حسن، سیّدنا امام حسین، سیّدہ ام کلثوم، سیّدہ زینب تولد ہوئے اس پر تو اتفاق ہے لیکن بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک محسن اور رقیہ بھی پیدا ہوئے لیکن صغرسنی میں انتقال کر گئے حضرت سیّدہ ام کلثوم کا نکاح سیّدنا عمر فاروق سے ہوا ان کے بطن سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے حضرت فاروق اعظم کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیار سے ہوا ہکذا فی البخاری مناقبِ فاطمہ۔ اور زید بن عمر کا انتقال اس روز ہوا جس روز ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا ہوا تھا بنوعدی کسی بات پر جھگڑ رہے تھے زید صلح کرانے کے لیے تاریکی میں نکلے ان کی کوئی شناخت نہ کر سکا ایک شخص کی ضرب ان کے سر پر لگ گئی مضروب ہو کر راہگیرِ عالم بقا ہوئے۔ سیّدہ زینب بنتِ فاطمہ کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا میدانِ کربلا میں اپنے برادرِ مکرم و معظم سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں گرفتاری کے بعد بھی انہوں نے نہایت صبر و استقامت سے جملہ مصائب کو برداشت فرمایا اور اہلِ بیت حسینی کی نگہبانی فرمائی اور اپنے لختِ جگر کو بھی قربان کر دیا۔ (۱)

آیۂ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

سیّدنا امام حسن و سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں تفصیلی بیان ان کے باب میں ہے۔

سیّدہ کی نمازِ جنازہ

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا وصال شب سہ شنبہ تیسری رمضان ۱۱ھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد واقع ہوا یہی قول مشہور و صحیح ہے اور بھی کئی قول ہیں لیکن وہ درجہ صحت سے دور ہیں اور بقیع شریف میں رات کے وقت دفن ہوئیں ان کی نماز جنازہ ایک قول سے حضرت علی اور ایک قول سے حضرت عباس نے پڑھائی بعض لوگ کہتے ہیں کہ دوسرے دن ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور دیگر اصحاب نے حضرت علی المرتضیٰ سے شکایت کی کہ ہمیں کیوں خبر نہ کی ہم بھی نماز کا شرف پاتے حضرت علی المرتضیٰ نے عذر خواہی میں فرمایا میں نے فاطمہ کی وصیت کی بنا پر ایسا کیا کہ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو رات کو دفن کرنا تا کہ نامحرموں کی آنکھیں میرے جنازہ پر نہ پڑیں۔ اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان اور عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن العوام بھی شریک ہوئے سیّدنا علی المرتضیٰ نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ آپ نمازِ جنازہ پڑھائیں حضرت نے فرمایا کیا میں آپ کے ہوتے ہوئے آگے بڑھوں سرکار نے فرمایا ہاں میں اجازت دیتا ہوں آپ سیّدہ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔

فَصَلّٰی اَبُوْبَکْرِ ن الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَبَّرَ عَلَیْہَا اَرْبَعًا۔ (۲)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی۔

---

(۱) الحیات والجواہر، ج:۱، ص:۱۰۸
(۲) مدارج النبوت، طبقات ابن سعد، ج:۸، ص:۲۹، ترتیب الشرائع، ص:۳۱۳، شرح نہج البلاغہ، ص:۱۰۰۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ ناممکن ہے کہ خلیفۂ اوّل اور دیگر اصحاب عظام ایسی عظیم شخصیت کے نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہوتے یہ محض اصحاب کی عداوت کی بناء پر مشہور کر رکھا ہے۔ جہاں تک سیّدہ کے پردہ کا تعلق ہے تو وہ باوجود اس کے کہ رات کو جنازہ تاریکی میں اٹھایا گیا اور نماز جنازہ بھی پڑھی گئی اور جنازہ کی چارپائی پر کھجوروں کی سبز ٹہنیاں اس طرح لگائی گئیں جیسے کوہان ہوتی ہے ایسی صورت میں کیسے بے پردگی ہو سکتی تھی جب بے پردہ ہونے کی ہیت تک نہیں تو اس امر کی دلیل اصحاب کے شریک نہ ہونے میں کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے۔

سیّدہ کا مرقدِ اقدس

سیّدہ کے محلِ دفن میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ آپ کا مرقد بقیع میں حضرت عباس کے قبہ میں ہے جہاں تمام اہلِ بیت نبوت آسودہ ہیں اور بقیع کے تمام مزارات اور قبوں کو مخالفین نے اپنے دورِ استبداد ۱۳۴۳ھ میں شہید کر دیا اور بعض نے کہا ہے کہ ان کا مدفن ان کے گھر ہی میں ہے جو کہ مسجدِ نبوی شریف میں ہے جو قبہ عباسی کے نام سے منسوب ہے اور شرقی جانب ہے امام غزالی نے بقیع کی زیارت میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اس میں نماز پڑھنے کی وصیت فرمائی ہے اور بعض اور حضرات نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ ''بیت الحزن'' کے نام سے مشہور ہے کیونکہ سیّدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے غم وجدائی کی مصیبت کے زمانہ میں لوگوں کی صحبت سے پریشان ہو کر تنہائی اختیار کر کے اس جگہ قیام پذیر ہو گئی تھیں نیز کہتے ہیں کہ اس جگہ ایک گھر ہے جسے علی المرتضیٰ نے بقیع میں لیا تھا (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ) پہلا قول صحیح ہے اور اخبار و آثار کے موافق ہے۔ (۱)

مسعودی نے ''مروج المذھب'' میں بیان کیا ہے کہ امام حسن، امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق کی قبروں کی جگہ میں ایک پتھر پاتے ہیں جس پر لکھا ہوا ہے: **هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَقَبْرُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ**

اس پتھر کا ظہور ۳۴۰ھ میں ہوا امام المسلمین سیّدنا حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دفن کے قصہ میں مروی ہے انہوں نے وصیت کی تھی کہ اگر لوگ مزاحمت نہ کریں تو مجھے نانا جان کے پاس دفن کرنا ورنہ پھر بقیع میں میری امی جان کے پہلوئے اقدس میں دفن کرنا غرض آپ کی قبر شریف میں یہی مختار ہے محب طبری ذخائر العقبیٰ میں نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایک مردِ صالح نے جو میرے ساتھ خدا کے لیے اخوت رکھتا تھا خبر دی کہ جب شیخ ابوالعاص مرسی جو کہ شیخ ابوالحسن شاذلی کے شاگرد ہیں وہ بقیع کی زیارت کرتے تو وہ حضرت عباس عم الرسول کے قبہ کے آگے کھڑے ہو کر۔ **سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا** پر سلام پڑھتے تھے اور فرماتے ہیں کہ شیخ پر اسی جگہ قبرِ اطہر منکشف ہوئی اور فرماتے ہیں کہ عرصہ دراز تک اس بنا پر کہ جو اعتقاد مجھے حضرت شیخ سے ملا اسی اعتقاد پر قائم رہا یہاں تک کہ میں نے وہ روایت ابن عبدالبر سے جو امام حسن کے انتقال کے قصہ میں منقول ہے دیکھی اس کے بعد شیخ نے جو خبر کشف سے دی تھی اس پر میرا اعتقاد زیادہ ہو گیا اور فرمایا حدیث کی صحت مجھ پر شیخ کے کشف سے ثابت ہوئی اور حدیث کے مطابق شیخ کا کشف صحیح پایا۔ واللہ اعلم۔ اتفاق اسی پر ہے کہ سیّدہ کی قبرِ اقدس بقیع میں ہے اور امام حسن، زین العابدین اور عم الرسول عباس رضی اللہ عنہم کی قبورِ منورہ ان کے پہلو بہ پہلو ہیں (۲)

(۱)، (۲) مدارج النبوت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

رشتۂ آئینِ حق زنجیرِ پاست
پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفیٰ است
ورنہ گرد تربتش گردیدمے
سجدہ ہا بر خاکِ او پاشیدمے

علامہ اقبال سیالکوٹی فرماتے ہیں۔ میرے پاؤں میں قانونِ خداوندی کی زنجیر ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کا پاس ہے ورنہ میں سیدہ فاطمۃ الزہرا خاتونِ جنت کے مزارِ اقدس کا طواف کرتا اور آپ کی قبرِ اقدس پر سجدے کرتا۔ (۱)

(۱) رموزِ اقبال

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ۵

ا۔ اہلِ بیتِ نبوت در آیۂ مودّت

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى.
(الشوریٰ:۲۵)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

اس آیتِ شریفہ میں حضور مصطفیٰ ﷺ کی زبانِ مبارک سے قرآن میں فرمایا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب ان کو فرما دیجئے کہ میں تم سے کوئی مال، دولت ساز و سامان اس تبلیغ وہدایت کے بدلے نہیں مانگتا بلکہ میں تم سے اپنی اہلِ قرابت کی محبت مانگتا ہوں جس پر تمہاری کوئی قیمت خرچ نہیں ہو رہی صرف ان کی محبت تمہاری فلاحیت کے لیے چاہتا ہوں اسی آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا: یا سیّدی رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں وہ کون ہیں جن کی محبت کا خدا نے اور رسول نے قرآن میں حکم فرمایا ہے چنانچہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ نبوت نے بارگاہِ نبوت سے جب پوچھا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَوَلَدَاهُمَا [1]

یا رسول اللہ! وہ آپ کے قریبی کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب فرمائی گئی ہے فرمایا: علی و فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (حسن وحسین)۔

اَنَّهُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ. قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ فَقَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا [2]

جب یہ آیت نازل ہوئی تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے کون سے قرابت والے ہیں جن کی محبت ومودت ہم پر فرض کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا علی فاطمہ اوران کے دونوں شہزادے۔

(۱) زرقانی علی المواہب، ج:۷، ص:۲۰ (۲) تفسیر درمنثور، ج:۶ ص:۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ تَلَا وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِيْ اِبْرَاهِيْمَ. ثُمَّ قَالَ اَنَا اِبْنُ الْبَشِيْرِ وَاَنَا ابْنُ النَّذِيْرِ ثُمَّ قَالَ وَاَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِيْنَ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَوَدَّتَهُمْ وَمَوَالَاتَهُمْ فَقَالَ فِيْمَا اَنْزَلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى.(۱)

جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو مجھے پہچانتا ہی ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن محمد ہوں۔ فرزند رسول اللہ ﷺ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی: وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ الایہ پھر فرمایا: اور میں نے تو اپنے باپ دادا ابراہیم کے دین کی پیروی کر رکھی ہے میں بشیر ونذیر کا فرزند ہوں اور میں اہلِ بیتِ نبوت سے ہوں جن کی محبت و دوستی اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائی ہے اور اس کے متعلق اس نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: فرمادیجیے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت داروں کی محبت چاہتا ہوں۔

قرآن کی آیت شریفہ اور مفسرین کرام علیہم الرحمہ کی تفاسیر سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدہ فاطمۃ الزہرا اور سیدین حسنین وکریمین رضی اللہ عنہم کو انتہائی شرف اور منفرد مقام حاصل ہے اور ان کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن میں بیان فرمادیا ہے۔

۲۔ عظمتِ اہلِ بیت در آیۂ مباہلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور سید العالمین ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بغرضِ مناظرہ حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ ہیں جو کنواری بتول مریم علیہا السلام کی طرف القا کئے گئے تھے۔ وہ کہنے لگے وہ تو اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ کہنے لگے آپ نے کوئی ایسا بندہ بھی دیکھا ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو؟ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر یہی دلیل ان کے بیٹے (ابن اللہ) ہونے کی ہے تو پھر مجھے بتاؤ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق تمہیں بدرجہ اولیٰ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کیونکہ وہ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو پھر بھی والدہ محترمہ ہیں اب باوجود اس کے کہ ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں تھا محض ایک ہٹ دھرمی کرتے ہوئے جھگڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ مباہلہ کرلو جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا اور جو غلط ہوگا وہ تباہ ہو جائے گا تمہارے اور ہمارے سچے وجھوٹے عقیدہ کا پتہ چل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مباہلہ کے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ. (آل عمران: ۶۱)

تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہارے جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(۱) صواعق محرقہ، ص: ۱۶۸۔ جلالین، ج ۲، ص: ۳۲۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس عیسائی وفد نے یہ سن کر کہا کہ اچھا ہم کو تین دن کی مہلت دے دیں سرکار آقا دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین یوم کی مہلت بھی ان کو دے دی جب تین روز گزر گئے تو وہ عیسائی نہایت شاندار پوشاکیں پہن کر اور اپنے بڑے بڑے پادریوں کو ساتھ لے کر آ گئے۔ ادھر حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عظیم شان وشوکت سے تشریف لائے کہ گود میں سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دائیں طرف آپ کا ہاتھ مبارک پکڑے ہوئے سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں اور خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم دونوں پیچھے پیچھے ہیں اور حضور علیہ السلام ان سے فرما رہے تھے کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔
پھر حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ. اے اللہ یہ میری اہل بیت ہیں۔

عیسائیوں کے سب سے بڑے پادری نے جب یہ حسین منظر دیکھا تو پکار اٹھا اور کہنے لگا اے عیسائیو!

اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْھًا لَوْسَاَلُوا اللّٰہَ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا مِّنْ مَکَانِہٖ لَاَزَالَہٗ مِنْ مَّکَانِہٖ تُبْتَھِلُوْا فَتَھْلِکُوْا وَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَقَالُوْا: یَا اَبَا الْقَاسِمِ! قَدْ رَاَیْنَا اَلَّا نُلَاعِنَکَ وَاَنْ نَتْرُکَکَ عَلٰی دِیْنِکَ وَنَتْرُکُنَا عَلٰی دِیْنِنَا. (تفسیر بغوی ۱:۳۱۰)

بیشک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے سوال کریں کہ وہ پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے پہاڑوں کو ہٹا دے گا۔ خدا کے لیے ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ پس انہوں نے کہا اے ابو القاسم ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے آپ اپنے دین پر رہیں اور ہمیں اپنے دین پر رہنے دیں۔

پھر انہوں نے کچھ جزیہ دے کر صلح کر لی حضور محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خدا کی قسم عذاب خداوندی ان کے قریب آ گیا تھا اگر مباہلہ ہو جاتا تو یہ سب بندر اور سور بن جاتے اور ان کا جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران کے پرند و چرند تک نیست و نابود ہو جاتے۔

آیت شریفہ اور تفاسیر و احادیث سے ثابت ہوا کہ اہلِ بیتِ نبوت کی شان وعظمت کس قدر بلند ہے۔ واضح رہے کہ یہ مباہلہ کی صورت ۱۰ ھ کو پیش آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس وقت چار صاحبزادیوں میں سے صرف ایک صاحبزادی سلام اللہ علیہا بظاہر دنیا میں حیات تھیں باقی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ ھ میں ہو چکا تھا اور سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ۹ ھ میں ہو چکا تھا اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ۸ ھ میں ہو چکا تھا لہٰذا ان کو ہمراہ نہ لے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا اور یہ خیال کرنا کہ ایک ہی بیٹی تھی جس کو لے گئے تھے بالکل دلیل نہیں بن سکتی جیسا کہ اس کا تفصیلی ذکر بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں بیان کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ آپ نے اس موقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیوں ہمراہ نہ لیا اگر صحابہ عظام کو نہیں لے گئے تو یہ تنقیص صحابہ وتوہین صحابہ کی بھی دلیل نہیں ہے صحابہ عظام نے عظیم معرکوں میں بے مثال قربانیاں دی ہیں جس کا کسی کو انکار نہیں ہاں اس موقعہ پر صحابہ عظام کو ساتھ نہ لے جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں جھوٹوں کے لیے عذاب اور ہلاک ہونے کی دعا تھی اگر آپ صحابہ کرام کو ہمراہ لے جاتے تو عیسائی کہہ سکتے تھے کہ شائد ان کو معاذ اللہ اپنی ہلاکت کا خطرہ پڑ گیا ہے اس لیے اپنے بچوں کو نہیں لائے

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اور ان کو بچالیا حالانکہ ان کے رب کا حکم ہے اس لیے حضور سیّد عالم ﷺ صرف اپنی اولاد کو ہی میدان میں لائے تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ آپ کو اپنی نبوت وصداقت کی حقانیت پر مکمل یقین ہے اگر (معاذ اللہ) ادنیٰ شبہ بھی ہوتا تو آپ اپنے بچوں کو لے کر نہ آتے یہ بھی پتہ چل گیا کہ عیسائیوں کو اپنے عقیدہ کی سچائی پر یقین نہیں تھا جبھی وہ مباہلہ سے اعراض کر گئے۔

۳۔ انعاماتِ الٰہیہ بر اہلِ بیتِ نبوت در آیاتِ ابرار

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیّدنا امام حسن وسیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے تو حضور مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ عظام ان کا حال دریافت کرنے کے لیے تشریف لائے تو کچھ صحابہ نے کہا اے علی المرتضیٰ آپ کوئی نذر مانیں تو حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا میں آج سے ہی نذر مانتا ہوں کہ میں اور میری زوجہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا شہزادوں کو آرام آنے پر تین روزے رکھیں گے شہزادوں کو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اب ان تین روزوں کی نذر پوری کرنی تھی جب روزہ رکھ لیا گیا تو شام افطاری کے لیے گھر پر کوئی چیز نہ تھی سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کسی سے بطور قرض کچھ جو لائے سیّدہ سلام اللہ علیہا نے ان کو چکی میں پیس کر آٹا تیار کیا شام کو جب کھانا تیار فرمالیا روزہ کی افطاری پانی سے فرمالی بعد نمازِ مغرب جب سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما دستر خوان پر کھانا رکھ کر تناول فرمانے لگے تو ابھی ایک لقمہ بھی کسی نے نہیں اٹھایا تھا کہ باہر دروازے سے آواز آئی اے نبی کے گھر والو میں مسکین ہوں بھوکا ہوں مجھے کچھ کھانے کو دیجئے ۔اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے خوانوں پر کھلائے گا یہ سن کر سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمام دستر خوان کا کھانا اٹھاؤ اور مسکین کے حوالے کر دو ہم پانی پی کر سو جائیں گے معلوم نہیں سائل کتنے دنوں کا بھوکا ہے سب کھانا اٹھالیا اور مسکین کو دے دیا اب دوسرا روزہ بھی پانی پی کر سحری کا وقت گزار لیا پھر جو پیس کر سیّدہ نے شام کو کھانا تیار کر لیا۔ افطاری پانی سے فرمائی بعد نمازِ مغرب جب کھانا دستر خوان پر رکھا اور یہ نفوسِ مقدسہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو ابھی ایک لقمہ بھی نہ اٹھایا تھا کہ باہر دروازے سے آواز آئی اے نبی کے گھر والو! میں یتیم ہوں اگر کچھ کھانے کو ہے تو دے دو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے علی المرتضیٰ ہم تو پانی سے وقت گزار ہی لیں گے خواہ کتنی بھوک لگی ہے تمام کھانا جو دستر خوان پر ہے اس یتیم کو دے آؤ آپ نے فرمایا ہاں چنانچہ سب کھانا اٹھا کر یتیم سائل کے سپرد کر دیا۔ رات گزر گئی اور سحری کے وقت پانی پی کر روزہ رکھ لیا سارے دن میں سیّدہ نے اسی طرح بڑی محنت کے بعد شام کو کھانا تیار فرمالیا بعد نمازِ مغرب جب کھانا دستر خوان پر رکھا گیا اور سب نفوسِ مقدسہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو کسی نے ابھی ایک لقمہ بھی نہ اٹھایا تھا کہ باہر دروازے پر آواز آئی اے نبی کے گھر والو! میں اسیر ہوں یعنی غلام ہوں بھوکا ہوں کچھ کھانے کو ہے تو دے دو۔ سیّدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے علی المرتضیٰ تین روزوں کی نذر تو پوری ہو گئی اور پانی پی کر وقت گزار لیا ہے میرا خیال یہی ہے کہ تمام کھانا سائل اسیر کو دے دیں۔ سیّدنا علی المرتضیٰ نے سارا کھانا اٹھایا اور اسیر کے حوالے کر دیا اب روزوں کی نذر تو پوری ہو ہی گئی لیکن بھوک سے چوتھا روز ہو گیا ہے شدت بھوک اور ضعف سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی۔ حضور سرورِ کون ومکان علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سیّدہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ میری شہزادی اور شہزادے حسنین عظمین اور ان کے ابا جان آج اتنے یوم سے بھوکے ہیں اور ان کو کوئی چیز کھانے کے لیے میسر نہ آئی آپ بے قرار ہو گئے اور آنکھوں سے

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

آنسو جاری ہو گئے آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اسی وقت جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت اقدس ہوئے اور صلوٰۃ وسلام کے بعد عرض کیا مبارک ہو اے اہلِ بیتِ نبوت مبارک ہو تمہاری ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آ گئی تم نے خود پانی پی کر روزے رکھے اور دروازہ پر سائلوں کو تین یوم تک خالی نہ موڑا اور سارا کھانا ان کے سپرد کر دیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں آیات نازل فرمائی ہیں:(۱)

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۞ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۞ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۞ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۞ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۞ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۞ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۞ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۞ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۞ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۞ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۞ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۞ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۞ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۞ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۞ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۞ (الدھر: ۷ تا ۲۲)

اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں۔ تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹھر اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا جو شیشے کی مثل ہو رہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے۔ ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہوگی۔ وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت اس کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی۔ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے۔ اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

۴۔ آیتِ فترضیٰ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ (الضحیٰ ۳۹:۵)

''اور آپ کا رب عنقریب آپ کو اتنا کچھ عطاء فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''

اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(۱) تفسیر خازن ومدارک التنزیل ج ۴ ص ۳۴۰۔ تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۷۶۳۔ روح البیان ج ۶ ص ۵۴۶۔ الریاض ج ۲ ص ۳۰۲۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

مِنْ رِضَاءِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَنْ لَا یَدْخُلَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ النَّارَ۔ (۱)

سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کی رضا میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کی اہلِ بیت میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

۵۔ آیتِ صدقہ خصوصی عمل

حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں بعض مالدار لوگ حاضر ہو کر غیر اہم باتوں میں مصروف رہتے اور اتنا وقت لیتے کہ دوسروں کو خصوصاً فقراء و مساکین کو مستفید ہونے کا موقع کم ملنے لگا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کو یہ بات ناگوار گزری۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ کم وقت لیا کریں اور فقراء و مساکین کو بھی مستفید ہونے کا موقع مل سکے اور یہ بھی بہتر ہے کہ وہ کچھ مال لے کر حاضرِ خدمت ہوں تا کہ یہ ان کی طرف سے غرباء کی مدد ہو سکے۔ آپ نے فرمایا: اے علی! تم نے سچ کہا ہے لیکن میں ان کو اس لیے ایسا نہیں کہتا کہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔ لیکن کچھ دیر بعد یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ (المجادلہ، ۵۸: ۱۲)

اے ایمان والو جب تم رسول ﷺ سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔

جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ نے فرمایا اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری خواہش پوری کر دی اور پابندی لگا دی ہے کہ بغیر صدقہ کے حاضر نہ ہوں تا کہ غرباء کی امداد ہو سکے۔ آپ نے فوراً اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صدقہ پیش کر کے آپ سے بات کی اور دس مسئلے دریافت کیے۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ کر دیا گیا تھا اس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہ کیا اور نہ میرے بعد کرے گا۔ (۲)

۶۔ آیۂ سلام

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ۔ (الصافات: ۳۷، ۱۳۰)

سلام ہو الیاسین پر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ قَالَ نَحْنُ اٰلُ مُحَمَّدٍ اٰلُ یَاسِیْنَ۔

سلام ہو الیاسین پر۔ فرمایا ہم آل محمد ﷺ ہیں اور آلِ محمد ﷺ ہی الیاسین ہے۔

اسی لیے بزرگوں نے سلام علی آلِ یٰسین بھی پڑھا ہے لہٰذا مطلب صاف ہے کیونکہ حضور مصطفیٰ ﷺ کا اسمِ مبارک یٰسین بھی ہے۔ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فَقَدْ نَقَلَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِكَ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے آلِ یٰسین سے آل محمد ﷺ مراد ہے۔

(۱) [illegible] صواعق محرقہ، ص: ۱۵۷۔ (۲) تفسیر مدارک و خازن، ج: ۴، ص: ۲۴۴۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۷۔ آیتِ حسنات

وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً نَّزِدۡ لَہٗ فِیۡہَا حُسۡنًا (الشوریٰ ۴۲: ۲۳) اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں گے۔

اس آیتِ شریفہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَمَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً قَالَ الۡمَوَدَّۃُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ (۱) اور جو کوئی نیک کام کرے یعنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے۔

۸۔ آیتِ اولی الامر

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ۔ (النساء: ۵۹) حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

حضرت عبد الغفار بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اُولِی الۡاَمۡرِ کون ہیں تو آپ نے فرمایا: کَانَ عَلِیٌّ وَاللّٰہِ مِنۡہُمۡ۔ خدا کی قسم علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان میں سے ہیں۔ (۲)

۹۔ آیتِ اہلِ الذکر

فَسۡئَلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (النحل ۱۶: ۴۳) سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو

اس آیت کے متعلق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ اہلِ ذکر کون ہیں تو آپ نے فرمایا ہم اہلِ ذکر ہیں۔ (۳)

۱۰۔ آیتِ حبل اللہ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا۔ (آل عمران: ۱۰۳) اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا

اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہم اہلِ بیت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی اس کا دامن مضبوطی سے تھام لو (۴)

۱۱۔ آیتِ ولیکم

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمۡ رٰکِعُوۡنَ۔ (المائدۃ: ۵۵) تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

---

(۱) صواعق محرقہ، ص: ۱۶۸۔ (۲)، (۳) صواعق محرقہ۔ (۴) تفسیر کبیر، ج: ۲، ص: ۹۸۔ احیاء العلوم، ص: ۷۵۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حالتِ رکوع میں تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا تو آپ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی تھی جو خود بخود اتر گئی اور سائل کی حاجت آپ نے پوری فرمادی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ اللہ ورسول مصطفیٰ ﷺ اور مومن نمازی اور زکوٰۃ دینے والے اور رکوع کرنے والے ہیں یعنی بحالتِ رکوع بھی سائل کو خالی نہ بھیجا اور اس کی چاندی کی انگوٹھی سے مدد فرمائی ۔

۱۲۔ آیتِ مؤمن

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُنَ. (السجدۃ:۱۸)

تو کیا جو ایمان والا ہے اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔

اس آیت کے متعلق حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مؤمن سے مراد حضرت علی ہیں اور فاسق سے مراد ولید بن عقبہ ہے ان دونوں کا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تو ولید نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا چپ رہو تم ابھی بچے ہو اور میں ہوشیار زبان دراز اور نیزہ چلانے میں تیز اور تم سے زیادہ بہادر ہوں۔ شیرِ خدا علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ خاموش ہو تو فاسق ہے مطلب یہ کہ تو جتنی باتیں کرتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے ان میں کوئی بات قابلِ مدح نہیں انسان کا شرف ایمان وتقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ بدنصیب ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ فاسق مرد ہے اور علی المرتضیٰ مؤمن ہیں لہٰذا یہ برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ (۱)

۱۳۔ آیتِ وُدّ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۶)

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لیے رحمن محبت کر دے گا۔

اس آیت کے متعلق حضرت محمد ابن الحنفیہ فرماتے ہیں:

لَا يَبْقٰى مُؤْمِنٌ إِلَّا فِي قَلْبِهِ وُدٌّ لِعَلِيٍّ وَّأَهْلِ بَيْتِهِ.

کوئی مؤمن ایسا نہیں ہوگا جس کے دل میں سیّدنا علی المرتضیٰ اور آپ کے اہلِ بیت کی محبت نہ ہوگی۔ (۲)

۱۴۔ آیتِ بحرین ومرجان

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ. (الرحمٰن:۱۹)

اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَفِي قَوْلِهِ تَعَالٰى مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ قَالَ هُوَ عَلِيٌّ وَّ فَاطِمَةُ وَيَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ قَالَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ. (۳)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں دو دریاؤں سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ ہیں اور نکلتا ہے ان میں سے موتی اور مونگا، وہ حسن و حسین ہیں۔

(۱) الخازن، ج:۳، ص:۴۴۷۔ الریاض، ج:۲، ص:۲۷۳۔ (۲) در منثور، ج:۴، ص:۲۸۷ (۳) زرقانی، ج:۷، ص:۱۴۔ صواعق محرقہ: ۱۷۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۱۵۔ آیتِ ہاد

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔
(الرعد:۷)

تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اَنَا الْمُنْذِرُ ثُمَّ اَوْمَا اِلٰى مَنْكِبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَقَالَ اَنْتَ الْهَادِيْ الْمُهْتَدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ۔ (۱)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے پر دستِ مبارک رکھا اور فرمایا میں منذر ہوں اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کندھے مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اے علی! تو ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے۔

ولایت کے سلسلے تجھ سے جاری ہوں گے اور امت کے اولیاء وعلما واغواث واقطاب تجھ سے فیض حاصل کریں گے۔

۱۶۔ آیتِ مرضات

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ۔
(البقرۃ:۲۰۷)

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں۔

اس آیت شریفہ کے تحت امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے بستر مبارک پر سلا کر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل ومیکائیل علیہما السلام سے فرمایا: کہ دیکھو علی میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کر رہا ہے۔ جاؤ! جا کر ساری رات اس کی حفاظت کرو۔ چنانچہ حکم الٰہی سے دونوں فرشتے آئے:

قَامَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَ جِبْرِيْلُ يُنَادِيْ بَخٍ بَخٍ مَنْ مِثْلُكَ يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يُبَاهِي اللّٰهُ بِكَ الْمَلٰئِكَةَ وَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ۔

جبریل علیہ السلام سر کی طرف اور میکائیل علیہ السلام پاؤں کی طرف کھڑے ہو گئے اور جبریل علیہ السلام نے بآواز بلند اظہار خوشنودی کرتے ہوئے کہا: اے علی ابن ابی طالب! آج تیرے جیسا کون ہے اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے فرشتوں کے سامنے اور یہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ نازل ہوئی۔

---

(۱) الریاض النضرۃ، ج:۳، ص:۲۷۴

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۱۷۔ آیتِ صلوٰت

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب، ۳۳:۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی علیہ السلام) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیتِ شریفہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ عظام نے حضور سیّد الانام سرکارِ دو جہاں علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ پر کس طرح درود و سلام پڑھیں چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

بے شک ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا ہے کہ ہم آپ پر کیسے سلام پڑھیں اب آپ فرمائیں کہ ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم یوں کہو: اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ابراہیم اور اس کی آل پر۔ بیشک تو بہت خوبیوں والا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا کہ مجھ پر کٹا ہوا درود نہ بھیجنا۔

لَا تُصَلُّوْا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ الْبَتْرَا فَقَالُوْا وَمَا الصَّلٰوةُ الْبَتْرَاءُ، قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّتُمْسِكُوْنَ بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ جب آپ نے یہ فرمایا تو حاضرین نے عرض کیا کٹا ہوا درود کیا ہے؟ فرمایا صرف یہ کہنا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہنا بلکہ یوں کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی آل کا نام لیے بغیر پڑھنا کٹا ہوا درود ہے اور آل کے ساتھ پڑھنا پورا درود ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی اور رکی رہے گی جو اپنی دعا میں میرے اہل بیت پر درود نہ بھیجے۔ (ہکذا فی سوانح کربلا صفحہ: ۵۰)

نوٹ: بہتر یہی ہے کہ درودِ پاک ابراہیمی میں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسمِ گرامی آئے اور آل کا ذکر آئے۔ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آئے اور ان کی آل کا ذکر آئے ہر نماز یا غیر نماز میں جب بھی پڑھیں سیّدنا کا لفظ استعمال کیا جائے۔ بصورتِ احترام (دلائل الخیرات دیکھو) اللهم صلی علی سیّدنا محمد و علی سیّدنا محمد کما صلیت علی سیّدنا ابراهیم و علی ال سیدنا ابراهیم اسی طرح اللهم بارك میں بھی۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

محبتِ اہلِ بیت فرض اور ان پر درود نہ پڑھنے سے نماز نہیں

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِنَ اللهِ فِيْ الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهُ

اے اہلِ بیتِ رسول اللہ ﷺ آپ سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جس کو اس نے اتارا ہے فرض قرار دیا ہے۔

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اَنَّكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهُ

اے اہلِ بیت آپ کی عظمت وشان کے لیے یہی بات کافی ہے کہ جس نے آپ پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں۔ (۱)

رافضی اور ناصبی

اِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيًّا فَاِنَّنَا
رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيْلِ عِنْدَ ذِي الْجَهْلِ

جب ہم نے حضرت علی المرتضیٰ کی فضیلت کو بیان کیا تو بیشک ہم بہ سبب بیانِ فضیلت کے جاہلوں کے نزدیک رافضی ہوئے۔

وَفَضْلُ اَبِيْ بَكْرٍ اِذَا مَاذَكَرْتُهُ
رُمِيْتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِكْرِي لِلْفَضْلِ

اور جس وقت ہم فضائلِ حضرت ابوبکر بیان کرتے ہیں تو اس وقت ہم پر ناصبی ہونے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

قَالُوْا التَّرَفَّضْتُ قُلْتُ كَلَّا
مَاالرِّفْضُ دِيْنِيْ وَلَا اِعْتِقَادِيْ

جن جاہلوں نے مجھ کو رافضی کہا تو میں نے جواب دیا کہ حاشا میرا دین اور میرا اعتقاد رافضیوں کا سا نہیں۔ (۲)

محبتِ اہلِ بیت عینِ ایمان

لٰكِنْ تَوَلَّيْتُ غَيْرَ شَكٍّ
خَيْرَ اِمَامٍ وَ خَيْرَ هَادِيْ

لیکن اس میں شک نہیں کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی کے ساتھ دوستی ومحبت رکھتا ہوں۔

اِنْ كَانَ رَفْضاً حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّيْ رَافِضٌ (۳)

اگر آلِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو دونوں جہاں گواہ رہیں کہ بے شک میں رافضی ہوں۔

(۱) سیرت شافعی، ص:۲۲ (۲) سیرت شافعی، ص:۲۲ (۳) سیرت شافعی، ص:۲۲

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

قرآن اور اہلِ بیت نبوت سے وابستگی نورِ ہدایت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فریضۂ حج سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے باہر غدیر خم کے مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں سے مختلف اطراف کی طرف راستے جاتے ہیں تو مختلف علاقوں سے آئے ہوئے اصحاب کو الوداع کہنے سے پہلے حضور علیہ السلام نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے میرے ساتھیو! میں اپنے فرائض کو پایہ تکمیل تک پہنچا چکا ہوں۔ سنتِ الٰہیہ کے موافق کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آ جائے اور مجھے اس کی تکمیل کرنا پڑے اس لیے میں تمہاری ہدایت و نجات کے لیے آخری بات کہہ دینا چاہتا ہوں تا کہ تم ہدایت صراط مستقیم سے بھٹک نہ جاؤ۔

وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ النُّوْرُ وَالْهُدٰى فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ وَقَالَ وَاَهْلَ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَقَالَ ثَلَاثًا (۱)

میں تم میں دو بے مثل عمدہ نفیس چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن جو نورِ ہدایت سے بھرپور ہے اس کو بہت مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ دوسری گرانقدر اور بزرگ چیز میرے اہلِ بیت (گھر والے) ہیں میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنے اہلِ بیت کے معاملہ میں۔ میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنی اہل بیت کے معاملہ میں اور یوں ہی تین بار اس کا تکرار فرمایا۔

حضور سرور دو جہاں رحمتِ عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام دنیا والوں کے سامنے یہ دو عظیم الشان اور جلیل القدر چیزیں پیش فرما دیں ایک قرآنِ عظیم اور دوسرا اہلِ بیتِ نبوت کی عظمت واہمیت سے آگاہ فرما دیا تا کہ ان دونوں کو تم اپنا مشعلِ راہ بنا کر اپنی زندگی کا تمام سفر پورا کر کے اصلی فلاحیت پا سکو۔ کیونکہ حضور سیّد العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ مسلمانوں کا اتحاد زیادہ دیر باقی نہیں رہ سکے گا اختلافات پیدا ہوں گے خون ریزی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی اس کتاب عزیز ومقدس قرآن عظیم سے بے اعتنائی کی جائے گی اور اس کتابِ عزیز سے درس لینے کی بجائے غیروں کی طرف توجہ ہو گی اور اہلِ بیتِ نبوت کی محبت وعظمت واحترام سے اکثر دل خالی ہو جائیں گے بلکہ اہلِ بیت کے اسلامی ودینی کارناموں کا تمسخر اڑایا جائے گا اور ان کے نام مقدس کو مٹانے کی بدترین کوششیں کی جائیں گی اس لیے حضور سرورِ کون ومکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ آئندہ سال میں تم میں اس طرح موجود نہ رہ سکوں جس طرح اب یعنی رفیقِ اعلیٰ کی طرف لوٹ جاؤں لہٰذا تم پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ ان دونوں کا دامن تھام لو یہی تمہارے لیے دنیا کا بہترین ضابطۂ حیات اور آخرت میں ذریعہ نجات ہے میری آل پاک کی محبت وتعظیم وتقدیس کو زندگی کا لائحہ عمل بنانا یہ قرآنِ عظیم کی عملی تفسیر ہیں اور ایمان وعمل کے کامل ترین پیکر ہیں قرآن اور اہلِ بیت ہیں تو دو نام لیکن حقیقت میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں فرق صرف یہ ہے کہ قرآن علم ہے اور اہلِ بیتِ نبوت اس کی عملی تفسیر ہیں۔

(۱) مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۷۹، مشکوٰۃ، ص:۵۶۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

قرآن اور عترتِ رسول حوضِ کوثر پر

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابُ اللّٰہِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَی الْحَوْضِ (۱)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑنے والا ہوں ایک کتاب اللہ (قرآن) جو کہ آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی رسی ہے۔ دوسرے میرے اہل بیت عترتِ اطہار یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر دونوں میرے پاس وارد ہوں۔

گمراہی سے بچاؤ کا ذریعہ قرآن اور عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ناقہ مبارک قصویٰ پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَكْتُ فِیْكُمْ مَّا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ۔

اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم انہیں پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسری میری عترت اور اہل بیت۔

پھر ارشاد فرمایا:

تَمَسَّكُوْا بِكِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاسْتَمْسِكُوْا اُذَكِّرُكُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ۔ (۲)

پس پکڑو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کو اور وابستہ کرو اپنے آپ کو میرے اہل بیت سے میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اپنی اہل بیت کے بارے میں ڈراتا ہوں (پھر فرمایا) میں تمہیں اپنی اہل بیت کے معاملہ میں ڈراتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

کائنات کی سلامتی آلِ نبوت

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَھْلِ السَّمَاءِ فَاِذَا ذَھَبَتِ النُّجُوْمُ ذَھَبَ اَھْلُ السَّمَاءِ۔ وَاَھْلُ بَیْتِیْ اَمَانٌ لِاَھْلِ الْاَرْضِ فَاِذَا ذَھَبَ اَھْلُ بَیْتِیْ ذَھَبَ اَھْلُ الْاَرْضِ (۳)

ستارے آسمان والوں کے لیے سلامتی کا باعث ہیں جب ستارے جھڑ جائیں گے آسمان والے فنا ہو جائیں گے اور ایسے ہی میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے سلامتی کا باعث ہیں جب یہ نہ رہیں گے تو اہلِ زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔

---

(۱) صواعق محرقہ (۲) مشکوۃ شریف، ج:۲، ص:۹۳۲۔ جامع الصغیر، ج:۱، ص:۲۶۱۔ اسعاف الراغبین، ص:۱۱۰۔

(۳) خصائص الکبریٰ، ج:۲، ص:۲۶۶، برکات آلِ رسول، ص:۱۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

فوائدِ کثیرہ در محبتِ آلِ طاہرہ

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ مَاتَ عَلٰی حبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ. اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ مُحَمَّدٍ فَيُفْتَحُ فِيْ قَبْرِهٖ بَابَانِ مِنَ الْجنة اَلَا مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَ ملكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَّ نَكِيْرٌ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ يُزَفُّ اِلَی الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ العروس اِلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ زُوَّارَ قَبْرِهٖ مَلٰٓئِكَةَ الرَّحْمَةِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَكْمِلَ الْاِيْمَانِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ اٰيِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشَمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا.(۱)

اے مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبت آلِ محمد ﷺ میں مرے گا وہ شہید ہوگا اور جو کوئی محبتِ آلِ محمد ﷺ پر مرے گا وہ بخشا ہوا مرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبتِ آلِ محمد ﷺ پر مرے گا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھولے جائیں گے۔ آگاہ رہو جو کوئی محبتِ آلِ محمد ﷺ پر مرے گا اس کو ملک الموت مرتے وقت بہشت کی بشارت دے گا۔ پھر قبر میں منکر و نکیر مژدہ جنت سنائیں گے اور جو کوئی محبتِ آلِ محمد (ﷺ) پر مرے گا وہ اس طرح با ساز و سامان جنت کی طرف جائے گا جس طرح تازہ دلہن اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔ آگاہ رہو کہ جو کوئی محبتِ آلِ محمد (ﷺ) پر مرے گا وہ توبہ کر کے مرے گا۔ آگاہ ہو جو کوئی محبتِ آلِ محمد (ﷺ) پر مرے گا اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں کو اس کی قبر کے زائرین بنائے گا۔ آگاہ رہو جو کوئی محبتِ آلِ محمد پر مرے گا وہ سنتِ نبوی اور جماعت ایمانی پر مرے گا اور جو کوئی آلِ محمد (ﷺ) کی محبت میں مرے گا وہ کامل الایمان مرے گا اور آگاہ رہو جو کوئی بغض و عداوتِ آلِ محمد (ﷺ) میں مرے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا اٰيِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی یہ رحمتِ خداوندی سے نا امید ہوا۔ آگاہ رہو جو کوئی آلِ محمد (ﷺ) کے بغض و عداوت میں مرے گا وہ بہشت کی بو تک بھی نہ سونگھے گا اور جو کوئی بغض و عداوتِ آلِ محمد (ﷺ) میں مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا۔

(۱) نور الابصار، ص: ۱۱۲۔ اسعاف الراغبین، ص: ۱۱۳۔ جامع الصغیر ۱۰۱۔ نزہۃ المجالس۔ تفسیر کبیر، ج ۱، ص: ۳۹۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اہلِ بیتِ نبوت سفینۂ حضرت نوح علیہ السلام

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے دروازہ کو پکڑ کر یہ اعلان فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا اُعَرِّفُهُمْ فَاَنَا اَبُوْذَرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَثَلُ اَهْلَبَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ رَکِبَهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرَقَ (۱)

اے لوگو! جو کوئی مجھ کو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو کوئی نہیں پہچانتا ہے اس کو اپنی پہچان کراتا ہوں میں ابوذر ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے اہلِ بیت کی مثال تمہارے درمیان کشتی نوح (علیہ السلام) کی سی ہے کہ جو کوئی اس کشتی نوح (علیہ السلام) پر سوار ہوا اس نے (طوفان میں غرق ہونے سے) نجات پائی۔ اور جس نے اس سے روگردانی کی وہ غرق ہوا۔

اس طرح جو کوئی اس کشتی اہلِ بیت میں سوار ہو گیا یعنی ان کی متابعت کرے گا وہ ضلالت میں ڈوبنے سے نجات پائے گا اور جو کوئی ان کی مخالفت کرے گا وہ بحرِ ضلالت میں ڈوب جائے گا۔

دینی دنیاوی و اُخروی فوائد در حبِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

مَنْ اَرَادَ التَّوَکُّلَ فَلْیُحِبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْجُوَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَلْیُحِبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ وَمَنْ اَرَادَ الْحِکْمَةَ فَلْیُحِبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ وَ مَنْ اَرَادَ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ بِغَیْرِ حِسَابٍ فَلْیُحِبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ فَوَاللّٰهِ مَا اَحَبَّهُمْ اَحَدٌ اِلَّا رَبِحَ فِی الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (۲)

جو کوئی توکل کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ میرے اہلِ بیت کو دوست رکھے اور جو کوئی عذابِ قبر سے نجات پانا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ میرے اہلِ بیت سے محبت کرے اور جو کوئی علم و حکمت حاصل کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ میرے اہلِ بیت سے محبت کرے اور جو کوئی چاہے کہ بے حساب جنت میں داخل ہو اس کو چاہیے کہ میرے اہلِ بیت کو دوست رکھے خدا کی قسم جو کوئی ان کو محبوب رکھے گا وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فائدہ اٹھائے گا۔

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۷۳ (۲) اسعاف الراغبین، روح البیان، نزہۃ المجالس

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اللہ جل جلالہ ورسول ﷺ واہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا ہے:

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْ كُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ (۱)

محبت رکھو اللہ تعالیٰ سے اس لیے کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا کرتا ہے اور میرے ساتھ محبت کرو اس لیے کہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب (پیارا) ہوں اور محبت کرو میرے اہلِ بیت سے اس لیے کہ وہ مجھے پیارے ہیں۔

اولاد کو تین باتوں کی تعلیم دو

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی اولاد کو تین باتوں کی تعلیم دو:

حُبَّ نَبِيِّكُمْ وَحُبَّ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ۔ اپنے نبی کی محبت، اہل بیت کی محبت سکھاؤ اور تلاوتِ قرآن کی تعلیم دو۔

اللہ تعالیٰ ہم کو حبِ رسول وحُب اہلِ بیت اور حبِ قرآن سے سرشار فرمائے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ (آمین)

اہلِ بیتِ مصطفیٰ ﷺ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (الاحزاب، ۳۳:۳۳)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو: تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہلِ بیتِ عظام کے متعلق فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کو پاک اور خوب پاک فرمایا ہے اور کوئی ناپاکی ان کے قریب نہیں آسکتی۔ اب اس آیت میں سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اہل بیت سے یہاں کون مراد ہیں اور دوسرا یہ کہ رجس (ناپاکی) سے کیا مراد ہے تیسرا یہ کہ امتیازی شان کیا ہے اور چوتھا یہ کہ تطہیر کیا ہے۔ علماء ومفسرین کرام علیہم الرحمۃ کی کثرت رائے یہ ہے کہ یہ آیت سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ سیّدہ فاطمۃ الزہرا، سیّدنا امام حسن، سیّدنا امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ عَنْكُمْ اور اس کے بعد تمام ضمیریں مذکر ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اس کے بعد وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ہے۔

چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر کبیر میں آیتِ تطہیر کے ماتحت فرماتے ہیں:

فَالْاَوْلٰى اَنْ يُقَالَ هُمْ اَوْلَادُهٗ وَاَزْوَاجُهٗ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ مِنْهُمْ وَعَلِيٌّ مِنْهُمْ لِاَنَّهٗ كَانَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ بِسَبَبِ مُعَاشَرَةِ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُلَازَمَتِهِ النَّبِيِّ ﷺ (۱)

اولیٰ اور احسن بات یہی ہے کہ اہلِ بیت نبی ﷺ کی اولاد، بیویاں اور سیّدنا حسن اور سیّدنا حسین ہیں۔ سیّدنا علی المرتضیٰ بھی اہلِ بیت سے ہیں اس لیے کہ نبی ﷺ کی شہزادی سیّدہ (فاطمہ) سے معاشرت کے باعث اور آپ ﷺ کی معیت کی وجہ سے وہ اہلِ بیت میں شامل ہیں۔

(۱) ترمذی، ج ۲، ص: ۲۴۳، مستدرک، ج: ۳، ص: ۱۵۸۔ اسد الغابہ، ج: ۲، ص: ۱۳، سوانح کربلا (۲) تفسیر کبیر زیر آیت تطہیر۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اور علامہ صاوی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

فِیْ اَھْلِ بَیْتِ سُکْنِہٖ وَھُنَّ اَزْوَاجُہٗ وَاَھْلِ بَیْتِ نَسَبِہٖ وَھُنَّ ذُرِّیَّتُہٗ۔ آیت میں اہلِ بیتِ سکونت یعنی ازواجِ مطہرات اور اہل نسب جو آپ کی اولاد ہے تمام شامل ہیں۔

اور محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''بیت سہ است: بیتِ نسب، بیتِ سکنیٰ، بیتِ ولادت۔ پس بنو ہاشم اولاد عبدالمطلب اہلِ بیتِ پیغمبر ﷺ از جہتِ نسب و ازواجِ مطہرات آں حضرت ﷺ اہلِ بیت سکنی اند و اولاد شریف آں حضرت اہلِ بیت ولادت اند''

بیت تین ہیں۔ (۱) بیتِ نسب (۲) بیتِ سکنیٰ، (۳) بیتِ ولادت۔ پس حضرت عبدالمطلب اولادِ بنو ہاشم ہیں وہ پیغمبرِ اسلام کے لحاظ سے اہلِ بیت ہیں اور ازواجِ مطہرات نبی ﷺ کی اہل بیت سکنیٰ ہیں اور اولاد شریف آں حضرت علیہ السلام کی اہلِ بیتِ ولادت ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آگے چل کر شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہلِ بیت میں سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین کو خصوصی و امتیازی اور انفرادی مقام حاصل ہے اس لیے کہ سرکارِ ابد قرار علیہ السلام کو ان کے ساتھ خصوصی محبت و پیار ہے اس لیے ان کی فضیلت و بزرگی اس وجہ سے زیادہ ہے۔

ثابت یہ ہوا کہ اہل بیت میں ازواجِ مطہرات النبی ﷺ یقیناً شامل ہیں یہ اس آیت سے کسی طریق سے خارج نہیں ہیں۔

اہلِ بیت اور ازواج النبی ﷺ

اگر صرف چار نفوسِ مقدسہ مراد لیے جائیں اور ازواجِ مطہرات کو شامل نہ کیا جائے تو یہ اوّل درجہ کی جہالت ہے اور آیت کے سیاق و سباق کے لحاظ سے بھی غلط ہے اگر ایسا ہی سمجھا جائے تو اس کے لیے قرآن میں دوسرے مقامات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اہلِ بیت سے مراد بیوی ہے یعنی گھر والے گھر والیاں یا گھر والی۔

حضرت سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری بحالتِ بڑھاپا سنائی گئی تو انہوں نے بطورِ حیرت کہا:

اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ۔

یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

اس پر جواب میں فرمایا گیا:

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (ہود ۱۱:۷۳) کیا اللہ کے کام کا اچنبھا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا۔

یہاں آیت میں اہلِ بیت کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے بالاتفاق سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا زوجہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں۔ دوسرے مقام پر حضرت سیّدہ صفورا رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا اس وقت ذکر فرمایا گیا جب آپ کے ساتھ سیّدہ صفورا رضی اللہ عنہا تھیں تو آپ نے آگ کو دیکھا تو فرمایا:

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ۔ (القصص،۲۹: ۲۸۷) اپنی گھر والی سے فرمایا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو۔

یہاں آیت میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ پر اھل کا لفظ استعمال ہوا جس کے معنی صرف آپ کی اہلیہ ہیں۔

حضرت سیّدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جب حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے عزیزِ مصر سے کہا۔ باوجودیکہ قطعاً آپ کی طرف سے کوئی غلط خیال تک بھی نہ تھا۔

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءً (یوسف،۱۲: ۲۵) بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی۔

اس آیت میں اھل سے مراد بیوی ہے۔

حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا گیا۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا (یوسف،۱۲: ۲۵) اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا۔

یہاں پر عزیزِ مصر کو گھر والا نہیں بلکہ بَیْتِهَا فرما کر حضرت زلیخا کو گھر والی کہا گیا ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام جب ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے محل میں پہنچے تو ان کو ایسی عورت کی ضرورت تھی جن کا وہ دودھ پی لیں یہاں پر اجنبیہ ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے آ کر کہا میں تم کو ایسا گھر نہ بتادوں جس گھر کا دودھ یہ بچہ ضرور پی لے گا۔ خدائی وعدہ بھی یہی تھا۔ **وحرمنا علیه المراضع** کہ ہم اس کو آپ کی گود میں لائیں گے اور آپ کا ہی دودھ پلائیں گے۔

فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ۔ (القصص: ۱۲) تو بولی کیا میں تمہیں بتادوں ایسے گھر والے کا جو تمہارے اس بچہ کو پال دیں۔

اس آیت میں بھی اہلِ بیت سے مراد حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ ان کو گھر والی فرمایا گیا۔ ان آیاتِ طیبات سے ثابت ہوا کہ لفظ اھلِ بیت بیوی گھر والی اور گھر والوں پر استعمال ہوا ہے لہٰذا آیتِ تطہیر میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔

علامہ خازن علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت فرماتے ہے۔

هُمْ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُنَّ فِيْ بَيْتِهٖ (۱) اہلِ بیت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ وہی آپ کے گھر میں سکونت پذیر تھیں۔

علامہ نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَرَدَالْاٰيَةُ فِيْ شَانِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲) یہ آیت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی۔

صاحب معالم التنزیل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِاَهْلِ الْبَيْتِ نِسَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُنَّ فِيْ بَيْتِهٖ (۳) مراد اہلِ بیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اس لیے کہ وہی آپ کے گھر میں تشریف رکھتی تھیں۔

(۱) خازن (۲) نیشاپوری (۳) معالم التنزیل

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

تفسیر جلالین میں ہے۔

اَهْلُ الْبَيْتِ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱) — اہلِ بیت نبی ﷺ کی بیویاں ہیں۔

معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات کا اہلِ بیت میں ہونا ایک واضح حقیقت ہے۔

رِجس کے معنی اَز روئے قرآن

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ۔ (المائدہ:۹۰) — اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں۔ شیطانی کام ہیں۔

یہاں آیت میں شراب، جوئے بتوں اور جوئے کے تیروں کو ''رجس'' فرمایا گیا ہے۔

اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْدَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْلَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ۔ (الانعام:۱۴۵) — مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا خنزیر کا گوشت وہ نجاست ہے۔

وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ۔ (الحج:۳۰) — اور تمہارے لئے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے سوا ان کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے تو دور ہو بتوں کی گندگی سے

ان دو آیتوں میں مردار بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور بتوں کے نام پر ذبح کئے گئے جانور کو رجس فرمایا گیا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ۔ (التوبۃ:۱۲۵) — اور جن کے دلوں میں آزار ہے انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی۔

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (الانعام:۱۲۵) — اسی طرح اللہ ان لوگوں پر عذابِ (ذلت) واقع فرماتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ۔ (التوبۃ:۹۵) — پس تم ان کی طرف التفات ہی نہ کرو، بے شک وہ پلید ہیں۔

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ (یونس:۱۰۰) — وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) کفر کی گندگی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو (حق کو سمجھنے کے لیے) عقل سے کام نہیں لیتے۔

ان چار آیتوں میں منافقین کے نفاق، بے ایمانی اور بے عقلی پر رجس فرمایا گیا۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ۔ (الاعراف:۷:۷۱) — کہا ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا۔

اس آیت میں عذابِ خداوندی کو رجس فرمایا گیا ہے۔

ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ شراب، جواء، مردار، جاری خون، خنزیر کا گوشت، بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا جانور، منافقین اور

---

(۱) جلالین۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ان کے نفاق، بے دینی و بے ایمانی اور عذاب خداوندی وغیرہ پر ''رجس'' کا اطلاق ہوا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ (الاحزاب:۳۳)

اے نبی کی اہلِ بیت کرام میں نے تم کو تمام اعتقادی وعملی ناپاکیوں اور برائیوں سے بالکل پاک اور منزہ فرما کر قلبی صفائی، اخلاقی ستھرائی اور تزکیہ ظاہر و باطن کا وہ اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمایا ہے جس کی وجہ سے تم دوسروں سے ممتاز و فائق ہو۔

امتیازی شانِ اہلِ بیت سرکارِ ابد قرار

حضور علیہ السلام کے اہلِ بیت حضور علیہ السلام کے نسب و قرابت کے وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے ایک جماعت نے اس پر اعتماد کیا اور اس کو ترجیح دی۔ احادیث پر جب نظر کی جاتی ہے تو مفسرین کرام کی دونوں جماعتوں کو ان سے تائید پہنچتی ہے۔ امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پنجتن کی شان میں نازل ہوئی ہے پنجتن سے مراد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا، سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علی حبیبہ وعلیہم اجمعین ہیں۔

اس مضمون کی حدیث مرفوع ابن جریر نے روایت کی طبرانی میں بھی اس کی تصریح ہے مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور انور علیہ الصلوات والتسلیمات نے ان حضرات کو اپنی گلیم مبارک میں لے کر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یہ بھی بصحت ثابت ہوا ہے۔ کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو گلیمِ اقدس میں لے کر یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاۤءِ اَهْلُ بَيْتِيْ وَخَاصَّتِيْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا۔ (جامع ترمذی ۹۹۹، رقم ۱۰۸۳)

یارب یہ میرے اہلِ بیت اور میرے مخصوصین ہیں ان سے رجس و ناپاکی دور فرما اور انہیں پاک کر دے خوب پاک۔

یہ دعا سن کر اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وَاَنَا مِنْهُمْ (میں بھی ان کے ساتھ ہوں) فرمایا اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ (تم بہتری پر ہو)۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے حضرت ام المؤمنین کو جواب میں داخل کر لیا ایک صحیح روایت میں ہے واثلہ نے عرض کیا: وَاَنَا مِنْ اَهْلِكَ (میں بھی آپ کے اہل میں سے ہوں) فرمایا وَاَنْتَ مِنْ اَهْلِيْ (تم بھی میری اہل میں سے ہو) یہ کرم تھا کہ سرکارِ ابد قرار نے نیاز مند کو مایوس نہ فرمایا اور اپنے اہل کے حکم میں داخل فرما دیا۔

لیکن یہ حکماً داخل ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان حضرات کے ساتھ اپنی باقی صاحبزادیوں اور قرابتداروں اور ازواجِ مطہرات کو بلایا۔ ثعلبی کا خیال ہے کہ اہلِ بیت سے تمام بنی ہاشم مراد ہیں۔ اس کو اس حدیث سے تائید پہنچتی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردا مبارک میں حضرت عباس اور ان کی صاحبزادیوں کو لپیٹ کر دعا فرمائی۔

يَارَبِّ هٰذَا عَمِّيْ وَصِنْوُ اَبِيْ وَهٰؤُلَاۤءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاسْتُرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَسَتْرِيْ اِيَّاهُمْ عِلَّتِيْ هٰذِهٖ فَاَمَّنَتْ اَسْكُفَّةُ الْبَابِ وَحَوَائِطُ الْبَيْتِ۔ (۱)

یارب یہ میرے چچا اور بمنزلہ میرے والد کے ہیں اور یہ میرے اہل بیت ہیں انہیں آتش دوزخ سے ایسا چھپا جیسا میں نے اپنی چادر مبارک میں چھپایا ہے۔ اس دعا پر مکان کے در و دیوار نے آمین کہی۔

(۱) سوانح کربلا،

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

خلاصہ یہ کہ دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں کیونکہ وہی اس کے مخاطب ہیں۔ چونکہ اہلِ بیت نسب کا مراد ہونا مخفی تھا اس لیے حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس فعل مبارک سے بیان فرمادیا کہ مراد اہلِ بیت سے عام ہیں خواہ بیتِ سکنی کے اہل ہوں۔ جیسے کہ ازواجِ مطہرات یا بیتِ نسب کے اہل جیسے بنو ہاشم۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ان اہلِ بیت سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے رجس کو دور فرمایا اور انہیں خوب پاک فرمایا۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ میں آٹھ یا نو ماہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہا تو میں نے دیکھا کہ حضور سیّد عالم علیہ السلام جب فجر کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو آپ دروازہ پر دستک دیتے اور زبان مبارک سے یوں فرماتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيْرًا(۱)

سلام ہو تمہیں اے اہلِ بیت اور رحمت و برکت خداوندی ہو تم پر۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پسند کرلیا ہے کہ وہ تمہیں پاک وستھرا رکھے اور خوب پاک۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں بیت نسب بھی اسی طرح مراد ہیں جس طرح بیتِ مسکن اور بیتِ ولادت شامل ہیں اور یہ آیت کریمہ اہلِ بیتِ کرام کے فضائل کا منبع ہے اس سے ان کے اعزاز اور علوشان کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاقِ رذیلہ و احوالِ مذمومہ سے ان کی تطہیر فرمائی گئی بعض احادیث میں ہے کہ اہلِ بیت پر دوزخ حرام ہے اور یہی اس تطہیر کا فائدہ اور ثمرہ ہے اور جو چیز ان کے احوالِ شریفہ کے لائق نہ ہو ان سے ان کا پروردگار ان کو محفوظ رکھتا اور بچاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ کربلا میں سرکار سیّد الشہداء سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مقدس محرمات کی عصمت کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی کوئی بے پردہ نہ ہوئی اور ان کی عزت وآبرو پر کسی کو غلط کوشش کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ محرماتِ عصمت باپردہ رہیں اور بالکل ہر آلودگی سے محفوظ رہیں کسی کی کیا جرأت ومجال ہوسکتی تھی کہ ان کی طرف دست درازی تو درکنار غلط آنکھ بھی اٹھا کر دیکھ سکے جن پر آیتِ تطہیر کی چادر پروردگار نے تان رکھی ہے۔

آیتِ تطہیر میں قابلِ غور بات یہ بھی ہے کہ اِنَّمَا کا جملہ استعمال ہوا ہے یہ حصر کے لیے آتا ہے اپنے ارادے (چاہت) سے اس کا ارادہ قدیم ہے اس نے چاہا ہے کہ اہلِ بیت کو ان تمام برائیوں سے پاک رکھے اور آیت کے آخر میں تَطْهِيْرًا مبالغہ کے لیے فرمایا تاکہ طہارتِ کاملہ حاصل ہو اور مجاز کا شک رفع ہوجائے۔ پھر تَطْهِيْرًا کی تنوین تعظیم وتکثیر کے لیے ہے یعنی معمولی طہارت نہیں بلکہ بہت عمدہ اور اعلیٰ تطہیر ہے۔

جب خلافت ظاہرہ میں شان ومملکت وسلطنت پیدا ہوئی تو قدرت نے آلِ طاہرہ کو اس سے بچایا اور اس کے عوض خلافتِ باطنہ عطا فرمائی (۲)

حضرات صوفیہ کا ایک گروہ جزم کرتا ہے کہ ہر زمانے میں قطب اولیاء آلِ رسول خیر الانام ہی سے ہوں گے۔ اس تطہیر کا ثمرہ ہے کہ صدقہ ان پر حرام کیا گیا ہے کیونکہ حدیث میں صدقہ کو دینے والوں کا میل بتایا گیا ہے اور اس میں لینے والے کی ہتکی بھی ہے اس کی بجائے وہ خمس و غنیمت کے حق دار بنائے گئے جس میں لینے والا بلند وبالا ہوتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ صدقہ کی کھجوریں سیّد عالم علیہ السلام کی بارگاہ

(۱)،(۲) سوانح کربلا۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

میں پیش کی گئیں اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی جب حضور علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا اسے تھوک دو انہوں نے تھوک دیا۔ آپ ؐ نے فرمایا:

إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَهْلِ مُحَمَّدٍ (۱)

یہ صدقات لوگوں کا میل کچیل ہیں۔ محمد اور ان کی آلِ پاک کے لیے حلال نہیں۔

اس کامل تطہیر کے بعد یہ نفوسِ قدسیہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی طرح معصوم تو نہیں ہاں محفوظ ضرور ہو گئے ایسے محفوظ جیسے حق ہے اور کوئی رجس ان کے قریب نہیں پھٹک سکتا۔ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کے اس عظیم شان سے نوازا گیا۔

لفظ اہل کی تحقیق از روئے قرآن (۸۰ آیات)

حدود اربعہ کے مکین، متبعین، مالک، پرورده، منتظم، گھر میں مقیم، ہم عقیدہ، عاملین، لائقین، تسلیم، زوجہ۔ پر لفظ اہل کا استعمال

۱۔ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ (البقرہ۲:۱۲۶)

۲۔ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا۔ (النساء۴:۷۵)

۳۔ ذٰلِكَ أَنْ لَمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ۔ (الانعام۶:۱۳۱)

۴۔ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا۔ (الاعراف۷:۹۴)

۵۔ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا۔ (الاعراف۷:۹۶)

۶۔ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ۔ (الاعراف۷:۹۸)

۷۔ أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ (الاعراف۷:۹۷)

۸۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ (ہود۱۱:۱۱۷)

۹۔ فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا۔ (الکہف۱۸:۷۷)

۱۰۔ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ۔ (القصص۲۸:۵۹)

۱۱۔ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ۔ (العنکبوت۲۹:۳۱)

۱۲۔ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ۔ (الحشر۵۹:۷)

۱۳۔ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً (النمل۲۷:۳۴)

۱۴۔ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ۔ (التوبہ۹:۱۲۰)

۱۵۔ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ۔ (التوبہ۹:۱۰۱)

۱۶۔ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ (الاعراف۷:۱۲۳)

۱۷۔ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ (الاعراف۷:۱۲۳)

۱۸۔ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ۔ (الحجر۱۵:۶۷)

(۱) سوانح کربلا۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۱۹۔ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ۔ (طٰہٰ ۲۰:۴۰)

۲۰۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا۔ (القصص ۲۸:۱۵)

۲۱۔ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ۔ (القصص ۲۸:۴۵)

۲۲۔ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا۔ (الاحزاب ۳۳:۱۳)

۲۳۔ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (البقرہ ۲:۱۹۶)

۲۴۔ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (البقرہ ۲:۲۱۷)

۲۵۔ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا۔ (الکہف ۱۸:۷۱)

متبعین پر لفظِ اہل کا استعمال

۲۶۔ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ۔ (ہود ۱۱:۴۶)

۲۷۔ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ۔ (الانبیاء ۲۱:۷۶)

۲۸۔ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ۔ (الشعراء ۲۶:۱۶۹)

۲۹۔ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عَجُوْزًا۔ (الشعراء ۲۶:۱۷۰)

۳۰۔ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۔ (النمل ۲۷:۴۹)

۳۱۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ۔ (الاعراف ۷:۸۳)

۳۲۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا۔ (القصص ۲۸:۴)

۳۳۔ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (الزمر ۳۹:۱۵)

۳۴۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ۔ (النمل ۲۷:۵۷)

۳۵۔ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ۔ (العنکبوت ۲۹:۳۲)

۳۶۔ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ۔ (العنکبوت ۲۹:۳۳)

۳۷۔ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ۔ (الصافات ۳۷:۷۶)

مالک پر لفظِ اہل کا استعمال

۳۸۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ (النساء ۴:۵۸)

۳۹۔ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَا۔ (الاعراف ۷:۱۰۰)

پروردۂ منتظم پر لفظِ اہل کا استعمال

۴۰۔ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ۔ (النساء ۴:۲۵)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۴۱۔ فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ (النساء ۴:۳۵)

۴۲۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا۔ (مریم ۱۹:۱۶)

گھر میں مقیم پر لفظِ اہل کا استعمال

۴۳۔ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ (المائدہ ۵:۸۹)

۴۴۔ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ (النساء ۴:۹۲)

۴۵۔ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ (ہود ۱۱:۴۰)

۴۶۔ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ۔ (ہود ۱۱:)

۴۷۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ۔ (ہود ۱۱:۸۱)

۴۸۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا۔ (یوسف ۱۲:۲۶)

۴۹۔ اِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰى اَهْلِهِمْ (یوسف ۱۲:۶۲)

۵۰۔ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا۔ (یوسف ۱۲:۶۵)

۵۱۔ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ۔ (یوسف ۱۲:۸۸)

۵۲۔ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (یوسف ۱۲:۹۳)

۵۳۔ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔ (مریم ۱۹:۵۵)

۵۴۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طٰہٰ ۲۰:۱۳۲)

۵۵۔ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ۔ (المؤمنون ۲۳:۲۷)

۵۶۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا۔ (النور ۲۴:۲۷)

۵۷۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ۔ (یٰس ۳۶:۵۰)

۵۸۔ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا۔ (الفتح:۱۱)

۵۹۔ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا۔ (الفتح:۱۲)

۶۰۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ (التحریم:۶)

۶۱۔ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى۔ (القیامۃ:۳۳)

ہم عقیدہ پر لفظِ اہل کا استعمال

۶۲۔ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ۔ (الطور:۲۶)

۶۳۔ وَيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا۔ (الانشقاق:۹)

۶۴۔ وَاِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ۔ (المطففین:۳۱)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عاملین پر لفظِ اہل کا استعمال

۶۵۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل۱۶:۴۳)

۶۶۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (الانبیاء۲۱:۷)

۶۷۔ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر:۴۳)

۶۸۔ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى۔ (المدثر:۵۶)

لائق پر لفظِ اہل کا استعمال

۶۹۔ وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔ (المدثر:۵۶)

۷۰۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا۔ (الفتح:۲۶)۔

تسلیم کرنے والوں پر لفظِ اہل کا استعمال

۷۲۔ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ (آل عمران:۶۴)

۷۳۔ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ (آل عمران:۹۸)

۷۴۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ۔ (المائدہ:۴۷)

بیوی پر لفظِ اہل کا استعمال

۷۵۔ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ۔ (الذاریات:۲۶)

۷۶۔ وَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ۔ (ص:۴۳)

۷۷۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖ اِنِّيْ اٰنَسْتُ نَارًا۔ (النمل:۷)

۷۸۔ وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ۔ (الانبیاء:۸۴)

۷۹۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (آل عمران:۱۲۱)

لفظِ آل کی تحقیق (۹ آیات)

۸۰۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ (البقرۃ:۴۹)

۸۱۔ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ۔ (البقرۃ:۲۴۸)

۸۲۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ۔ (آل عمران:۳۳)

۸۳۔ فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ۔ (النساء:۵۴)

۸۴۔ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ۔ (الانفال:۵۴)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۸۵۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ۔ (یوسف:۶)

۸۶۔ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ۔ (النمل:۵۶)

۸۷۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ (المومن:۲۸)

۸۸۔ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المومن:۴۶)

ان آیات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل یا آل کا اطلاق کئی مقامات پر ہوا ہے۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

فصل ۱

قرآن اور اصحابِ رسول ﷺ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. (الفتح ۴۸:۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدے کے نشان۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. (التوبۃ:۱۰۰)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ. (الحجرات:۷)

لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ (التحریم:۸)

جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا. (النساء:۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا ہو کر چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

آیاتِ بالا سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھی یعنی اصحاب وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی بشارت دی کہ میں ان سے اور وہ مجھ سے راضی ہو چکے ہیں اور یہ کہ جو ان کے پیروکار ہوئے ان سے بھی اللہ راضی ہوا۔ کیونکہ وہ ایمان والے اور کفر و فسق اور گناہ سے بچے ہوئے ہیں اور یہ ان کی صفات ہیں اور جو کوئی ایمان والوں کے راستے کو چھوڑ کر غیروں کی پیروی کرے گا ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ نبی اور نبی کی معیت میں آنے والوں کو روزِ قیامت رسوا نہیں کروں گا بلکہ ان کے دائیں اور آگے نور ہوگا۔ اس کے علاوہ بہت آیات ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ[1]

میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔ کیونکہ اگر کوئی تم میں سے جبلِ احد کے برابر بھی سونا صدقہ کر دے تو ان کے ایک (سیر) یا اس کے نصف کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

(۱) بخاری

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ (۱) جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کی بدگوئی کرتے ہیں تو کہہ دو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

ان احادیث سے حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مرتبہ اور مومن کے لیے ان کے ساتھ محبت و اخلاص و ادب و تعظیم کا لازم ہونا اور ان کی بدگویوں سے دور رہنا ثابت ہوا اس لیے اہلِ سنت کے لیے جائز نہیں کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں شرکت کریں کیونکہ اصحابِ رسول کے دشمنوں سے میل جول مومنِ خالص الاعتقاد کا کام نہیں۔ آدمی اپنے دشمن کے ساتھ نشست و برخاست اور خوش دلی سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا تو دشمنانِ رسول و دشمنانِ اصحابِ رسول کے ساتھ کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ (۲)

اصحابِ کبار میں خلفائے راشدین سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق، سیّدنا حضرت عمر فاروق، سیّدنا حضرت عثمان غنی، سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مرتبہ بلند و بالا ہے (۳) اب ان کے جداگانہ حالات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ترمذی (۲)، (۳) سوانح کربلا ص ۹،۸

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ۶

خلیفہء اوّل ابو بکر صدیق

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ

آپ کا اسمِ گرامی عبداللہ ہے۔ کنیت ابوبکر، لقب صدیق، عتیق ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی تیمی۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمٰی بنت فجر بن عامر بن عمرو بن کعب ہے۔ آپ کا نسب باپ اور ماں کی طرف سے مرہ تک ساتویں پشت میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے جدِ امجد تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چھٹے دادا تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

ولادت باسعادت:

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہء فیل کے دوسال چار مہینہ بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ یہی صحیح ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ہم بڑے ہیں یا تم۔ انہوں نے عرض آپ بڑے ہیں عمر میری زیادہ ہے یہ روایت مرسل وغریب ہے اور واقعہ میں یہ گفتگو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پیش آئی۔

ابتدائی حالات:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے بسلسلہ تجارت مکہ سے باہر دوسرے ملکوں میں تشریف لے جاتے تھے اپنی قوم میں بڑے دولت مند اور صاحب مروت واحسان تھے زمانہ جاہلیت میں قریش کے رئیس اور ان کی مجلسِ شوریٰ کے رکن تھے مجلسِ شوریٰ کی رکنیت ایک بڑا منصب تھا۔ عرب میں کوئی بادشاہ تو تھا نہیں۔ تمام امور ایک کمیٹی سے متعلق تھے جس کے دس ممبر تھے۔ کوئی جنگ کا، کوئی مالیات کا، اور کوئی کسی اور کام کا اور ہر ممبر اپنے محکمہ کی ولایت عامہ اور اختیارِ کامل رکھتا تھا معاملہ فہمی اور دانائی میں آپ کی خاص شہرت تھی اسلام کے بعد سب باتوں سے دل اچاٹ ہو گیا زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کا چال چلن نہایت پاکیزہ اور افعال متین وشائستہ تھے۔ ابنِ عساکر نے ابوالعالیہ ریاحی سے نقل کیا ہے کہ مجمع اصحاب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی تھی؟ تو فرمایا:

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اَعُوْذُ بِاللهِ فَقِيْلَ وَلِمَ قَالَ كُنْتُ اَصُوْنُ عَرْضِي وَاحْفِظُ مَرُوَّتِي فَاِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ كَانَ مَضِيْعًا فِيْ عَرْضِهٖ وَمَرُوَّتِهٖ. قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ مَرَّتَيْنِ (۱)

خدا کی پناہ، احباب نے کہا یہ کیوں، فرمایا میں اپنی مروت وآبرو کی حفاظت کرتا تھا اور شراب پینے والے کی عزت وآبرو برباد ہو جاتی ہے یہ خبر سرکار دو عالم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا ابوبکر نے سچ کہا سچ کہا۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی بت پرستی بھی نہ کی تھی۔ ابتداء ہی میں اس سے بھی آپ کو اولین نفرت تھی۔

واقعہ رویت شام اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شرف اسلام

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ یوں ہے کہ آپ ملک شام میں تجارت کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے تو آپ نے وہاں ایک خواب دیکھا تھا چنانچہ جب آپ دولت اسلام سے مشرف ہونے لگے تو حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کی دلیل طلب فرمائی۔ تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا:

كَانَ تَاجِرًا بِالشَّامِ فَرَاٰى رُؤْيَا فَقَصَّهَا عَلٰى بُحَيْرَةِ الرَّاهِبِ فَقَالَ لَهٗ بُحَيْرَةُ مِنْ اَنْتَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ مِنْ اَيِّ قَبِيْلَةٍ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ اِنْ صَدَقَ اللهُ رُؤْيَاكَ

فَاِنَّهٗ بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا مِنْ قَوْمِكَ تَكُوْنُ وَزِيْرَهٗ حَيَاتِهٖ وَخَلِيْفَتَهٗ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاَسَرَّهَا اَبُوْبَكْرٍ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى مَا تَدْعِيْ قَالَ الرُّؤْيَا الَّتِيْ رَاَيْتَ بِالشَّامِ فَقَبَّلَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ (۲)

حضرت صدیق اکبر تجارت کے سلسلہ میں ملک شام میں میں تشریف فرما تھے وہاں پر آپ نے ایک خواب دیکھا تو اس کی تعبیر کے لیے ایک راہب کے پاس جا کر خواب سنایا۔ بحیرہ نامی راہب نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر اس نے کہا: آپ کون سے قبیلہ اور کہاں کے رہنے والے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں مکہ کا رہنے والا اور بنی ہاشم کے خاندان سے ہوں اور تجارت کا کام کرتا ہوں۔ راہب نے کہا تو سن لیجئے مکہ اور قبیلہ بنی ہاشم سے نبی آخر الزماں ﷺ کا ظہور ہوگا۔ اے ابوبکر تم اس کے دین میں داخل ہو گے اور ان کے پہلے وزیر ہو گے اور ان کے وصال کے بعد خلیفہ اوّل بھی تم ہی ہو گے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ متاثر ہوئے لہٰذا جب نبی پاک ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آئے تو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اے محمد! آپ جس طرف بلا رہے ہیں اس کی آپ کے پاس کون سی دلیل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر کیا وہ دلیل کافی نہیں

(۱) تاریخ الخلفاء باب فضائل ابوبکر۔ (۲) نزہۃ المجالس جزء الثانی ص ۱۵۲۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ہے جوتم ملکِ شام میں دیکھ چکے ہو؟ تو فوراً ابوبکر نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جوخواب ملکِ شام میں دیکھا تھا اس کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی دلیل مانگی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ کم دلیل تھی جو ملکِ شام میں دیکھ چکے ہو اور راہب تمہیں اس کی تعبیر بتا چکا ہے تو آپ نے فوراً اسلام کو قبول فرمایا اور آپ کے نبی برحق ہونے پر ایمان لائے۔ سبقتِ اسلام کے سلسلہ میں کچھ مختلف اقوال ہیں کہ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سب سے اوّل کون ایمان لایا تو اس کے بارہ میں صحیح اور معتبر قول یہی ہے جیسا کہ سیّدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بچوں میں سب سے پہلے سیّدنا علی المرتضیٰ ایمان لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں اور مردوں میں سب سے پہلے سیّدنا ابوبکر صدیق ابن ابوقافہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

رفاقتِ نبوت اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیّدنا ابوبکر عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام سے لے کر وصالِ سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک مسلسل آپ کے ساتھ رہے چنانچہ صحابہ نے بالاتفاق دیکھا کہ:

صَحِبَهٗ اَبُوْبَكْرٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ الْاِسْلَامِ اِلٰى حِيْنَ تُوُفِّيَ لَمْ يُفَارِقْهُ سَفَرًا وَلَا حَضَرًا اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوْجِ فِيْهِ مِنْ حَجٍّ وَ غَزْوَةٍ شَهِدَ مَعَهُ الْمَشَاهِدَ وَ هَاجَرَ مَعَهٗ وَ تَرَكَ عِيَالَهٗ رَغْبَةً لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَفِيْقُهٗ فِي الْغَارِ۔ (۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب سے اسلام لائے تا وصالِ حضور علیہ السلام سفر و حضر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے مگر حج یا غزوہ کے لیے با اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جدا ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر اکثر مشاہدات بھی حاصل کیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اہل و عیال کو چھوڑا اور غارِ ثور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق ہوئے۔

معلوم ہوا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خاص رفاقت حاصل تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور بغیر اجازت آپ سے جدا نہ ہوئے۔

مالی قربانی اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ (۲)

میری ذات پر سب سے زیادہ خرچ کرنے والے اور میری خدمت میں رہنے والے ابوبکر صدیق ہیں۔

ثابت ہوا کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام کی خاطر مال قربان کیا کرتے تھے۔ دوسری حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو آپ کے پاس چالیس ہزار

(۱) نزھۃ المجالس جزء الثانی ص ۱۵۲ (۲) تاریخ الخلفاء

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

دینار تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم پر وہ سب کے سب خرچ فرما دیے۔ (۱)

ابوداؤد اور ترمذی نے بحوالہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ بارگاہ نبوت سے ہم کو مال کے قربان کرنے کا حکم ہوا تو میں نے دل میں ارادہ کیا کہ آج ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں اپنا نصف مال لے کر حضورِ اقدس کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا آپ نے مجھ سے فرمایا اے عمر اپنے گھر میں بیوی بچوں کے لیے کتنا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا حضور آدھا مال گھر پر موجود ہے۔ پھر ابوبکر حاضر ہوئے اور اپنا کل مال لے آئے آپ نے فرمایا اے ابوبکر بیوی بچوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو عرض کیا حضور! اللہ جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

اس وقت حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں ابوبکر سے کسی معاملہ میں بھی سبقت نہیں لے سکتا۔ (۲)

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہر ایک کا احسان اتار دیا ہے مگر ابوبکر کا احسان اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اتارے گا مجھے اتنا کسی کے مال نے نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کے مجھ پر عظیم احسانات ہیں اور کسی کے اتنے نہیں انہوں نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی بھی میرے نکاح میں دی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے باپ حضرت عثمان ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسالت مآب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا میرے بوڑھے باپ کو دیکھ کر حضورِ اقدس نے فرمایا کہ تم نے اپنے والد کو یہاں آنے کی اتنی تکلیف کیوں دی میں خود ان کے پاس آ جاتا میں نے عرض کیا حضور آپ کی زحمت کی بجائے ان کا آنا بہتر تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوقحافہ تمہارے بیٹے کے عظیم احسانات ہمیں یاد ہیں۔ ثابت ہوا کہ اصحابِ رسول میں سب سے اعلیٰ سخی اور مال کی قربانی دینے والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

ہجرتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رفیقِ غارِ ثور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور پر پہنچے تو حضرت صدیق اکبر نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا:

قَالَ وَاللهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتّٰى اَدْخُلَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقُبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَابَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ.

(۱) مشکوۃ مناقب ابوبکر (۲) ترمذی و ابوداؤد

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

کہ اللہ کی قسم میں آپ کو اس وقت تک غار میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک کہ میں غار کو اندر سے دیکھ نہ لوں کہ کہیں اس پرانی غار میں کوئی موذی چیز نہ ہو۔ اگر کوئی چیز ہو تو اس کا ضرر مجھے پہنچے گا آپ کو نہ پہنچے۔ چنانچہ ابوبکر غار میں داخل ہوئے تو غار کو صاف کیا پھر آپ کو غار میں تین سوراخ نظر آئے ایک میں تو انہوں نے اپنا تہ بند پھاڑ کر بھر دیا اور دو سوراخوں میں انہوں نے اپنی ایڑیاں داخل کر دیں۔ اس کے بعد عرض کیا حضور اندر تشریف لے آئیں۔ حضور ﷺ غار کے اندر آ گئے تو ابوبکر کی گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ اسی حالت میں سوراخ کے اندر سے سانپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کاٹ لیا لیکن وہ اسی طرح بیٹھے رہے اس لیے حرکت نہ کی کہ رسول اللہ ﷺ کے آرام میں خلل نہ آوے لیکن شدت تکلیف سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جو حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر پڑے۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر کیا ہوا؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے حضور ﷺ نے اپنا لعابِ دہن آپ کے پاؤں پر لگایا اور اسی وقت تکلیف جاتی رہی۔

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور رسالت ماب ﷺ کی محبت وصحبت وعشق میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص مقام حاصل تھا۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

بَيْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! هَلْ يَكُوْنُ لِأَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ: وَأَيْنَ حَسَنَاتُ أَبِيْ بَكْرٍ؟ قَالَ: إِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِيْ بَكْرٍ (1)

ایک چاندنی رات میں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اتنی نیکیاں بھی کسی کی ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں عمر کی اتنی نیکیاں ہیں۔ پھر میں نے پوچھا ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا عمر کی ساری عمر کی نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی (یعنی غار والی نیکی) کے برابر ہیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقتِ نبوت در غارِ ثور کا انتخاب

جو لوگ اس کو نہیں مانتے ان کی کتابوں میں بھی اس امر کی تصدیق موجود ہے مشہور کتاب حسن عسکری میں ہے۔

إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْعَلِيَّ الْأَعْلَى يَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَكَ: إِنَّ أَبَا جَهْلٍ وَالْمَلَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ دَبَّرُوْا وَيُرِيْدُوْنَ قَتْلَكَ إِلَى أَنْ قَالَ وَأَمَرَكَ أَنْ تَسْتَصْحِبَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ إِنْ أَنَسَكَ وَسَاعَدَكَ وَآزَرَكَ وَثَبَتَ عَلَى تُعَاهِدُكَ وَتُعَاقِدُكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ فِيْ غُرْفَتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ

کہ جبریل علیہ السلام اللہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی لے کر آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر تحفہ سلام ہو اور وہ فرماتا ہے ابوجہل اور جماعت قریش نے آپ کو شہید (قتل) کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ ابوبکر کو اپنا رفیق بناؤ اور اگر وہ اپنے عہد موافقت پر قائم رہے تو جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔ پھر حضور علیہ السلام ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے ابوبکر کیا تو اس بات پر راضی ہو کہ

(1) مشکوٰۃ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

رَضِيْتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ اَبَابَكْرٍ تُطْلَبُ كَمَا اُطْلَبُ وَتُعْرَفَ بِاَنَّكَ اَنْتَ الَّذِيْ تَحْمِلُنِيْ عَلٰى مَا اَدَّعِيْهِ فَتَحْمِلُ عَنِّيْ اَنْوَاعَ الْعَذَابِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا اَنَا لَوْعِشْتُ عُمَرَ الدُّنْيَا عَذَّبْتُ فِيْ جَمِيْعِهَا اَشَدَّ عَذَابٍ لَايَنْزِلُ عَلَيَّ مَوْتٌ فَرِيْحٌ وَلَا نَرِيْحٌ مُبِيْحٌ وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ مَحَبَّتِكَ لَكَانَ ذٰلِكَ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَتَنَعَّمَ وَاَنَا مَالِكٌ لِجَمِيْعَ قَلْبِكَ لِمَلُوْكِهَا فِيْ مُخَالِفَتِكَ مَا اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا فِدَاءُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جَرَمَ اَنْ اَطْلَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِكَ وَجَدَمَا فِيْهِ مَوَافِقًا لِمَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِكَ جَعَلَكَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعَ وَالْبَصَرِ وَالرَّاسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ مِنَ الْبَدَنِ كَعَلِيِّ الَّذِيْ هُوَلَكَ۔ (۱)

میرے ہمسفر ہو۔ اور کفار قریش جس طرح میرے قتل کے درپے ہیں تمہارے قتل کے بھی درپے ہوں اور اس بات کی تشہیر بھی ہو کہ تم نے ہی مجھ کو اس طرح کرنے پر آمادہ کیا اور میری رفاقت کے سبب تم کو طرح طرح کے عذاب پہنچیں؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں وہ شخص ہوں کہ اگر آپ کی محبت میں عمر بھر عذاب اور تکلیف پہنچتی رہے نہ مروں نہ آرام پاؤں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی شہنشاہی قبول کروں میری جان اور مال اور اہل وعیال آپ پر قربان ہوں آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں۔ یہ سن کر رسالتِ مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تیرے دل پر گواہ ہے اور تیرے دل کو تیری زبان کے مطابق پایا بالیقین اللہ نے تجھے بمنزلہ میرے سمع وبصر کے گردانا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت اور سفر ہجرت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اگر بیٹا بھی میری تلوار کی زد میں آجاتا تو اس کا سر بھی قلم کر دیتا (از سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

ابنِ عساکر سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن مشرکوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے مقابلہ میں تھے۔

اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ فَلَمَّا اَسْلَمَ قَالَ لِاَبِيْهِ لَقَدْ هَدَفْتَ لِيْ يَوْمَ بَدْرٍ فَانْصَرَفْتُ عَنْكَ وَلَمْ اَقْتُلْكَ۔ (۲)

کہ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر یوم بدر مشرکین کے ہمراہ تھے تو جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو اپنے باپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ کو (باپ سمجھ کر) قتل نہ کیا۔

اس بات کو سن کر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فقال ابوبکر لٰكِنَّكَ لَوْ اَهْدَفْتَ لِيْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْكَ بیٹا! اگر میری تلوار کی زد میں اس وقت تم آجاتے تو میں تمہیں بیٹا خیال کر کے کبھی نہ چھوڑتا تمہیں اپنی تلوار سے اڑا دیتا۔

(۱) تفسیر حسن عسکری زیر آیت فی الغار (۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس سے معلوم ہوا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ثابت کر دیا کہ جو میرے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ہو کر ان کے غلاموں کے مقابلہ میں آئے خواہ وہ حقیقی بیٹا ہی کیوں نہ ہو میں اس کا لحاظ کرنے کو تیار نہیں جس کو اس ذاتِ اعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق اور رشتہ نہیں اس کے ساتھ ابوبکر کو بھی کچھ رشتہ نہیں۔ خواہ وہ ابوبکر کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، قرآن پاک میں ہے لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَھُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَھُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَھُمۡ۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس آیت قرآن کی مکمل تفسیر عملی شکل میں بیان فرمادی کہ دینِ مصطفوی کے مقابلہ میں اس کے مخالف کا کچھ لحاظ نہیں خواہ وہ باپ، بیٹا اور بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شجاعتِ عظمیٰ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

بزار نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ شجاعت یعنی بہادری کے سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اصحاب سے فرمایا:

قَالَ اَخۡبِرُوۡنِی مَنۡ اَشۡجَعُ النَّاسِ۔ فَقَالُوۡا: اَنۡتَ قَالَ اَمَا اِنِّیۡ مَا بَارَزۡتُ اَحَدًا اِلَّا اَنۡتَصَفۡتُ مِنۡہُ وَلٰکِنۡ اَخۡبِرُوۡنِیۡ بِاَشۡجَعِ النَّاسِ قَالُوۡا لَا نَعۡلَمُ۔ قَالَ اَبُوۡ بَکۡرٍ اِنَّہٗ لَمَّا کَانَ یَوۡمَ بَدۡرٍ فَجَعَلۡنَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَرِیۡشًا فَقُلۡنَا مَنۡ یَّکُوۡنُ مَعَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا یَھۡوِیۡ اِلَیۡہِ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ فَوَ اللّٰہِ مَا دَنَا مِنۡہُ اَحَدٌ اِلَّا اَبُوۡبَکۡرٍ شَاھِرًا بِالسَّیۡفِ عَلٰی رَاۡسِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَا یَھۡوِیۡ اِلَیۡہِ اَحَدٌ اِلَّا ھَوٰی اِلَیۡہِ فَھُوَ اَشۡجَعُ النَّاسِ (مجمع الزوائد ۹: ۴۷،۴۶)

اے لوگو مجھے خبر دو کہ سب سے زیادہ بہادر اور شجاع کون ہیں؟ لوگوں نے کہا آپ ہیں فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ کے ساتھ لڑتا ہوں یہ کوئی بہادری نہیں ہے میں تم سب سے زیادہ بہادر شخص کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ عرض کیا ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا سب سے زیادہ شجاع و بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جنگِ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک سائبان بنایا گیا تھا پھر آپس میں ہم نے صلاح کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لئے کون شخص ٹھہرے گا اللہ کی قسم ہم میں سے کسی کو ہمت نہ ہوئی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی کو رسالت مآب علیہ السلام تک پھڑ کنے نہ دیا اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا تو آپ فوراً جھپٹ پڑے اور حملہ کر دیا۔ لہٰذا آپ بڑے شجاعت والے تھے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ مشرکین نے سختی کون سے وقت کی تھی تو آپ نے جواب دیا:

رَاَیۡتُ عُقۡبَۃَ بۡنَ اَبِیۡ مُعَیۡطٍ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیۡ فَوَضَعَ رِدَآءَہٗ فِیۡ عُنُقِہٖ فَخَنَقَہٗ بِہٖ خَنۡقًا شَدِیۡدًا فَجَآءَ اَبُوۡبَکۡرٍ حَتّٰی دَفَعَہٗ عَنۡہُ۔ فَقَالَ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدۡ جَآءَ کُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ (صحیح البخاری ۳: ۱۳۴۴ رقم ۳۴۷۵)

میں نے دیکھا عقبہ بن ابی معیط مشرک جو تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے نماز کے دوران آیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے لگا اور بہت زور سے گلا گھونٹا۔ تو اسی وقت حضرت ابوبکر آ گئے اور اسے پیچھے دھکا دے کر فرمایا کہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ کیا اس لیے حضرت کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے نشانیاں لے کر آئے ہیں۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

تواضع وحلم ورحم سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ۔ (سنن ابن ماجہ ۱:۵۵ رقم ۱۵۴)

میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحیم وحلیم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت ابی صالح غفاری سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَتَعَاھَدُ عَجُوْزًا کَبِیْرَۃً عَمْیَاءَ فِیْ بَعْضِ حَوَاشِی الْمَدِیْنَۃِ مِنَ اللَّیْلِ فَیَسْتَقِیْ لَھَا وَیَقُوْمُ بِاَمْرِھَا فَکَانَ اِذَا جَآءَ ھَا وَجَدَ غَیْرَہٗ قَدْسَبَقَہٗ اَلَیْھَا فَاَصْلَحَ مَا اَرَدْتُ فَجَاءَ ھَا غَیْرَہٗ مَرَّۃً کَیْلَا یَسْبِقَ اِلَیْھَا فَرَصَدَہٗ عُمَرُ فَاِذَا ھُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ اَلَّذِیْ یَاْتِیْھَا وَھُوَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃٍ فَقَالَ عُمَرُ اَنْتَ ھُوَ عُمْرِیْ۔

(تاریخ ابن عساکر، ۳۰:۳۲۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کے وقت ایک بڑھیا اندھی اپاہج جو مدینہ کے اطراف میں رہتی تھی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اس کو روٹی پانی اور دوسرے کام کر دیا کرتے تھے۔ ایک روز جو اس کے پاس آپ تشریف لے گئے تو خلاف توقع اس کا تمام کام ہوا پایا اور اب سے ہمیشہ ہی کوئی ہر کام آپ سے پہلے کر جانے لگا آپؓ کو حیرت ہوئی اور جستجو کرنی شروع کی تو حضرت ابوبکر صدیق نکلے حالانکہ حضرت ابوبکر ان ایام میں خلیفہ کی مسند پر فائز تھے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے واللہ آپ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔

ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت حلیم، رحم دل اور صاحب تواضع تھے آپ کی نرمی قلب کے بارے میں اکثر احادیث آتی ہے۔

قرآن وحدیث وتفسیر وانساب وتعبیر الرؤیا وحکمت وفصاحت و بلاغت کے علوم بحرِ نا کنار:

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کَانَ الصِّدِّیْقُ اَقْرَاُ مِنَ الصِّحَابَۃِ اِیْ اَعْلَمُھُمْ بِالْقُرْآنِ لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدَّمَہٗ اَمَامًا لِلصَّلٰوۃِ بِالصِّحَابَۃِ مَعَ قَوْلِہٖ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ وَاَنَّہٗ اَعْلَمُ الصِّحَابَۃِ وَاَزْکَاھُمْ وَاحِدِ الصَّحَابَۃِ اَلَّذِیْنَ حَفَظُوا الْقُرْآنَ کُلَّہٗ وَ کَیْفَ لَا یَکُوْنُ کَذٰلِکَ وَقَدْ صَحِبَ صُحْبَۃَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِ

تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کلام اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں نماز کا امام بھی انہی کو بنایا آپ نے خود ہی فرمایا تھا کہ قوم کا امام وہ ہونا چاہیے جو قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا ہو اور آپ صحابہ میں سے بڑے ذکی اور عالم تھے اور قرآن کو حفظ بھی کیا تھا کیونکہ آپ کے حافظ ہونے کا بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ اوّل سے تا وصال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

بَعْثَهٗ اِلٰی وِصَالٍ وَهُوَ مَعَ ذَالِكَ مِنْ اَزْكٰی عِبَادَ اللهِ وَاَعْقَلُهُمْ وَلَوَّلُ الرُّؤْيَا وَكَانَ مِنْ اَفْصَحِ النَّاسِ وَاَخْطَبُهُمْ وَاَعْلَمُ النَّاسِ بِاَنْسَابِ الْعَرَبِ مِنْ نَسَبِهٖ۔

آپ کی معیت میں رہے اور خوابوں کی تعبیروں کا علم بھی جانتے تھے۔ فصاحت و بلاغت و خطابت میں بھی اعلیٰ مقام تھا اور نسب عرب کے بھی بڑے ماہر تھے عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص انساب کے واقف کار تھے۔

بارگاہِ نبوت کی عطا: ابوبکر عتیق اور صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو لقب عتیق و صدیق اس قدر مشہور ہیں کہ نام پر لقب غالب آئے اس لیے کہ یہ دونوں القاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں خود ارشاد فرمائے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ عَتِيْقًا (مشکوۃ المصابیح، باب مناقب لابی بکر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم عتیق اللہ من النار یعنی دوزخ سے آزاد ہو پس اس روز سے آپ کا لقب عتیق مشہور ہو گیا۔

عَنِ ابْنِ اَمْرَهٍ قَالَ قُلْنَا لِعَلِيٍّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبِرْنَا عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ ذٰلِكَ اِمْرُءٌ سَمَّاهُ اللهُ الصِّدِّيْقَ عَلٰی لِسَانِ جِبْرِيْلَ وَ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ كَانَ خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الصَّلٰوةِ رَضِيَهٗ لِدِيْنِنَا فَرَضِيْنَا وَاَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰی قَالَ لَا اُحْصِيْ كَمْ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ اِنَّ اللهَ سَمّٰی اَبَابَكْرٍ عَلٰی لِسَانِ نَبِيِّهٖ صِدِّيْقًا۔ (۱)

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابن امرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ابوبکر کا حال بیان کیجئے تو آپ نے فرمایا ابوبکر وہ ہستی ہیں جن کا نام اللہ نے جبریل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے صدیق رکھا، وہ نماز میں حضور علیہ السلام کے خلیفہ تھے جس شخص سے حضور علیہ السلام دینی امور میں خوش ہو گئے ہم ان پر اپنے دنیاوی معاملات میں بھی راضی ہو گئے۔ دارقطنی اور حاکم نے ابویحییٰ سے بھی روایت کیا کہ میں نے بہت مرتبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو بر سر منبر یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے ابوبکر کا نام صدیق سنا۔

ابن اسحٰق بروایت حسن بصری فرماتے ہیں کہ

اَوّل ما اشتهر به صبحية الاسراء (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

شب معراج سے دوسرے روز آپ کا لقب صدیق مشہور ہوا۔

قال مصعب بن الزبير وغيره اجتمعت ال امة على تسميتہ بالصديق لأنه بلا خوف الى تصديق رسول الله صلى الله وسلم عليه (۲)

مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے بے خوف و نذر ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی۔

(۱) نزہۃ المجالس (۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَ شَهِیْدَانِ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کوہ احد پر چڑھے احد حرکت کرنے لگا (یعنی آمد مصطفیٰ علیہ السلام پر مسرت سے جھومنے لگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پر ٹھوکر لگائی اور فرمایا: احد ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی ہے اور صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔

مذکورہ احادیث و روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر کو صدیق وعتیق کے القاب حاصل ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے احد پہاڑ پر جدا گانہ اسماء کا ذکر فرمایا اور نبی اور صدیق یعنی یہ لقب صرف ابو بکر کو ہی عطا ہوئے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں کو شہیدان فرمایا کہ یہ دونوں شہید کئے جاویں گے۔ یہ آپ کی خبرِ غیب بھی تھی جو قبل از وقت ارشاد فرمادی۔

سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ عبداللہ کے صدیق ہونے پر تصدیق

جولوگ آپ کو صدیق نہیں مانتے ان کی کتابوں میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے۔

سُئِلَ الْاِمَامُ جَعْفَرَ عَنْ حِلْیَةِ السَّیْفِ هَلْ یَجُوْزُ قَالَ نَعَمْ حَلّٰی اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ سَیْفَهٗ : فَقَالَ الرَّاوِیْ اَتَقُوْلُ هٰکَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَقَامِهٖ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ. فَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَهُ الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (۲)

حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے تلوار کو چاندی سے مرصع کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا جائز ہے کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو مرصع کیا ہے۔ راوی کہنے لگا آپ اس کو صدیق کہتے ہیں؟ امام غضب ناک ہو کر کہنے لگے ہاں صدیق رضی اللہ عنہ ہاں صدیق رضی اللہ عنہ ہاں صدیق رضی اللہ عنہ جو اس کو صدیق نہ کہے خدا اس کو دنیا اور آخرت میں جھوٹا کرے۔

نیز اس کے علاوہ ان کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی میں بروایت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ وہ حدیث درج کی گئی ہے جس میں احد پہاڑ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے پہاڑ ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی اور صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صدیقیت بزبانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

نزولِ بعض آیاتِ قرآنی بحقِ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ○ لِیُکَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ. (الزمر ۳۹: ۳۳تا۳۵)

اور جو شخص سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ ہی تو متقی ہیں ان کے لیے وہ (نعمتیں) ان کے رب کے پاس (موجود) ہیں جن کی وہ خواہش کریں گے یہی محسنوں کی جزا ہے تاکہ اللہ ان کی خطاؤں کو جو انہوں نے کیں اُن سے دور کر دے اور انہیں ان کا ثواب ان کی نیکیوں کے بدلہ میں عطا فرمائے جو وہ کیا کرتے تھے۔

(۱) صحیح البخاری ۳: ۱۳۴۴، رقم ۳۴۷۲ (۲) کشف الغمہ، احتجاج طبرسی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ ۲:۲۷۴)

وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لیے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (آل عمران ۳:۱۸۱)

بے شک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی۔ اب ہم لکھ کر رہیں گے ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا اور ہم فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ○ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى (سورۃ اللیل ۹۲:۱۷تا۲۱)

اور دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے اور اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے۔ اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (الحدید ۵۷:۱۹)

اور وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور وہی ہیں کامل صدیق اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے ہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور نور ہے۔

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (التوبۃ ۹:۴۰)

تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا جب وہ دونوں غار میں تھے اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے ان پر سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اور اللہ کا ہی بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

چاندی کی انگوٹھی اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر جلد اوّل میں یہ روایت بیان فرماتے ہیں:

أن النبي صلى الله وسلم دفع خاتم ألى ابي بكر و قال اكتب لا اله الا الله فدفعه أبو بكر الى النقاش ويقال اكتب عليه لا اله الا الله محمد رسول الله. فلما جاء به ابو بكر الى النبي صلى الله عليه وسلم وجد عليه لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بكر الصديق فقال ما

تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی مبارک دی اور فرمایا اس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھوا لاؤ تو حضرت ابو بکر صدیق نقاش کے پاس گئے اور اس کو کہا اس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھ دو۔ اس نے لکھ دیا۔ آپ وہ انگوٹھی لے کر بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

هذه الزيادة يا ابو بكر فقال ما رضيت ان افرق اسمك عن اسم الله وأما الباقي فما قلته، فنزل جبرئيل وقال ان الله تعالىٰ يقول اني كتبت اسم ابي بكر لأنه ما رضي ان يفرق اسمك عن اسمي، فانا ما رضيت ان افرق اسمه عن اسمك (۱)

کو دیکھ کر فرمایا: ابوبکر یہ زیادتی کیسی؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میرا دل اس بات پر راضی نہ ہوا کہ آپ کا نام اقدس خدا کے نام مبارک سے جدا ہو۔ یہ آپ کا نام میں نے اس لیے لکھوالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ تمہارا نام کس نے لکھ دیا ہے عرض کیا یہ تو میں نے نہیں لکھوایا۔ پھر جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا: اللہ فرماتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام ہمارے نام سے جدا کرنا مناسب نہ جانا۔ تو ہم نے ابوبکر کا نام آپ کے نام سے جدا ہونا مناسب نہ جانا لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام تو ہم نے خود لکھ دیا ہے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کی اجمالی خصوصیات

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت مسلمانوں کے لیے ظلِ رحمت ثابت ہوا۔ اور دین مصطفیٰ ﷺ کو جو ہولناک اندیشے اور خطرات عظیمہ پیش آئے تھے۔ وہ حضرت صدیق اکبر کی رائے صائب تدبیر صحیح اور کامل دیج داری وزبردست اتباعِ سنت کی برکت سے دفع ہوئے اور اسلام کو وہ استحکام حاصل ہوا کہ کفار و منافقین لرزنے لگے۔ اور ضعیف الایمان لوگ پختہ ہو گئے۔ آپ کی خلافتِ راشدہ کا زمانہ اگرچہ بہت تھوڑا تھا لیکن اس سے اسلام کو ایسی عظیم الشان تائیدیں اور قوتیں حاصل ہوئیں کہ کسی زبردست حکومت کے طویل زمانہ کو اس سے کچھ نسبت نہیں ہو سکتی آپ کے عہدِ مبارک کے چند اہم واقعات یہ ہیں۔

آپ نے جیشِ اسامہ کی تنفیذ کی۔ جس کو حضور ﷺ نے اپنے عہدِ مبارک کے آخر میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا ابھی یہ لشکر تھوڑی ہی دور پہنچا تھا۔ اور مدینہ طیبہ کے قریب ہی تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم سے پردہ فرمایا یہ خبر سن کر اطرافِ مدینہ کے عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے صحابہ کرام نے مجتمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زور دیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلائیں اس وقت اس لشکر کا روانہ کرنا کسی طرح مصلحت نہیں۔ مدینہ کے گروہ اور طوائف کثیرہ تو مرتد ہو گئے اور لشکر شام بھیج دیا جائے اسلام کے لیے یہ نازک ترین وقت تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے انتقالِ اقدس کے بعد کفار و منافقین کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور ان کی مردہ ہمتوں میں جان پڑ گئی تھی۔ منافقین سمجھ گئے تھے کہ اب وقت کھیل کھیلنے کا آ گیا ہے ضعیف الایمان دین سے پھر گئے اور مسلمان ایک ایسے صدمے میں شکستہ دل اور بے تاب و ناتواں ہو گئے جس کی مثل دنیا کی آنکھ نے کبھی نہ دیکھی ان کے دل گھائل ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں کھانا پینا برا معلوم ہوتا ہے زندگی ناگوار نظر آتی ہے۔ (۲)

اس وقت حضور اقدس ﷺ کے جانشین کے لئے امن قائم کرنا۔ دین کا سنبھالنا۔ مسلمانوں کی حفاظت کرنا۔ ارتداد کے سیلاب کو روکنا کس قدر دشوار تھا باوجود اس کے سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے روانہ کیے ہوئے لشکر کو واپس کرنا اور مرضی مبارکہ کے خلاف جرأت کرنا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سراپا صدق کا رابطہ نیازمندی گوارہ نہ کرتا تھا اس مشکل کو وہ ہر مشکل سے سخت تر سمجھتے تھے اس پر صحابہ کا اصرار کہ لشکر واپس بلالیا جائے اور خود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لوٹ آنا اور حضرت صدیق اکبر سے عرض کرنا کہ قبائلِ عرب آمادۂ جنگ اور درپے

(۱) نزہۃ المجالس ۱۰۵ (۲) الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

تخریب اسلام ہیں اور کار آزما بہادر میرے لشکر میں ہیں۔ انہیں اس وقت روم بھیجنا اور ملک کو ایسے دلاور مردان سے خالی کر دینا کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا تھا۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے مشکلات تھیں۔ (۱)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اعتراف کیا ہے کہ اگر اس وقت ان کی جگہ دوسرا ہوتا تو ہرگز ثابت قدم نہ رہتا اور مصائب و افکار کا یہ ہجوم اور اپنی جماعت کی پریشان حالات ان کو مبہوت کر ڈالتے مگر اللہ اکبر! حضرت صدیق اکبر کے پائے ثبات میں ذرہ بھی لغزش نہ ہوئی اور ان کے استقلال میں ایک شمہ فرق نہ آیا آپ نے فرمایا۔ **وَالَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَارُدَّتْ جَیْشًا وَجَّهَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا حللت لواء عقده.** اس ذات وحدہ لاشریک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا اور جس لشکر کے جھنڈے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہوا سے ہرگز نہ کھولوں گا اور نہ اس کو روانگی سے روکوں گا خواہ میری جان پر کچھ بن جائے پرندے میری بوٹیاں نوچ کھائیں لیکن ذاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حکم میں ذرا بھی تنسیخ و ترمیم نہیں کروں گا۔ اور ان کے حکم میں اپنی دخل اندازی نہیں دے سکتا چنانچہ آپ نے لشکر کو ایسی حالت میں ہی روانہ فرما دیا۔ (۲)

اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت ولیاقت اور کمال دلیری و جوانمردی کے علاوہ ان کے توکلِ صادق کا بھی پتہ چلتا ہے اور دشمن بھی انصافاً یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ قدرت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و جانشینی کی اعلیٰ تربیت قابلیت و اہلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔

اب یہ لشکر روانہ ہوا۔ جو قبائل مرتد ہونے کو تیار تھے اور یہ سمجھ چکے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسلام کا شیرازہ ضرور درہم برہم ہو جائے گا اور اس کی سطوت و شوکت باقی نہ رہے گی انہوں نے جب دیکھا کہ لشکرِ اسلام رومیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گیا اسی وقت ان کے خیالی منصوبے غلط ہو گئے انہوں نے جان لیا کہ سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عہدِ مبارک میں اسلام کے لیے ایسا زبردست نظم فرما دیا جس سے مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہیں ہو سکتا۔

اور وہ ایسے غم و اندوہ کے وقت بھی اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے سامنے اقوامِ عالم کو سرنگوں کرنے کے لیے ایک مشہور و زبردست قوم کے خلاف فوج کشی کر رہے ہیں لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام مٹ جائے گا ابھی صبر سے دیکھنا ہے کہ یہ لشکر کس شان سے واپس ہوتا ہے۔ بفضلِ الٰہی بہ وعدۂ خداوندی اور بہ برکتِ نبوی یہ لشکرِ ظفر پیکر فتحیاب ہوا۔ رومیوں کو ہزیمت ہوئی جب یہ فاتح لشکر واپس آیا وہ تمام قبائل جو مرتد ہونے کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس ناپاک قصد سے باز آئے اور اسلام پر صدق سے قائم ہوئے بڑے بڑے جلیل القدر صائب الرائے صحابہ جو اس لشکر کی روانگی کے وقت نہایت شدت سے اختلاف فرما رہے تھے اپنی فکر کی خطا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے مبارک کے صائب اور ان کے علم کی وسعت و استقامت اور ایمانی عقیدت کے معترف ہوئے۔

اسی خلافتِ مبارکہ کا ایک اہم ترین واقعہ مانعینِ زکوٰۃ کے ساتھ عزمِ قتال ہے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر مدینہ طیبہ کے حوال اور اطراف میں مشہور ہوئی تو عرب کے بہت گروہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان سے قتال کرنے کے لیے تیار ہوئے تو امیر المؤمنین غیظ المنافقین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے وقت کی نزاکت اسلام کی نوعمری، دشمنوں کی قوت اور مسلمانوں کی پریشانی اور پراگندہ خاطری کا لحاظ فرما کر مشورہ دیا کہ اس وقت جنگ کے

(۱)،(۲) الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

لیے ہتھیار نہ اٹھائے جائیں مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے ارادہ پر قائم رہے اور آپ نے فرمایا کہ قسم وحدہٗ لاشریک کی جو زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک تسمہ کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے تھے اگر آج انکار کریں گے تو میں ضرور ان سے قتال کروں گا آخر کار آپ قتال کے لیے اٹھے اور مہاجرین و انصار کو ساتھ لیا اور اعراب اپنی ذریتوں کو لے کر بھاگ گے پھر آپ نے حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی اور صحابہ نے خصوصاً سیّدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحت تدبیر، اصابت رائے کا اعتراف کیا اور کہا خدا کی قسم اللہ نے صدیق کا سینہ کھول دیا جو انہوں نے کیا حق تھا اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس وقت کمزوری دکھائی جاتی تو ہر قوم ہر قبیلہ کو احکامِ اسلام کی بے حرمتی اور ان کی مخالفت کی جرأت ہوتی اور دینِ حق کا نظم باقی نہ رہتا۔[1]

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ان عظیم واقعات سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ہر حالت میں حق کی حمایت اور ناحق کی مخالفت ضروری ہے اور ہر قوم جو ناحق کی مخالفت میں سستی کرے گی جلد تباہ ہو جائے گی۔ آج کل سادہ لوح برائے نام اخلاق پسندی کا صرف دعویٰ کرنے والے فرقِ باطلہ کے رد کرنے کو بھی منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس وقت آپس کی جنگ موقوف کرو وقت کا تقاضا اجازت نہیں دیتا۔ میں ان حضرات کو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس طریقِ عمل کی طرف رغبت دلاتا ہوں کہ وہ وقت نازک ترین تھا یا کہ موجودہ یقیناً اس وقت کے عظیم نازک حالات کے باوجود بھی حضرت صدیق عتیق رضی اللہ عنہ نے باطل کی سرکشی میں ذرا توقف نہ فرمایا۔ جو فرقے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ان سے ایسی غفلت برتنا یقیناً اسلام کو صریح نقصان پہنچانے کے مترادف ہے اور ایسا کرنے والے بارگاہِ ذوالجلال میں جوابدہ ہوں گے۔

پھر حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر یمامہ کی طرف مسیلمہ کذاب کے قتال کے لیے روانہ ہوئے دونوں طرف سے لشکر مقابل ہوئے چند روز جنگ جاری رہی آخر الامر مسیلمہ کذاب علیہ اللعنۃ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ اسلام لانے سے قبل انہی کے ہاتھوں حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی تھی۔

مسیلمہ کذاب کی قتل کے وقت عمر ڈیڑھ سو سال کی تھی۔ مسیلمہ کذاب کی عمر حضرت سیّدنا عبداللہ والد ماجد حضور سیّد الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ تھی اس جنگِ یمامہ بمقابلہ مسیلمہ کذاب میں جو صحابہ کرام شہادت سے سرفراز ہوئے تھے ان کے اسماءِ مبارکہ یہ ہیں۔
(۱) ابوحذیفہ بن عتبہ (۲) سالم مولیٰ ابوحذیفہ (۳) شجاع بن وہب۔ (۴) زید بن خطاب (۵) عبداللہ بن سہل (۶) مالک بن عمرو (۷) طفیل بن عمرو الدوسی (۸) یزید بن قیس (۹) عامر بن کبیر (۱۰) عبداللہ بن مخرمہ سائب (۱۱) عثمان بن مظعون (۱۲) عبادہ بن بشیر (۱۳) معن بن علمی (۱۴) ثابت بن قیس بن شماس (۱۵) ابودجانہ (۱۶) سماک بن حرب۔ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

۱۲ھ میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف روانہ کیا وہاں کے لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ بمقام جواثی میں ان سے مقابلہ ہوا۔ اور بکرمہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اسی طرح عمان میں بھی لوگ مرتد ہو گئے تھے تو آپ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابن ابوجہل کو روانہ کیا اور بجیرہ کے مرتدین پر مہاجرین ابی امیہ کو بھیجا۔ مرتدین کی ایک اور جماعت پر زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اسی سال مرتدین کے قتال سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سرزمینِ بصرہ کی طرف روانہ کیا آپ نے اہلِ ایلہ پر جہاد کیا۔ ایلہ فتح ہوا اور کسریٰ کے شہر جو عراق میں تھے فتح ہوئے۔ اس کے بعد آپ

(۱) الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور اسلامی لشکروں کو شام کی طرف بھیجا اور جمادی الآخر ۱۳ھ میں واقعۂ جنگ حبادین پیش آیا اس میں بھی مسلمانوں کو فتح یابی ہوئی۔ آپ حالتِ نزع میں تھے کہ حضرت کو فتح کی خوشخبری ملی۔ (۱)

اسی سال جنگِ مرج الصفر ہوا۔ مشرکین کو زبردست شکست ہوئی اس جنگ میں حضرت عکرمہ بن ابی جہل، ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ، فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ موجود تھے۔

بفضلہٖ تعالیٰ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے تھوڑے سے عرصے میں شب و روز کی سعی پیہم سے بدخواہوں کے حوصلے پست کردیئے اور ارتداد کا سیلاب روک دیا۔ کفار کے قلوب میں اسلام کا وقار راسخ ہوگیا اور مسلمانوں کی شوکت و اقبال کے پھریرے عرب و عجم و بحر و بر میں لہرانے لگے۔

آپ قرآن حکیم کے پہلے جامع حافظ ہیں اور آپ کے عہد مبارک کا نہایت زریں کارنامہ جمع قرآن ہے۔ کیونکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جہادوں میں وہ صحابہ کرام جو حافظِ قرآن تھے وہ شہید ہونے لگے ہیں اور آپ کو اندیشہ ہوا کہ اگر تھوڑے زمانہ بعد حفاظِ قرآن باقی نہ رہے تو قرآن پاک مسلمانوں کو کہاں سے میسر ہوگا۔ یہ خیال فرما کر آپ نے صحابہ کو جمعِ قرآن کا حکم فرمایا اور مصاحف مرتب ہوئے بالآخر قرآن حکیم مکمل جمع کیا گیا جو آخر وقت تک آپ کے پاس رہا اور اس کے بعد سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ اس عظیم احسان کا ہی کمال ہے کہ آج ساری دنیا کے مسلمانوں کے سینوں اور زبانوں پر تلاوت قرآن ہو رہی ہے (۲)

ابویعلیٰ نے بروایت صحیح نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ ثواب قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا ہے جنہوں نے کتابی شکل میں قرآن حکیم کو مرتب فرمایا۔ (۳)

صحابہ کرام کو آپ کی وصیت:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری ایام میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو وصیتیں فرمائیں۔ بالخصوص اپنے بعد جانشین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں صحابہ کی رائے و رضامندی حاصل کرلی۔ تمام نے بالاتفاق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر رضامندی کا اظہار کرلیا اور چند ایک وصیتیں بھی اپنے جانشین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمائیں۔ اور ان کے حق میں بارگاہِ الٰہی میں بھی دعائیں کیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق کا علم مافی الارحام: بیٹی ام کلثوم کے پیدا ہونے کی خبر دینا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بیس وسق (تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں پر لگی ہوئی تھیں ہبہ کیں اور اپنے انتقال سے پہلے ہی فرمایا۔ اے میری پیاری بیٹی مال و دولت کے باب میں مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں ہے اور مجھے تمہاری حاجت مندی بھی پسند نہیں ہے۔ لاریب بیس وسق کھجوریں میں نے تمہیں ہبہ کی ہیں۔ اگر تم نے انہیں توڑ کر اکٹھا کرلیا ہوتا تو وہ تمہاری مملوکہ ہوتیں لیکن اب وہ تمام وارثوں کا مال ہے جس میں:

(۱)، (۲)، (۳) الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

وَاِنَّمَا هُوَ اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ قُلْتُ يَاأَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا كَذَا لَتَرَكْتُهُ اِنَّمَا هِيَ اَسْمَاءُ الْاُخْرٰى قَالَ ذُوْبَطْنِ ابْنَةِ خَارِجَةَ اُرَاهَا جَارِيَةً وَاَخْرَجَهُ ابْنِ سَعْدٍ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهٖ قَالَ ذَاتُ بَطْنِ ابْنَةِ خَارِجَةَ فَاسْتَوْصِي بِهَا خَيْرًا فَوَلَدَتْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ (۱)

تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں شریک ہیں اس کو تم قرآن کے حکم کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، ابا جان! اگر بہت زیادہ ہوتیں تب بھی میں اس ہبہ سے دست بردار ہو جاتی لیکن یہ فرمائیے میری بہن تو صرف اسماء ہے یہ دوسری کون؟ حضرت ابوبکر صدیق نے جواب دیا کہ بنتِ خارجہ کے پیٹ سے مجھے لڑکی دکھائی دے رہی ہے ابن سعد نے یہ واقعہ اس طرح روایت کیا کہ بنتِ خارجہ کے پیٹ کی لڑکی کو میرے دل پر القاء کیا گیا۔ یعنی میری بیوی بنتِ خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہے پس میری وصیت کو قبول کر بالآخر جنابِ سیّدہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تقسیمِ میراث کی وصیت فرمائی۔ اور اپنی بیوی بنتِ خارجہ کے بطن سے جو اولاد بعد از انتقال پیدا ہوئی تھی اس کی خبر دی۔ معلوم ہوا آپ علومِ باطنہ علم مافی الارحام کو اللہ کی عطا سے جانتے تھے جبھی آپ نے لڑکی پیدا ہونے کی بشارت فرما دی اور ایسا ہی ہوا۔ غلاموں کو علم مافی الارحام ہو سکتا ہے تو ان کے آقاء و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسے مافی الارحام کا علم نہیں ہو سکتا۔ یقیناً بلا شبہ ہو سکتا ہے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارکہ

كَانَ اَبْيَضَ نَحِيْفًا خَفِيْفَ الْعَارِضَيْنِ مَعْرُوْقَ الْوَجْهِ غَائِرَ الْعَيْنَيْنِ نَاتِى الْجَبْهَةِ .... (۲)

آپ کا رنگ سفید تھا جسم دبلا پتلا تھا۔ رخسار جھر جھرا رہے تھے۔ چہرہ پر گوشت بہت کم تھا آنکھیں اندر کو تھیں۔ پیشانی بلند تھی۔ قد درمیانہ تھا۔ انگلیوں کی جڑیں گوشت سے کم تھیں داڑھی گھنی تھی آپ داڑھی پر مہندی خضاب کیا کرتے تھے۔

آخری لمحات بوقتِ انتقال سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کے انتقال کا اصلی سبب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی تھی جس کا صدمہ دمِ آخر تک آپ کے قلبِ مبارک سے کم نہ ہوا۔ اس روز سے برابر آپ کا جسم مبارک گھلتا اور دبلا ہوتا گیا۔

سات جمادی الاخریٰ ۱۳ھ بروز دوشنبہ کو آپ نے غسل فرمایا۔ دن سرد تھا بخار آ گیا صحابہ عیادت کے لیے حاضر ہوئے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اجازت ہو تو ہم طبیب کو بلائیں جو آپ کو دیکھے۔

آپ نے فرمایا طبیب نے تو مجھے دیکھ لیا ہے، انہوں نے دریافت کیا کہ پھر طبیب نے کیا کہا فرمایا کہ اس نے کہا: اِنِّيْ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ یعنی میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ مراد یہ تھی کہ حکیم اللہ تعالیٰ ہے اس کی مرضی کو کوئی ٹال نہیں سکتا جو مشیت ہے ضرور ہو گا یہ حضرت کا توکلِ صادق تھا اور رضائے حق پر راضی رہتے تھے۔

(۱) لاستیعاب والحیات (۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت عبداللہ بن احمد نے زوائدِ زہد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کیا کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آخری لحات تھے تو آپ کی بیٹی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سرہانے یہ کلمات پڑھ رہی تھیں۔

كُلُّ ذِيْ اِبِلٍ مَوْرِدٍ لَهَا وَ كُلُّ ذِيْ سَلَبٍ مَسْلُوْبٍ
وَاَبْيَضُ يَسْتَسْقِي الْغَمَامُ بِوُجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتٰمٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

ہر سوار کی ایک منزل ہوتی ہے اور ہر کپڑا پہننے والے کا کپڑا ہوتا ہے، بہت سے سفید چہرے والے ہیں کہ ان کے روئے مبارک سے ابر پانی حاصل کرتے ہیں اور وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت پناہ ہیں۔

فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ذَاكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَابُنَيَّاهُ وَلٰكِنَّهٗ كَمَا قَالَ اللهُ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ. وَقَالَ يَا اِبْنَتِي اَغْسِلِيْ ثَوْبَيَّ هٰذَيْنِ وَاَكْفِنِيْ بِهِمَا .... (۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا یہ صفات تو میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں ہاں بیٹی یہ آیت کہو جیسا کہ اللہ فرماتا ہے وجاءت سکرۃ الموت بالحق اور اے بیٹی میری ان دو چادروں کو دھو کر انہی میں مجھ کو کفن دینا۔ یہ ضرور ہے کہ میں تمہارا باپ ہوں لیکن اگر مجھے نئے کپڑوں میں کفن دو گے تو کچھ بڑھ نہ جاؤں گا اور اگر پرانے بوسیدہ کپڑے میں کفنایا تو کچھ گھٹ نہ جاؤں گا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

اَنْ تَغْسِلَنِيْ اِمْرَاَتِيْ اَسْمَاءُ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَيُعِيْنُهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ

مجھے میری زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں۔ اور اس کام میں عبدالرحمن میرے بیٹے مدد دیں۔

وصیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میرا جنازہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ پر رکھنا اجازت ہو تو دفن کرنا

اِذَا اَنَا مِتُّ فَجِيْئُوْا بِيْ الْبَابَ يَعْنِيْ بَابَ بَيْتِ النَّبِيِّ الَّذِيْ فِيْهِ قَبْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِّنُوْهُ فَاِنْ فُتِحَ لَكُمْ فَادْفِنُوْنِيْ اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲)

جب میرا وصال ہو جائے اور (تجہیز و تکفین و جنازہ سے فارغ ہو جاؤ) تو پھر میری چارپائی کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ پرانوار کے سامنے رکھ دینا اگر روضۂ مبارک کا دروازہ مبارک کھل جاوے تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا۔

یہ بھی دریافت فرمایا کہ آج کون سا دن ہے اور رسول اللہ علیہ وسلم کے یوم انتقال کا دن کیا تھا جواب دیا گیا آج کا دن پیر ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ وصال کا دن بھی پیر تھا فرمایا۔ اَرْجُوْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ میں امید کرتا ہوں کہ آج روز پیر اور رات منگل یعنی پیر و منگل کی درمیانی شب کو اس دارِ فانی سے رخصت ہو جاؤں گا (۳)

(۱) تاریخ الخلفاء للسیوطی۔ (۲) تفسیر کبیر للرازی ج ۵ صفحہ ۶۸۵۔ (۳) تاریخ الخلفاء للسیوطی۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پندرہ روز کی متواتر علالت اور عرصۂ دو سال چار ماہ کی خلافت کے بعد ۲۲ جمادی الآخری شب سہ شنبہ کو بعمر تریسٹھ سال اس عالمِ ناپائیدار سے رحلت فرمائی بوقتِ وصال زبان پر یہ قرآن کے الفاظ جاری تھے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (۱)

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر آپ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ واہلِ مدینہ کا حال

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل کے انتقال کی خبر مدینہ طیبہ اور تمام اطراف میں آناً فاناً پھیل جانے سے ہر طرف کہرام مچ گیا حضرت ابن مسیب فرماتے ہیں۔

وَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ اِرْتَجَّتِ الْمَدِیْنَةُ بِالْبُکَاءِ وَدَهَشَ الْقَوْمُ كَیَوْمِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ قُحَافَةَ رضی اللہ عنہ: مَا هٰذَا، قَالُوْا: مَاتَ ابْنُكَ وَقُرَّةُ عَیْنِكَ قَالَ اَبُوْ قُحَافَةَ .... (۲)

اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو مکہ اور ہر طرف ایک رونے اور پُرغم ہجوم کا کہرام مچ گیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ اقدس پر تھا۔ اس شور کو سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ شور کیسا ہے لوگوں نے کہا آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت ابوبکر انتقال فرما گئے ہیں آپ نے فرمایا کیسی عظیم مصیبت اللہ! اللہ اور فرمایا وہ اب خلافت کے سرانجام دینے کے لیے کس کو خلیفہ مقرر کر گئے ہیں جواب دیا گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا اچھا مرحوم کے دوست۔

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ:

اپنے بیٹے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال سے چھ ماہ کچھ دن بعد محرم الحرام ۱۴ھ میں بعمر ستانوے برس چھ ماہ کچھ روز اس دارِ فانی سے انتقال فرما گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ خود صحابی، والد صحابی بیٹے صحابی، پوتے صحابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۳)

نمازِ جنازہ و روضۂ اطہر سے اجازت اور ابوبکر رضی اللہ عنہ گنبدِ خضریٰ میں مکین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا گیا اور دو سفید چادروں میں کفنایا گیا۔ آپ کا جنازۂ اقدس گھر سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وقبرِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان لایا گیا۔ اسی جگہ پر حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے خود نمازِ جنازہ کی امامت کرائی اور اس میں چار تکبیریں کہی گئیں۔ نماز جنازہ کے بعد حضرت کے جنازے کی چارپائی جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی حضور شہنشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے پاس حاضر کر دی گئی۔ (۴)

(۱) الحیات (۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی: والحیات (۳) تاریخ الخلفاء للسیوطی والحیات (۴) تاریخ للسیوطی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے روضہ کے پاس یوں عرض کیا۔

السلام عليك يا رسول الله هذا أبوبكر ن الصديق قد اشتهى عندك فتح الباب ولا ندرى من فتح الباب وقال ادخلوا وادفنوه كرامة ولا نرى شخصا ولا شيئا كذا في الصفوة وفي رواية سمعوا صوتا يقول ضموا الجيب الى الجيب الخ. ونزل في قبره عمر و عثمان و طلحه و ابنه عبد الرحمن بن ابي بكرمو دفن ليلا وحبل راسه عند كتفي رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ والصق اللحد بقبر رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (۱)

سلام ہوا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس مدفون ہونے کے مشتاق ہیں اگر اجازت ہو تو آپ کے پاس دفن کر دیں پس حجرۂ اقدس کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ ہم میں سے کسی نے ظاہراً نہیں دیکھا کہ حجرہ شریف کا دروازہ کس نے کھولا۔ اور آواز آئی کہ اندر داخل ہو جاؤ اور دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو یہ خاص کرامت تھی اور ہم میں سے کسی نے نہ کوئی آدمی دیکھا اور نہ کوئی اور چیز (یعنی دروازہ اقدس کھولنے والا اور آواز دینے والا کون ہے اور روایت میں ہے کہ حجرہ شریف سے آواز آئی حبیب کو حبیب کے ساتھ جلدی ملا دو۔ اور حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ اور آپ کے بیٹے حضرت عبد الرحمن رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی قبر مبارک میں اترے اور رات کے وقت آپ کو دفن کیا اور آپ کے سر مبارک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں کے قریب کیا اور لحد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ ملایا۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ازواج وابناء وبنات کے اسماء اور تعداد

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں (۲)

(۱) قتیلہ (۲) ام رومان (۳) اسماء بنت عمیس (۴) ام حبیبہ خارجہ بن زید

آپ کی کل اولاد کی تعداد چھ ہے۔ جن میں آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

بیٹوں کے اسماء یہ ہیں:

۱۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۲۔ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ ۳۔ محمد رضی اللہ عنہ

بیٹیوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۲۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ۳۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (۲)

(۱) تاریخ الخلفاء للسیوطی (۲) نور الابصار اور الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حالاتِ ازواج واولادِ امجاد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ سب سے بڑے تھے ان کی والدہ قتیلہ بنت عامر بن لوئی سے ہیں یہ اسلام نہ لائیں۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر طائف اور حنین میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔ طائف میں ایک ابومحسن ثقفی نے گہرا تیر مارا پس وہ زخم خلافتِ ابوبکر میں صحیح ہو گیا تھا بعد میں شوال ۱۱ھ میں انتقال فرما گئے بعد نماز ظہر جنازہ حضرت ابوبکر نے خود پڑھایا اور بھائی اور اصحاب نے لحد میں اتارا۔

دوسرے بیٹے حضرت عبدالرحمن ہیں، ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کی والدہ ام رومان تھیں۔ جوحرث کی بیٹی اور بنی فراس بن غنم سے تھیں یہ مشرف باسلام ہوئیں حضرت عبدالرحمن حضرت عائشہ کے سگے بھائی تھے۔ بدر اور احد میں مشرکوں کے ساتھ آئے۔ اور حدیبیہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے جس وقت یہ مشرف باسلام نہ تھے اس وقت انہوں نے اپنا نام عبدالکعبہ رکھا ہوا تھا۔ سیّدنا ابوبکر نے عبدالرحمن نام رکھا تھا۔ بعد اسلام یمامہ میں بھی حاضر ہوئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ اس کے علاوہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ واقعہ جمل میں بھی ان کے ساتھ تھے۔ کل ۶۵ سال کی عمر پائی اور مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے حضرت محمد، کنیت ابوالقاسم تھی۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس تھی اور یہ پہلی ہجرت والیوں میں سے تھیں مشرف باسلام ہوئیں یہ پہلے جعفر بن ابوطالب کے نکاح میں تھیں اور جعفر کے ساتھ حبشہ میں ہجرت کی۔ جعفر جب ارضِ شام میں وفات پا گئے تو پھر حضرت ابوبکر نے ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت محمد بن ابوبکر جمل اور حنین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا گورنر بھی بنایا تھا بعد میں معزول کر دیئے گئے اور انہوں نے مصر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبدالرحمن کی سگی بہن تھیں ان کا نکاح سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چھ سال کی عمر میں ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت پچاس سال تھی۔ آپ کے نکاح میں آنے سے زوجۃ النبی کا شرف اور ام المؤمنین ہونے کا مقام حاصل ہوا اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے خسر بھی ہوئے (۱)

حضرت اسماء حضرت عبداللہ کی بہن ہیں اور یہ بڑی تھیں۔ ان کا نکاح حضرت زبیر بن عوام سے ہوا اور اولاد بھی ہوئی۔

حضرت ام کلثوم کی والدہ ام حبیبہ خارجہ بن زید تھیں اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یعنی اپنے اباجان کے انتقال کے بعد پیدا ہوئیں ان کو اپنا باپ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا آپ نے اپنی میراث کی تقسیم میں ان کا حصہ قبل از وقت مقرر فرما دیا تھا۔ ان کا نکاح حضرت طلحہ بن زبیر سے ہوا تھا۔

سایۂ مصطفیٰ مایہ اصطفاء
عزونازِ خلافت پر لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سیّد المتقین
چشم گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

(از امام اہل سنت احمد رضا علیہ الرحمہ)

(۱) الجواہر ص ۱۰۵ تا ۱۰۶ ج ۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ۷

خلیفۂ ثانی فاروقِ اعظم

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

آپ کا اسمِ گرامی عمر۔ کنیت ابو حفص لقب فاروقِ اعظم ہے۔ نسب آباء و اجداد اس طرح ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب القرشی۔ (۱)

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ختمہ بنت ہاشم بن مغیرہ ہے۔ ایک روایت میں بنتِ ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے۔ پہلے قول کی بناء پر ابو جہل کی چچازاد بہن اور دوسرے قول کی بناء پر ابوجہل کی ہمشیرہ ہیں۔

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب باپ کی طرف سے حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جدِ ہشتم کعب سے جاملتا ہے جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نویں جدِ امجد تھے۔

ولادت باسعادت:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعۂ فیل کے تیرہ سال بعد ہوئی۔

زمانۂ طفولیت و جوانی:

عرب میں اس وقت جن چیزوں کی تعلیم دی جاتی تھی اور جو لازمۂ شرافت خیال کی جاتی تھیں وہ یہ تھیں۔ نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی، مقرری یہ تمام امور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان میں موروثی چلے آرہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان تمام امور میں اعلیٰ مقام حاصل تھا ان مذکورہ آبائی مشاغل سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکثر جوانی و بچپن انہی امور میں گزارا۔ علاوہ ازیں حضرت کے باپ خطاب نے بے شمار اونٹ رکھے ہوئے تھے خطاب حضرت عمر کو سارا دن ان اونٹوں کے چرانے پر لگائے رکھتے تھے۔

جس میدان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کام سرانجام دیتے تھے اس وادی کا نام ضجنان تھا جو مکہ معظّمہ کے قریب قدید سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ آپ کا اس جگہ گزر ہوا تو آبدیدہ ہو کر فرمایا اللہ اکبر ایک زمانہ وہ تھا کہ نمدے کا کرتہ پہن کر اونٹ چرایا کرتا تھا۔ اور تھک کر بیٹھتا تو والد خطاب سے جھڑک لیتا تھا آج یہ دن ہے کہ اللہ کے سوا مجھ پر کوئی حاکم نہیں آپ نے

(۱) تاریخ الخلفاء۔ الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اپنا بچپن اور جوانی قبل از اسلام بھی نہایت پاکیزگی سے گزاری نہایت مدبر اور عزت وغیرت کی حفاظت کرنے والے تھے۔ اور نہایت قوت وجلالت رکھتے تھے۔

بارگاہِ خداوندی میں دعائے مصطفیٰ کے اے اللہ عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ وقوت عطا فرما

احادیث صحیحہ میں موجود ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائی تھی کہ مجھے ابوجہل ابنِ ہشام یا عمر ابنِ خطاب دونوں میں سے ایک شخص عطا فرما چنانچہ عبداللہ ابنِ عمر سے ترمذی میں یہ حدیث مروی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ.

اے میرے اللہ تو اسلام کو عزت وقوت دے ان دو شخصوں میں سے جن کو تو پسند کرے: ابوجہل یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

اور ابویعلیٰ وحاکم وبیہقی وطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت ابنِ عباس سے بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے یوں دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً.

اے میرے اللہ سلام کو خاص عمر ابن خطاب کے ساتھ غلبہ وقوت عطا فرما۔

مذکورہ پہلی روایت کے مطابق ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو تجھے پیارا اور پسندیدہ ہے اس کے ساتھ اسلام کو قوت بخش دے۔ اس سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہی خصوصیت ثابت ہے۔ اس لیے کہ اللہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی پیارے تھے لہٰذا آپ کے ذریعے اسلام کو اعلیٰ عزت وقوت حاصل ہوئی۔ دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہی حق میں فرمائی تھی۔

دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خدا اور اس کے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مخلصین میں سے ہیں۔

مرادِ رسول کے مشرف با اسلام ہونے پر مؤمنین کے نعرے وخوشیاں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے متعلق علامہ عبدالرحمن صفوری واقعہ یوں نقل فرماتے ہیں:

ان قريشا اجتمعت فتشاورت في امر النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا اى رجل يقتله فقال عمر ابن الخطاب انالها فقالو انت لها يا عمر فخرج .... طالبا للنبي صلى الله عليه وسلم وكان النبي صلى الله عليه وسلم مع اصحابه في منزله حمزة الدار التي في اصل الصفا فلما خرج عمر الى الصفالقيه سعد بن ابي وقاص الزهري فقال اين تريد يا عمر فقال اريد ان اقتل محمداً قال انت احقر و اصغر من ذالك فكيف تأمن من بني هاشم وبني زهرة وقد قتلت (۱)

نبی ﷺ کے بارے میں قریشی عدو نے مشورہ کیا کہ تم میں کون ہے جو کہ محمد (ﷺ) کو قتل کر ڈالے تو حضرت عمر اٹھے اور کہا میں ان کو قتل کر دیتا ہوں اجلاس والے کہنے لگے بالکل درست ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچے جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ واصحاب بمعہ نبی ﷺ اصل صفا میں موجود تھے۔ جب حضرت عمر آگے جانے لگے تو حضرت سعد بن ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ ملے کہنے لگے اے عمر کس طرف جا رہے ہو؟ کہا میں محمد ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ سعد نے کہا تم اس کام کو معمولی سمجھتے ہو اگر تم نے ایسا کر دیا تو بنو ہاشم سے کس طرح بچو گے وہ تمہیں قتل کر ڈالیں گے۔

(۱) نور الابصار

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

فقال ما اراك الا قد صبوت قال افلا ادلك على العجب ان ختنك واختك صبوا و تركا دينك فمشى عمر فاتاهما و عندهما خباب فلما سمع جس عمر توارى فى البيت فدخل فقال ماهذه الهينة و كانوا يتلون طه قالا ما حديثا تحدثناه بلينا قال فلعلكما قد صبو تما فقال له ختنه يا عمران كان لحق فى غير دينك فوثب عليه عمر فوطئه وطاء شديد الجاء ت اخته فدفعته عن زوجها فنفها نفخة بيده فدمى وجهها فقالت وهى غضبا ان كان الحق فى غير دينك انى اشهد ان لااله الا الله و ان محمداً عبده و رسوله فقال عمر اعطونى الكتاب الذى هو عند كم فاقراء وكان عمر يقرء الكتاب فقالت انك رجس وانه لا يمسه الا المطهرون

معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی بے دین ہو سعد نے کہا میں تم کو اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز بات بتلاتا ہوں۔ کہ تمہارے بہنوئی (سعد) اور تمہاری بہن (فاطمہ) دونوں تمہارے دین سے گئے۔ حضرت عمر اپنے بہنوئی کے مکان کی طرف چلے گئے وہاں حضرت خباب بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آمد کی آواز سن کر چھپ گئے کیونکہ اس وقت تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے آپ کے آجانے سے خاموش ہو گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن اور بہنوئی نے کہا کچھ نہیں باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو آپ کے بہنوئی نے کہا جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہوا تو؟ اس پر آپ کو غصہ آیا اور ان کو زور سے ایک طمانچہ کھینچ مارا آپ کی بہن نے آپ کو چھڑانا چاہا تو آپ نے بہن کو دھکا دے دیا۔ جس سے ان کو بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر ہو گیا۔ آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا کہ جب تمہارا دین سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا ایک ہی معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے بندے اور رسول ہیں آپ نے فرمایا اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں۔ آپ کی بہن نے کہا تم نجس ہو اس مقدس کتاب کو پاک ہی لوگ چھو سکتے ہیں۔

فقم فاغسل وتوضاء فقام فتوضأ ثم اخذ الكتاب فقرأ طه ما انزلنا اليك القرآن الى انتهى اننى انا الله لااله الا انا فاعبدنى واقم الصلوة لذ كرى فقال عمر دلونى على محمد فلما سمع خباب قول عمر خرج فقال بشرى يا عمر فانى ارجوان تكون دعوة رسول الله صلى الله عليه وسلم لك ليلة الخميس اللهم اعز الا سلام بعمر ابن الخطاب۔

اٹھو غسل کرو اور وضو کرو آپ نے وضو کیا اور کتاب لے کر پڑھی اس میں سورت طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ نے طٰہٰ سے پڑھنا شروع کیا جب اس آیت پر اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلو جس وقت حضرت خباب نے یہ سنا آپ باہر آئے اور فرمایا اے عمر تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی شب کو ہمارے آقا و مولا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ دعا فرمائی تھی اے الٰہ العالمین عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام کو عزت، قوت، غلبہ دے وہ قبول ہو گئی ہے اور اس کا یہ اثر ہے(۱)

(۱) نور الابصار

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

وكان رسول الله فى الدار التى فى اصل الصفا ونطلق عمر حتى اتى الدار على بابها حمزة وطلحة فقال حمزة هذا عمران يرد الله به خيراً يسلم وان يرد غير ذالك يكن قتله علينا هينا وقال النبى صلى الله عليه وسلم دخل يوحى اليه فخرج حتى اتى عمر فاخذ ثوبه و حمائل سيفه فقال ما انت عنه يا عمر حتى ينزل الله بك من الخزى والنكال ما انزل بالوليد بن المغيرة فقال عمر اشهدان لااله الا الله وانك عبد الله و رسوله (۱)

پس حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضر ہوئے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس مکان میں تشریف فرما تھے اس کے دروازے پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا عمر آ رہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتا ہے تو میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے ورنہ ان کا قتل کرنا میرے لیے آسان ہے۔ اسی اثناء میں نبی علیہ السلام پر تمام حالات منکشف ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے باہر تشریف لائے اور عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ یہ فسادات ولید بن مغیرہ حشر تک باقی رہیں گے۔ آپ نے عرض کیا حضور، اشهد ان لااله الا الله وانك عبد الله و رسوله۔ بے شک میں گواہی دیتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں کہ اللہ ایک معبود ہے اور بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔

حدیث کے آگے الفاظ ملاحظہ فرمائیے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو

فكبر اهل الدار تكبيرة سمعها اهل المسجد و فى روايه سمعت بمكة (۲)

پس جتنے صحابہ اس وقت گھر پر تھے انہوں نے بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا یہاں تک کہ اہل مسجد اور دوسری روایت میں ہے تمام مکہ کے رہنے والوں نے ان کی آواز سنی۔

ترمذی کی حدیث کے مطابق سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال ۲۷ ذوالحجہ ۲۷ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے آپ چالیس مردوں گیارہ عورتوں یا ۳۹ مردوں تیرہ عورتوں یا ۴۵ مردوں گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔ آپ قدیم الاسلام سابقین الاولین عشرہ مبشرہ بالجنۃ اور خلفائے راشدین میں سے ہیں۔ صحابہ کرام میں آپ کا مرتبہ ممتاز ہے۔

طواف کعبۃ اللہ اور لقب فاروق اعظم از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرادِ رسول سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشرف باسلام ہونے کے بعد بڑی شان و شوکت سے کعبۃ اللہ کا طواف فرمایا جس پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو "فاروق" کا لقب عطا فرمایا۔

قلت يا رسول الله السنا على الحق قال بلى. قلت: ففيم الاخفاء فخرجنا صفين انا فى احدهما و حمزة

اسلام لانے کے بعد حضرت عمر نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں آپ نے جواب دیا کیوں نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔

---

(۱)،(۲) الحیات ،طبرانی ،المعجم الکبیر، سوانح کربلا ص ۳۶

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

فی الآخر حتی دخلنا المسجد فنظرت قریش الی والی حمزة فاصابتهم کآبة شدیدة لم یصبهم مثلها فسمانی رسول الله صلی الله علیه وسلم الفاروق یومئذ لأنه ظهر الاسلام وفرق بین الحق وَالْبَاطِلِ (۱)

میں نے عرض کیا تو آپ کیوں اخفاء ہیں یعنی اسلام خفیہ کیوں ہے پس ہم دو صفیں بنا کر نکلے ایک صف میں میں اور دوسری صف میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھا قریش نے مجھے اور حمزہ کو دیکھا اس پر قریش کو بہت صدمہ و رنج پہنچا اور کہنے لگے آج مسلمانوں نے سب بدلہ ہم سے لے لیا (یعنی حضرت عمر کے اسلام کی وجہ سے) ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کیا اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھ دیا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل میں فرق ہو گیا۔

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ اسلام پہلے مخفی تھا اور مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل تھی لیکن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سبب اسلام ظاہر ہو گیا اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو لے کر کے اعلانیہ نماز ادا کی۔ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ کعبۃ اللہ کا طواف کیا اور مشرکین و کفار کے تمام حوصلے پست ہو گئے تو اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا میرا عمر فاروق ہے یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ اور ان کے اسلام لانے سے اسلام ظاہر ہو گیا۔ اور باطل مٹ گیا۔

طبرانی اور معجم کبیر میں ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہونے کے بعد ابوجہل بن ہشام کے گھر گئے، اور فرمایا اے ابو جہل بن ہشام میں یہ بتانے آیا ہوں کہ میں مشرف باسلام ہو چکا ہوں ابوجہل کہنے لگا افسوس تم نے بہت برا کیا ہے آپ نے فرمایا ابو جہل آئندہ ایسا کلمہ استعمال نہ کرنا اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مخالفت و گستاخی کرنے کی کوشش نہ کرنا یہ تم کو آگاہ کر دیا ہے ورنہ تم مجھ سے ہرگز نہ بچ سکو گے۔

اللہ اکبر۔ ایسے عظیم المرتبت صحابی کہ دشمن کیا بلکہ دشمنوں کے سردار کو گھر پر جا کر کہہ رہے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ آئندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی کوشش نہ کرنا ورنہ تم اپنی جان مشکل سے بچا سکو گے۔

سیّدنا عمر فاروق اعظم کے قبولِ اسلام پر نزولِ آیت قرآنی اور مبارکباد ملائکِ آسمانی

بزاز و حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر۔ (۲)

جب حضرت عمر نے اسلام قبول کیا تو جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کرنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آسمان والے حضرت عمر کے اسلام لانے پر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔

(۱) تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱۱۴ (۲) (تاریخ الخلفاء للسیوطی ۱۱۴)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دوسری حدیث بیان فرماتے ہیں:

لما أسلم عمر رضی اللہ عنہ قال المشركون قد انتصف القوم اليوم منا وانزل الله يأيها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنين . وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ما زلنا أعزة منذ اسلم عمر

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے کہا آج مسلمانوں نے ہم سے سارا بدلہ لے لیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی اے میرے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور ایمان والے۔ یعنی ایمان والے سے مراد بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اسلام کو دن بدن چاند لگتے گئے۔

فتوحاتِ اسلام اور سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اسلام کو جو قوت حاصل ہوئی اور کفار کو سخت پریشانی و پستی کا سامنا کرنا پڑا اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كان اسلام عمر فتحا وكانت هجرته نصرا و كانت امامته رحمة ولقد رايتنا وما نستطيع ان نصلى الى البيت حتى اسلم عمر فلما أسلم قاتلهم تركونا فصلينا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا گویا اسلام کی فتح تھی اور آپ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپ کی امامت گویا رحمت تھی۔ ہم میں طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ میں نماز پڑھ سکیں یہاں تک کہ عمر اسلام لے آئے، اور جب عمر اسلام لے آئے تو آپ نے مشرکین سے خوب قتال کیا یہاں تک کہ مشرکین نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

اول من جهر با لاسلام عمر بن الخطاب وظهر الاسلام ودعى اليه علانية وجلسنا حول البيت حلقا وطفنا با لبيت وانتصفنا ممن غلظ علينا ورددنا عليه بعض ما ياتى۔

جس نے سب سے پہلے اسلام کو ظاہر کیا وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب آپ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا اسلام کی طرف سے اعلانیہ دعوت ہونے لگی اور ہم کعبہ شریف میں بیٹھنے والے اور طواف کرنے والے بدلہ لینے اور جواب دینے کے قابل ہو گئے۔

ابن عساکر نے حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

ما علمت احدا هاجر مختفيا الا عمر ابن الخطاب فانه لما هم بالهجرة تقلد سيفه و تنكب قوسه وانتضى فى يده اسهم واتى الكعبة واشراف قريش بفنائها فطاف تسعا ثم صلى ركعتين عند المقام ثم حلقهم واحدة واحدة فقال شاهت الوجوه من

کہ میں جہاں تک جانتا ہوں جس کسی نے ہجرت کی چھپ کر ہی کی۔ بجز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آپ کی ہجرت کی یہ شان تھی کہ مسلح ہو کر خانہ کعبہ میں آئے کفار کے سردار وہاں موجود تھے آپ نے سات مرتبہ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعتیں ادا کیں پھر قریش کی ایک جماعت

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ارادان تثکله امه و یتیم ولده و ترمل زوجته فلیلقنی وراء هذا الوادی فما تبعه منهم

کے پاس تشریف لے گئے اور للکار کر فرمایا کہ جو اس کے لیے تیار ہو کہ اس کی ماں اسے روئے اور اس کی اولاد یتیم ہو بیوی رانڈ ہو وہ میدان میں میرے مقابل آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ کلمات سن کر ایک سناٹا سا چھا گیا کفار میں کوئی بھی جنبش نہ کر سکا۔

(طبقات ابن سعد)

غزوات زمانۂ نبوت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہوئے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی ہمراہ رہتے تھے تا کہ کوئی دشمن حضرت تک نہ آنے پائے۔

سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت، اسلام کی سربلندی، طواف کعبہ و نماز، مشرکین و کفار کی پستی اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال

جو لوگ آپ کی صفات کو تسلیم نہیں کرتے انہی حضرات کی مستند کتاب ناسخ التواریخ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام اور اعلیٰ صفات کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

یارسول اللہ از بہر آمدہ ام کہ کیش مسلمانی گیرم وکلمہ توحید برزبان رانم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از اسلام عمر چناں شاد شد کہ بانگ بلند تکبیر گفت وتکبیراں حضرت اصحاب شنیدند و ہمہ بہ یک بار تکبیر گفتند و باستقبال عمر رضی اللہ عنہ بیرون آمدند و آنگاہ عمر رضی اللہ عنہ گفت یارسول اللہ کافراں لات و عزی را آشکارا پرستش میکنند چرا باید خدائے را پنہانی پرستش کرد پس آہنگ کعبہ کردند۔

ترجمہ: حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اسلام قبول کروں پس کلمۂ توحید و رسالت پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے ایسے خوش ہوئے کہ بلند آواز سے تکبیر کہی آپ کی تکبیر اصحاب نے سنی اور سب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استقبال و تعظیم کے لیے باہر نکلے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر تو لات و عزیٰ کی پرستش ظاہر ہو کر کریں تو ہم خدائے قدوس کی عبادت کیوں چھپ کر کریں؟ پھر انہوں نے کعبہ جانے کا ارادہ کر لیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علانیہ نماز پڑھنے کی اجازت فرمائی تو مصنف کتاب موصوف لکھتے ہیں کہ سب صحابہ کعبہ کو اس شان سے روانہ ہوئے۔

عمر رضی اللہ عنہ از جانب پیغمبر و ابوبکر رضی اللہ عنہ از طرف دیگر و علی علیہ السلام از پیش و اصحاب رضی اللہ عنہم از دنبال رواں شدند و عمر رضی اللہ عنہ با شمشیر خویش از پیش جملہ ہمی رفت و ازاں سوئے کفار قریشاں چناں نے پنداشتند کہ عمر رضی اللہ عنہ رسول خدائے را آسیب خواہد رسانید ناگاہ دید ند کہ پیش رسول خدا با شمشیر حمائل کردہ می آید۔ گفتند، ہاں عمر برچہ گونہ گفت یارسول خدا ایمان آوردم و اگر کسے از شما بنالائقی جنبش کند با ہمیں تیغش کیفر کنم۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۱۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پہلو میں تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ دوسرے پہلو میں تھے اور علی سامنے اور دیگر اصحاب پیچھے روانہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لیے سب سے آگے چلے ادھر کفارِ قریش منتظر تھے کہ حضرت عمر حضور ﷺ کو ایذا دیں گے ناگاہ انہوں نے دیکھا کہ وہ تو رسولِ خدا علیہ السلام کی اردل میں تلوار حمائل کیے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ سب نے کہا ہاں عمر تمہاری کیا حالت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسولِ خدا علیہ السلام پر ایمان لایا ہوں اور تم میں سے کوئی شخص اپنی نالائقی سے ذرہ بھی کچھ بے جا حرکت کرے گا تو اسی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔

اس کے آگے مصنف لکھتے ہیں:

آں جماعت از کعبہ با کنار کردو رسول خدا دو رکعت نماز بگذاشت و باز بخانہ شد۔

پس رسولِ خدا ﷺ نے اصحاب کے ساتھ کعبہ میں دو رکعت نماز ادا کی اور پھر گھر واپس چلے گئے۔

اس کے آگے مصنف لکھتے ہیں:

بالجملہ بعد از اسلام بدر خانہ ابو جہل رفت و در بکوفت و ابو جہل چوں بانگ اذن بشنید بیامد و در بکشود۔ وگفت مرحبا و اہلاً از چہ حاجت مرا یاد کروے و بدینجاہ شدی گفت آمدم تا ترا آگہی دہم کہ ایمان بخدائے رسول آوردم ابو جہل در خشم شد در بروئے بست وگفت **قبحك الله و قبح ما جئته**۔ (ناسخ التواریخ۔ بحر الانوار)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد از اسلام ابو جہل کے گھر گئے دروازہ کھٹکھٹایا ابو جہل نے دروازہ کھولا اور آؤ بھگت کر کے کہنے لگا آپ نے مجھے کیسے یاد کر لیا اور کس طرح تشریف لائے آپ نے فرمایا تجھے یہ بتانے آیا ہوں کہ میں خدا اور رسول علیہ السلام پر ایمان لے آیا ہوں ابو جہل کو بہت غصہ آیا دروازہ بند کر لیا اور کہنے لگا خدا تمہارا اور جو تم خبر لائے ہو بُرا کرے۔

ان حضرات کی کتب سے بھی معلوم ہوا۔

۱۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام کا خیر مقدم حضور ﷺ اور اصحاب رسول نے گرمجوشی سے کیا اور حضور علیہ السلام نے بغل گیر ہو کر جو برکات پہنچائیں اور اعزاز بخشا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ تھا۔

۲۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جلال و جبروت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے اسلام لاتے ہی شوکتِ اسلام دوبالا ہو گئی اور بجائے خفیہ عبادت کے خدا کے گھر کعبۃ اللہ میں پہنچ کر نمازِ با جماعت پڑھی گئی اور کفار نابکار کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تیغ آبدار کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

۳۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حسنِ دینِ حق کا عالم یہ تھا کہ کفار کو للکار کر کہا کہ اگر ذرّہ برابر میرے آقا و مولی ﷺ کی شان میں بے ادبی سے پیش آؤ گے تو میری تلوار ہے اور تمہارا سر۔

۴۔ حضرت سیّدنا امیر المؤمنین امام المجاہدین غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کس جرأت و بہادری کے ساتھ ابو جہل جیسے خطرناک دشمنِ رسول ﷺ کے گھر تن تنہا جا کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ پھر حضور اقدس ﷺ جن کو علوم اوّلین و آخرین سب معلوم تھے اسلامِ عمر رضی اللہ عنہ پر اس قدر خوشیاں کیوں مناتے اگر معلوم تھا کہ بالآخر انہوں نے (معاذ اللہ) اسلام سے پھر جانا ہے۔ اور میرے اہلِ بیت کو تکلیف پہنچانی ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

جنتی محل اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بینا انا نائم رایتنی فی الجنة فاذا امرأة تتوضا الی جانب القصر قلت لمن هذا القصر قالوا لعمر فذكرت غيرته فوليت مدبرا فبكى عمر وقال اعليك أغار يارسول الله۔ (۱)

میں نے خواب میں جنت کو دیکھا کہ اس میں ایک عورت قصر (محل) کی طرف بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے پھر آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ میں نے تیری غیرت یاد کر کے قصر میں قدم نہ رکھا اور لوٹ آیا۔ اس پر حضرت عمر رو پڑے اور عرض کیا یارسول اللہ میں آپ پر غیرت کروں گا؟

بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رأيت الناس يعرضون علی و عليهم قمص فمنها ما يبلغ الثدی و منها ما يبلغ دون ذالك و عرض علی عمر ابن الخطاب و عليه قميص يجره قالوا فما أولته يا رسول الله؛ قال الدين۔ (۲)

میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے لائے جا رہے ہیں سب نے کرتے پہنے ہوئے ہیں جن میں سے بعض کے کرتے سینے تک پہنچتے تھے اور بعض اس کے نیچے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو لایا گیا تو اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسٹتا جاتا تھا لوگوں نے دریافت کیا حضور اس کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا دین۔

دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہایت غیرت مند اور کامل حیاء کے مالک تھے اور آپ کی بلند غیرت درحقیقت آپ کے دینِ ایمان پر استقامت کی دلیل ہے یعنی آپ اکمل ایمان و غیرت والے تھے۔

علوم نا بحرِ کنار اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ

اتيت بقدح لبن فشربت حتى انى لارى الرى يخرج فی اظفاری ثم اعطيت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولته يارسول الله قال العلم۔ (۳)

میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس دودھ کو پی لیا پھر میں نے اس دودھ کی سیرابی کی حالت کو دیکھا کہ اس کا اثر میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہا تھا پھر میں نے پیالے کا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا لوگوں نے پوچھا اس خواب کی تعبیر آپ نے کیا قرار دی۔ فرمایا علم۔

(۱) صحیح البخاری ۳: ۱۳۴۶، رقم ۳۴۷۷ (۲) صحیح البخاری ۳: ۱۳۴۹، رقم: ۳۴۸۸ (۳) صحیح البخاری ۳: ۱۳۴۶، رقم ۳۴۸۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس حدیث کی شرح شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

وگفتہ اند کے صورت مثالیہ علم دراں لبن ست ہر کہ درخواب بیند کہ شیر میخورد وتعبیرش آن ست کہ علم خالص نافع نصیب او گردد وجوہ مشابہت میان علم وشیر۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دودھ سے مراد علم ہے اور وہ علم خاص ہے جو نصیب ہوا حضرت عمر کو پس آپ کو وہ علوم حاصل ہوئے ہیں جو کہ سارے جہاں کو سیراب کرنے والے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لوان علم عمر وضع فی کفة میزان ووضع علم الاحیاء الارض فی کفة لرجح علم عمر بعلمهم ولقد کان یرون انه ذهب بتسعة اعشار العلم.

تمام دنیا کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پلہ بھاری رہے گا کیونکہ آپ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے علم ملا ہے۔

حاکم نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے

کان علم الناس کان مدموسا فی حجر عمر

تمام دنیا کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں چھپا ہوا ہے۔

حاکم وطبرانی نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اذاذکر الصالحون فحیهلا بعمران عمر کان اعلمنا بکتاب الله وافقهنا فی دین الله تعالی.

کہ جب صالحین کا ذکر کیا جائے تو ضروری ہے کہ ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق اعظم کا ذکر کیا جائے۔ کیونکہ آپ ہم میں سے سب سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دینِ خدا کے فقیہ ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث وروایات صحیحہ سے ثابت ہوا کہ حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام علوم کے خزانے حاصل تھے جس ذات نے نوش شدہ شیراں کو پلا دیا ہو وہ کیوں نہ علوم نبوت سے فیض یاب ہوتے اور پھر ایسے علوم جو کہ ساری دنیا کو تا قیامت سیراب کر رہے ہیں۔

حق کی زبان ودل اور سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه رواه الترمذی وفی روایة ابی داود عن ابی ذر قال ان الله وضع الحق علی لسان عمر یقول به

بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کر دیا ہے اور دل میں (حق کو) پیدا کیا ہے ترمذی اور ابو داؤد کی روایت میں ابوذر سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھا اور وہ حق بات کہتے ہیں۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

دلائل النبوت اور حدیث مشکوٰۃ میں حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر۔

ہم اس بات کو بعید از قیاس نہیں کرتے تھے۔ کہ سکینہ وطمانیت، عمر کی زبان پر نازل ہوتی ہے یعنی وہ جو بات فرماتے ہیں۔ اس سے ہم کو سکون واطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

ثابت ہوا کہ آپ کی ہر بات حق و رضائے الٰہی کے مطابق ہوتی تھی اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ کی ہر بات ہمارے لیے دلوں کا چین ہوتی تھی۔

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس امت کے محدث

مسلم و بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سیّد عالم علیہ السلام نے فرمایا:

لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک احد فی امتی فانہ عمر

تم سے پہلی امتوں میں محدث تھے یعنی جن کو الہام ہوتا تھا۔ اگر میری امت میں محدث و ملہم ہوا تو وہ عمر ہیں۔

معلوم ہوا کہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس درجہ الہام میں حضرت عمر کو خاص مقام حاصل تھا اسی لیے آپ کو خطبات میں موافقارایہ بالوحی والکتاب کہا جاتا ہے۔

میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا...... حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طبرانی وابنِ عساکر نے حضرت ابو سعید خدری اور عمر بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبوت و رسالت کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قطعی بند ہے آپ کے بعد کسی کی نبوت نہیں ہو سکتی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے۔ ظاہر ہے کہ یہ حدیث آپ کی عظمت اور اعلیٰ شان پر دال ہے نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہے آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا۔

سراج اہل جنت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

قَالَ عَلِی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عَنْهُ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یقول عَمَرٌ ابن الخطاب سراجِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فبلغه ذالك فقال انت سمعت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں پس یہ بات آپ تک پہنچی تو مجھ سے دریافت کیا کہ اے

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نعم قال اکتب لی خطك فكتب بعد البسم الله هذا ضمن علی ابن ابی طالب لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی الله علیه وسلم عن جبرئیل علیه السلام عن ربه عزوجل ان عمر بن الخطاب سراج اهل الجنة فاخذها عمر و قال اجعلوها فی كفنی حتی القی بها ربی ففعلوا۔ (۱)

علی! کیا آپ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں آپ نے کہا مجھے اس بارے میں تحریر لکھ دیں پس حضرت علی نے بسم اللہ کے بعد یوں لکھا کہ علی ابن طالب اس بات کی ضمانت تحریر کرتا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب اہل جنت کے چراغ ہیں پس آپ نے یہ تحریر پکڑ لی اور فرمایا اے علی میرے انتقال کے بعد میرے کفن میں یہ تحریر رکھ دینا تا کہ میں اسی حالت میں اللہ کو ملوں پس حضرت علی اور تمام صحابہ نے نے ایسا ہی کیا۔

حدیث بالا سے یہ بات کس قدر روشن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ عمر فاروق سراجِ اہلِ جنت ہیں۔ اس کی تحریری ضمانت لکھ کر دے رہے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے کفن مبارک میں یہ تحریر رکھی۔

خدائی مصافحہ وسلام اور سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

ابنِ ماجہ و حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اَوَّلُ مَنْ یُّصَافِحُ الْحَقُّ عُمَرَ وَ اَوَّلُ مَنْ یُّسَلِّمُ عَلَیْهِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّاْخُذُ بِیَدِهٖ فَیُدْخِلُ الْجَنَّةَ (۲)

کہ وہ شخص جس سے اللہ تعالیٰ سب سے اوّل مصافحہ فرمائے گا اور سلام کرے گا اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا وہ عمر فاروق ہیں۔

حدیث مذکورہ سے سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت کتنی بلند ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آپ سے سب سے اوّل مصافحہ فرمائے گا اور سلام بھیجے گا اور خود جنت میں داخل کرے گا۔ یہ حضرت پر خدا کی خوشی کا اظہار ہے جو روزِ حشر بھی ظاہر کی جائے گی معلوم نہیں ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو ایسی عظیم شخصیت کی شان میں گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔

خدائی شفقت و رحمت اور چہرۂ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی عُمَرَ ذَاتَ یَوْمٍ فَتَبَسَّمَ وَ قَالَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَتَدْرِیْ لِمَ تَبَسَّمْتُ فِیْ وَجْهِكَ؛ قَالَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلَیْكَ بِالشَّفْقَةِ وَالرَّحْمَةِ لَیْلَةَ الْعَرَفَةِ جَعَلَكَ مِفْتَاحُ الْاِسْلَامِ۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتے اور تبسم فرما رہے تھے آپ نے فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے چہرہ کو دیکھ کر کیوں خوش ہوتا ہوں؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام زیادہ جانتے ہیں۔ آپ

(۱) نزہۃ المجالس ص ۱۰۳۔ ونور الابصار (۲) سنن ابن ماجہ: ۳۹

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

نے فرمایا بے شک اے عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے شب عرفہ شفقت و رحمت کی نظر سے تمہاری طرف دیکھا ہے (یعنی پیار اور رحمت کی نظر سے) بے شک اللہ نے تجھے اسلام کی کنجی بنایا ہے۔

سبحان اللہ چہرۂ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ وہ چہرۂ پاک ہے جس سے خود خدا پیار فرماتا ہے اور امام المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس چہرۂ انور کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور آپ کو اللہ نے دینِ اسلام کی کنجی یعنی دینِ اسلام کے لئے فتوحات کو کھولنے والا بنایا ہے۔

روزِ قیامت شان و رفعت سیّدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يُنَادِيْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْفَارُوْقُ فَيُؤْتِيْ بِهٖ اِلَى اللهِ فَيُقَالُ مَرْحَبًا بِكَ يَا اَبَا حَفْصٍ هٰذَا كِتَابُكَ اِنْ شِئْتَ فَاقْرَءْ اِنْ شِئْتَ فَلَا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ فَيَقُوْلُ الْاِسْلَامُ يَا رَبِّ هٰذَا عُمَرُ عَزَّنِيْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا فَاَعِزَّهٗ فِيْ عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ فَعِنْدَ ذَالِكَ يُحْمَلُ عَلٰى نَاقَةٍ مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ يُكْسٰى حُلَّتَيْنِ لَوْ نُشِرَتْ اِحْدَاهُمَا لَغَطَّتِ الْخَلَائِقَ ثُمَّ بسير بيديه سبعون الف ملك ثم ينادى مناديا يا اهل الموقف هذا عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه [1]

روزِ محشر جب اوّلین و آخرین جمع ہوں گے تو منادی کرنے والا پکارے گا سیّدنا عمر فاروق کہاں ہیں پس وہ دربارِ خداوندی میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو مرحبا فرمائے گا اور فرمائے گا اے ابوحفص عمر فاروق یہ ہے آپ کی کتاب دل چاہے تو پڑھو چاہے نہ پڑھو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مغفرت کو مختص فرما دیا اور اسلام یہ کہے گا اے باری تعالیٰ یہ ابوحفص وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں میری عزت دوبالا کی۔ پس ان کو عزت دے آج قیامت کے دن پس پھر ایک نوری ناقہ حاضر کی جائے گی اور اس پر آپ کو سوار کیا جائے گا پھر انہیں دو حلے پہنائے جائیں گے اگر ان میں سے ایک کو کھولا جائے تو ساری مخلوق کو ڈھانپ لے پھر ستر ہزار ملائکہ چلیں گے اس نوری سواری کے آگے پیچھے اور یہ منادی کریں گے اے اہلِ محشر یہ عمر ابن خطاب ہیں جس نے اسلام کو عزت دی۔

حلیۂ اقدس سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

ابنِ عساکر نے حضرت ابورجاء عطاردی سے روایت کیا ہے:

كَانَ عُمَرُ رَجُلًا طَوِيْلًا جَسِيْمًا اَصْلَعُ شَدِيْدَ الصَّلْعِ اَبْيَضُ شَدِيْدُ الْحُمْرَةِ فِيْ عَارِضَيْهِ خِفَّةٌ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ لمبے قد کے تھے اور نہایت اعلیٰ جسیم تھے نہایت سفید (یعنی گورے) رنگ کے تھے۔ گورے رنگ میں سرخی بہت زیادہ دمک رہی تھی۔ رخسار اقدس اندر کو تھے اور چہرہ بہت ہی سرخ رنگ کا تھا۔ (وقت غضب آپ کی آنکھیں سخت سرخ ہو جایا کرتیں تھیں)

(۱) نزہۃ المجالس ۱۰۷ جلد ۳ سطر ۳ (۲) تاریخ الخلفاء ۱۳۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ابن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یوں بیان کیا ہے:

رَجُلٌ اَبْيَضُ تَعْلُوْهُ حُمْرَةٌ طُوَالٌ اَصْلَعُ اَشْيَبُ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رنگ مبارک نہایت سفید اور شدید سرخ تھا۔ یعنی (لال) اور نہایت بلند قد آور تھے۔ سر کے بال جھڑے ہوئے تھے اور بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے۔

احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وجودِ اقدس بھی حق وصداقت کا مینار تھا اور چہرہ اقدس سے نورِ حق جگمگاتا تھا۔

آسمانی ملائکہ اور وقارِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ سایۂ عمر فاروق سے شیاطین وجنات ونافرمان انسانوں کا فرار

بخاری ومسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطٰنُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ (۱)

قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس راستے سے تم چلو گے شیطان اس راستہ سے نہیں چلے گا دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَا فِي السَّمَاءِ مَلَكٌ اِلَّا وَهُوَ يُوَقِّرُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَلَا فِي الْاَرْضِ شَيْطَانٌ اِلَّا وَهُوَ يَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ (۲)

آسمان کے تمام فرشتے عمر کا وقار کرتے ہیں اور زمین کے تمام شیطان عمر کے سایہ سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں۔

امام ترمذی نے سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ (۳)

میں دیکھتا ہوں کہ شیاطین، جنات، اور نافرمان انسان عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔

رضاء وغصہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوْا غَضَبَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْضَبُ اِذَا غَضِبَ عُمَرُ. (۴) (ترمذی)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے عمر رضی اللہ عنہ کے غضب سے ڈرو بے شک جب عمر غضب ناک ہوتے ہیں تو اللہ بھی غضب فرماتا ہے۔

(۱) صحیح البخاری ۳:۱۱۹۹، رقم ۳۱۲۰ (۲) نزہۃ المجالس (۳) ترمذی ۵:۶۲۱، رقم ۳۶۹۱ (۴) ترمذی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

طبرانی میں اوسط سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

جَاءَ جِبْرَائِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقْرَأِ السَّلَامَ عُمَرَ وَاَخْبِرْهُ اَنَّ غَضَبَهُ عِزٌّ وَرَضَاهُ حُكْمٌ.

حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور اپنے عمر کو سلام کہہ دیجیے اور ان کو خبر دیجئے کہ آپ کا غصہ غلبہ ہے اور آپ کی رضا حکم ہے۔

طبرانی نے حضرت عمیر بن ربیعہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت سیّدنا مفتاح الاسلام عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تو نے پچھلے صحیفوں میں میرا بھی ذکر دیکھا ہے یا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں آپ کے متعلق لکھا ہے۔

قَرْنًا مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَمَا قَرْنٌ مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ اَمِيْرٌ شَدِيْدٌ لَا تَأْخُذُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ قَالَ ثُمَّ قَالَ يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِكَ خَلِيْفَةٌ تَقْتُلُهُ فِئَةٌ ظَالِمَةٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَلَاءُ [1]

کہ آپ فولاد کی تلوار یا لوہے کا پہاڑ قرنا من حدید ہوں گے آپ نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک ایسے امیر شدید کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے یعنی دینِ خدا کی خاطر کوئی خلافِ حکم کام برداشت نہ کریں گے۔ آپ نے پوچھا اور کیا لکھا ہے انہوں نے کہا کہ آپ کے بعد جو خلیفہ ہوں گے انہیں ایک ظالم جماعت شہید کردے گی آپ نے فرمایا اور کیا ہوگا کہا پھر فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

مذکورہ احادیث وروایات صحیحہ سے معلوم ہوا کہ سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا غصہ اپنی طبیعت پر ہی نہ تھا۔ بلکہ آپ کا غصہ بھی خدا کے غصہ پر ہوتا تھا یعنی آپ بلا وجہ کبھی غضبناک نہیں ہوئے جب بھی غضب ناک ہوتے ہیں تو اس وقت خدا بھی غضب ناک ہوتا ہے۔ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غضب بالکل سچا ہے جو حقیقت میں غلبہ ہوا کرتا تھا۔

قفلِ جہنم

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا **یا ابن قفل جهنم** اے قفل جہنم کے بیٹے آپ یہ بات سن کر متغیر ہوئے اور اپنے ابا جان سے جا کر عرض کیا کہ آپ کو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے قفل جہنم کہا ہے آپ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس آئے اور فرمایا آپ نے میرے حق میں یہ لفظ کیوں استعمال کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے میرے ماں باپ اور ان کے آباؤ اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ حضور پیغمبرِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔

يُقَالُ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَادَامَ فِيْهِمْ فَجَهَنَّمُ مُغْلَقَةٌ فَاِذَا مَاتَ انْفَتَحَتْ جَهَنَّمَ وَافْتَرَقَ النَّاسُ عَلَى الْاَهْوَاءِ فَيَدْخُلُ اَكْثَرُهُمْ اِلَيْهَا

جسے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا جائے گا وہ مبارک شخص جب تک امتِ محمدیہ میں رہے گا تب تک جہنم کا دروازہ بند رہے گا گویا وہ جہنم کا قفل ہوگا لیکن جب اس کا انتقال ہوجائے گا تو جہنم کا دروازہ کھل جائے گا اور لوگ اپنی نفسانی خواہشات میں مبتلا ہو کر ادھر ادھر پریشان ہو کر متفرق ہوجائیں گے۔ [2]

معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ مقدسہ جہنم کے لیے قفل ہے۔

(۱) ریاض النضرۃ (۲) نزہۃ المجالس

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

شراب کا دودھ اور سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

ایک شخص شراب کی بھری بوتل لیے جا رہا تھا کہ راستے میں اس کو حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ آپ کو دیکھنے سے اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور دل ہی دل میں کانپنے لگا۔ گھبراہٹ اور خطرہ جان کر نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ دل میں کہنے لگا اے باری تعالیٰ مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ (کے غضب) سے بچا لے۔ میں سچے دل سے تجھ پر اور تیرے رسول علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے قریب آ پہنچے۔ آپ نے فرمایا یہ چادر میں کیا چھپا رکھا ہے، کہنے لگا حضور یہ بوتل میں دودھ ہے آپ نے فرمایا اسے لپیٹ کر کیوں رکھا ہے عرض کیا یہ دودھ گرم تھا اس لیے اردگرد چادر لپیٹ لی ہے آپ نے فرمایا کھول کر دکھاؤ ڈرتے کانپتے اس نے چادر کو کھول کر دکھایا تو اس میں واقعی گرم دودھ بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ اللہ فرماتا ہے جو سچے دل سے مجھ سے ڈر جاتا ہے اللہ اس کو دو جنتیں عطا فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا اے شخص بے شک تیری بوتل میں تھی تو شراب، لیکن تیرے قلب صادق کی توبہ نے اسے دودھ بنا دیا۔ سچا خوف اللہ کو ایسا پسند آیا کہ شراب کا دودھ بن گیا ورنہ حقیقت تھی کہ عمر سے تمہاری جان کا بچاؤ مشکل تھا۔ (۱)

دف کی آواز اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک حبشن لڑکی نے عرض کیا: حضور: اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَیْنَ یَدَیْكَ بِالدَّفِّ الْغِنٰی۔ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ جب آپ میدان جنگ سے بخیریت واپس تشریف لے آئیں گے تو میں اس خوشی میں دف کو بجاؤں گی اور چند اشعار پڑھوں گی۔ آپ نے اس بچی سے فرمایا۔ اگر تم نے یہ منت مانی ہے تو اس منت کو پورا کر لے پس وہ عورت دف بجانے لگی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے وہ لڑکی دف بجاتی رہی پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو اس لڑکی نے دف بجانا چھوڑ کر دف کو اپنی سرینوں (یعنی رانوں کے نیچے چھپا لیا اور اس پر بیٹھ گئی) آپ نے فرمایا: اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْكَ یَا عُمَرُ۔ اے عمر بے شک شیطان بھی تجھ سے ڈرتا ہے۔ اس لیے کہ سب آئے اور بیٹھتے گئے اور یہ لڑکی بدستور دف بجاتی رہی لیکن تمہیں دیکھتے ہی اس نے دف بجانا چھوڑ دی اور اوپر بیٹھ گئی۔ (۲)

ازواج مطہرات اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اجازت لے کر حاضر ہوئے اس وقت ازواج مطہرات بیٹھی ہوئی زور زور سے باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز ازواج نے سنی تو خاموش ہو گئیں اور اٹھ کر پردہ میں چلی گئیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکراتے دیکھ کر عرض کیا حضور خدا آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنسائے رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ مجھے ان عورتوں کی حالت پر تعجب ہوا کہ میرے پاس بیٹھی شور مچا رہی تھیں تمہاری آواز سے خاموش ہو گئیں اور پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

(۱) سیرت عمر فاروق (۲) جامع ترمذی ۵:۶۲۰، رقم ۳۶۹۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

يَاعَدُوَّاتُ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ (۱)

اے اپنی جان کی دشمن عورتو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی ازواج مطہرات نے جواب دیا ہاں اس لیے کہ آپ بہت ہی سخت ہیں اور ہم آپ کے غضب سے ڈرتی ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر یہ بات چھوڑیں خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے شیطان تمہارے راستہ کو چھوڑ کر بھاگتا ہے۔

دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ فاروقِ اعظم نے یہ سبق دیا کہ خواہ ازواجِ مطہرات ہی کیوں نہ ہوں ان کو بھی یہ زیبا نہیں کہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اونچی آواز سے باتیں کریں دوسری یہ کہ عورتوں کی آواز اتنی بلند نہ ہو کہ کسی غیر محرم تک پہنچ سکے۔

منافق کا سر قلم اور سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی اور ایک منافق میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ یہودی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے چلوں چنانچہ وہ کوشش کر کے اسے حضور ﷺ کی بارگاہِ عدالت میں لے آیا۔ حضور علیہ السلام نے واقعات کو سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ وہ منافق یہودی سے کہنے لگا میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلوں گا اور ان کا فیصلہ قبول کروں گا۔ اس نے کہا عجیب شخص ہو کہ جب حضور علیہ السلام نے فیصلہ کر دیا ہے تو پھر اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے مگر وہ منافق نہ مانا۔ اس یہودی کو لے کر حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا ہمارا فیصلہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارا فیصلہ آقائے کائنات ﷺ نے نہیں فرمایا۔

یہودی بولا۔ حضرت حضور علیہ السلام نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے لیکن یہ منافق فیصلہ سے مطمئن نہیں ہوا اور اب آپ کے پاس فیصلہ کرانے کے لیے مجھے لایا ہے کہ میرا فیصلہ وہ کریں گے آپ نے فرمایا اے منافق اب تم مجھ سے فیصلہ کرانے کے لیے آئے ہو عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو یہ کہہ کر اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر نکلے اور اس منافق کی گردن پر یہ کہتے ہوئے ماری کہ جو حضور سرورِ کائنات کے فیصلہ کو نہ مانے اس کا فیصلہ یہ ہے۔ حضور سیدِ عالم علیہ الصلوۃ والسلام تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا عمر کی تلوار کسی مومن پر نہیں چلتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی خود تصدیق فرمائی (۲)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (النساء ۴:۶۵)

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

نزولِ آیت خداوندی نے ظاہر کر دیا کہ جو رسالت مآب ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے وہ بے ایمان ہیں لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسے آدمی کا تلوار سے جو فیصلہ فرمایا یہ بالکل درست ہے۔ اے محبوب مجھے آپ کے رب ہونے کی قسم ہے وہ ایمان والے نہیں جو بخوشی آپ کے فیصلہ کو نہ مانیں۔

(۱) مشکوۃ (۲) سیرت عمر بن الخطاب

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

دریائے نیل اور سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

مصر کا دریائے نیل ہر سال خشک ہو جاتا تھا تاوقتیکہ ایک کنواری خوبصورت لڑکی کی جان نہ لے لیتا۔ حتیٰ کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مصر فتح ہوا۔ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں کے گورنر مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے سنا کہ مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا ہر سال دریا خشک ہو جایا کرتا ہے لوگوں نے کہا ہاں جب تک ہم ایک کنواری خوبصورت لڑکی اس کی بھینٹ نہ چڑھائیں یہ جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا ایک بے گناہ لڑکی کا ناحق خون اسلام کو منظور نہیں صبر کرو۔ پھر آپ نے ایک خط مدینہ منورہ میں حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا جس میں دریائے نیل کا مذکورہ واقعہ تحریر کر کے کہا اس کا بندوبست کرنا آپ کے ذمہ ہے کہ دریا بھی جاری ہو جاوے اور ہر سال ایک لڑکی کی جان بھی بچائی جائے آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط کا جواب دیا اور اس کے ہمراہ ایک خط دریائے نیل کے نام لکھا کہ یہ میرا خط بنام دریا ہے اس کو خشک ریت میں ڈال دینا جو خط دریا کے نام تحریر کیا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ اَمَّا بَعْدُ اِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَاِنَّا نَسْئَلُ اَجْرَاکَ مِنَ اللّٰہِ وَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ عِنْدِکَ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا بِکَ (۱)

یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔ اے دریا اگر تو خدا کے حکم سے چلتا ہے تو ہم بھی خدا ہی سے تیرا جاری ہونا مانگتے ہیں اور اگر تو خود اپنی مرضی سے بہتا ہے اور اپنی ہی مرضی سے رک جاتا ہے تو ہمیں تیری پرواہ اور ضرورت نہیں ہے۔

حضرت سیّدنا امیر المؤمنین عمر فاروق مفتاح الاسلام رضی اللہ عنہ کا یہ انوکھا ارشاد سن کر سارے مصر میں حیرت ہوئی۔ لاتعداد لوگ یہ منظر دیکھنے کے لیے دریا پر جمع ہو گئے مجمع کثیر کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی خط لے کر پہنچ گئے۔ پھر دریا کے اندر جا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط مبارک دریا کی خشک ریت کے اندر رکھ دیا۔ جب خط کو رکھ کر باہر آئے تو چند لمحوں کے بعد ہی دریائے نیل خود بخود اس زور سے جاری ہوا کہ کبھی پہلے لڑکی کی بھینٹ لے کر بھی جاری نہ ہوا تھا۔ اور ہر سال سے اس سال چھ گز زیادہ پانی بلندی پر آیا۔ پھر اس دن کا ایسا جاری ہوا کہ آج تک بند نہیں ہوا۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہ مرتبہ حاصل تھا کہ اگر خشک دریا کو حکم دیں تو وہ بھی جاری ہو جاتا ہے۔ دریاؤں پر بھی حضرت کو حکومت حاصل ہے۔

یاساریۃ الجبل اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم نے ایک ملک میں اپنا لشکر جہاد کے لیے بھیجا اور اس لشکر کے سپہ سالار حضرت ساریہ مقرر کیے۔ حضرت ساریہ اس ملک میں جا کر کافروں سے جہاد کرنے لگے۔ ادھر جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے دورانِ خطبہ آپ نے منبر پر فرمایا یاساریۃ الجبل اے ساریہ: پہاڑ کی طرف سے خبردار رہو لوگ حیران ہو گئے کہ دورانِ خطبہ یہ کلام کیسا ساریہ تو یہاں سے سینکڑوں میلوں پر جنگ میں مصروف ہیں یہاں سے اس کو آواز دینے کا کیا مطلب کچھ

(۱) سیرت حلبیہ

روز کے بعد وہاں سے قاصد آیا اور اس نے کہا کہ ہمارا مقابلہ کفار سے ہو رہا تھا اور کافر ہم پر غالب ہونے پر تھے کہ اچانک ہم کو ایک آواز آئی۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے دھیان کرنا۔ ہم نے آواز سنتے ہی پہاڑ کی پناہ لی۔ اس ہدایت پر عمل کرنا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح عنایت فرمادی۔

ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت بصر عنایت فرمائی تھی کہ آپ مدینہ منورہ کے منبر شریف پر سینکڑوں میل کے واقعہ کو مشاہدہ فرما رہے تھے اور پھر آپ کی قوتِ لسان ایسی تھی جو اتنے میلوں پر بغیر کسی آلہ کے حضرت ساریہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور اگر آپ یہ مدد نہ فرماتے تو کفار ہم کو شکست دے دیتے لہٰذا آپ نے نازک صورتِ حال دیکھتے ہی فرمایا اے ساریہ پہاڑ کے پیچھے ہو جاؤ۔

کھجوروں کا طباق اور سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم کے دورِ خلافت میں ایک روز خواب دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں خود حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ سلام پھیرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی دیوار سے پشتِ انور لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں ایک عورت کھجوروں کا طباق لے کر حاضر ہوئی اور آپ کے سامنے وہ طباق رکھا حضور علیہ السلام نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی کو عطا فرمائی اور باقی کھجوریں دوسرے نمازیوں کو تقسیم کر دیں۔ حضرت علی کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے دیکھا کہ زبان پر وہی کھجور کا ذائقہ ہے۔ جب فجر ہوئی تو آپ نمازِ فجر کے لیے مسجد میں تشریف لائے حضرت عمر فاروقِ اعظم نے حسبِ معمول خود نماز پڑھائی حضرت علی بھی حسبِ طریق آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جماعت میں شامل ہوئے نمازِ باجماعت سے فارغ ہو کر حضرت عمر فاروقِ اعظم مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ جیسا حضرت علی نے رات خواب میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا تھوڑی دیر ہوئی تو

فَاِذَا بِجَارِيَةٍ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَمَعَهَا رُطَبٌ فَوَضَعَتْ بَيْنَ يَدَيْ عُمَرَ فَاَخَذَ رُطَبَةً فَجَعَلَهَا فِيْ فَمِيْ ثُمَّ اَخَذَ الْاُخْرٰى كذالك ثم فرق على اصحابه و كنت اشتهى منه يعنى الزيادة فقال لوزادك رسول الله صلى الله عليه وسلم البارحة لزدناك فتعجبت من ذالك فقال يا على المؤمن ينظر بنور الله فقلت صدقت يا امير المؤمنين هكذا رايت وهكذا وجدت طعمه ولذته من يدك كما وجدته

ایک عورت کھجوروں کا طباق لے کر مسجد کے دروازے پر آ گئی۔ پس وہ آگے بڑھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طباق حاضر کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طباق سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دی اور باقی سب کھجوریں دوسرے نمازیوں میں تقسیم کر دیں حضرت علی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المؤمنین ایک کھجور مجھے اور بھی دے دیتے تو کیا ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی المرتضیٰ آپ کو دوسری کھجور عنایت فرما دیتے تو اس وقت میں بھی آپ کو دوسری کھجور دے دیتا۔ جب میرے سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

مِنْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (۱) والسلام نے نہ دی تو میں کیسے دوں حضرت علی نے کہا میرا یہ خواب کا واقعہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟ آپ نے فرمایا بندہ مومن نورِ ایمان سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا یا حضرت امیر المؤمنین سچ فرمایا آپ نے واقعی میں نے اسی طرح رات کو منظر دیکھا اور جیسی لذت کھجور میں بدست رسول ﷺ حاصل ہوئی ویسی ہی لذت اب بھی آپ کے ہاتھ سے دی ہوئی کھجور کی تھی۔ آخر میں آتا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا بے شک اے عمر رضی اللہ عنہ: آپ سیّد الناس ہیں یعنی تمام لوگوں کے سردار۔

بعض آیات قرآن کا نزول بحقِ سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

ابنِ مردویہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق جو کوئی رائے دیتے تھے قرآنِ حکیم اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔ ابنِ عساکر حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اَنَّ فِي الْقُرْاٰنِ لَرَاْيًا مِنْ رَاْيِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کہ قرآن میں حضرت عمر فاروق کی رائیں موجود ہیں۔ (۲)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اگر بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ اور ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری تو قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق نازل ہوتا تھا۔

بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش ہم مقامِ ابراہیم علیہ السلام کو نماز کی جگہ بناتے۔ اس کے بعد ہی یہ آیت قرآن نازل ہوئی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ الخ۔ (سورۃ بقرہ)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم واسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ازواجِ مطہرات کے لیے پردہ کا خاص حکم ہو۔ اس کے بعد ہی یہ آیت قرآن خاص ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے نازل ہوگئی:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔ (سورۃ احزاب)

اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لئے۔

بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور کی غیرت میں شریک ہوگئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عسى ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا۔ کہ اگر تم کو رسول اللہ ﷺ طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں اپنے نبی کو دے گا اس کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کی یہ آیت نازل فرما دی:

(۱) نزہۃ المجالس ص ۱۰۷ سطر نمبر ۱۵ (۲) سیرت حلبیہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا۔ (سورۃ التحریم)

ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں توجہ والیاں، بندگی والیاں، روزہ دار، بیاہیاں اور کنواریاں۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کی تھی کہ اللہ العالمین بہتر ہے کہ مسلمانوں پر شراب حرام ہوجائے ورنہ ایسی چیز کے ہوتے ہوئے مسلمان تجھ سے غافل ہوجاویں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور یہ آیت کریمہ نازل فرما کر مسلمانوں پر حرمتِ شراب کا حکم نازل فرمادیا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ (سورۃ البقرہ ۲۱۹)

تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

اس کے بعد پارہ چھٹا سورہ مائدہ کی آیات بھی شراب کے حرام ہونے پر نازل ہوئیں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ ...... مُّنْتَهُوْنَ۔ اسد الغابہ۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب قرآن کی آیت لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ نازل ہوئی کہ ہم نے انسان کو چُنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ شانِ خداوندی میں نکلے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ برکت ہی برکت والا ہے وہ اللہ جو بہترین پیدا فرمانے والا ہے اس کے فوراً بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

مستند تفاسیر میں ہے کہ عبداللہ (بن ابی بن خلف) کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے موقعہ پر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منافق تو ساری عمر آپ کی توہین کرتا رہا پھر آپ ایسے منافق ابی بن خلف کی نماز جنازہ کیوں پڑھاتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں ان کی بخشش کی دعا کروں یا نہ کروں چنانچہ نمازِ جنازہ کی فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کی یہ آیت نازل فرما کر ہمیشہ کے لیے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے اور ان کی قبر پر کھڑا ہونے کی ممانعت فرمادی۔ (۱)

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (سورۃ توبۃ، ۸۴)

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک اللہ وہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے۔

(اس کی مزید تفصیل میری کتاب علم خیر الانام میں ملاحظہ فرمائیں)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ واقعۂ افک کے موقع پر جب کہ منافقین نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر تہمت لگائی اس وقت حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے اس معاملہ میں مشورہ فرمایا تو اس دوران حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نکاح کس نے کیا تھا؟ فرمایا اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے عیب دار چیز رکھی ہے۔ یہ الفاظ جب حضرت عمر کی زبان پر جاری ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱) تفسیر خازن

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (نور:۱۶) الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔

ابتدائے اسلام میں ماہِ رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ہم بستری (صحبت) کرنے کی ممانعت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کے باوجود کچھ لوگوں سے پورے ماہ کی پابندی نہ ہو سکے گی کیا ہی اچھا ہو کہ رمضان المبارک کی راتوں میں مسلمانوں کے لیے اپنی بیویوں سے صحبت کرنے کی اجازت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اس کی اجازت دے دی۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:۱۸۷) روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔

اکثر غلام بے اذن اپنے مالک کے گھر آجایا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے تھے کہ اچانک آپ کا غلام آگیا آپ کو یہ بات ناگوار گزری اور دعا فرمائی کہ اے اللہ کیا ہی اچھا ہو کہ بے اذن گھر میں داخل ہونے کی ممانعت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرما دی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا (نور:۲۷) اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مساجد میں قندیلیں روشن کرنے والے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب دیکھا کہ مساجد اس طرح قندیلوں سے روشن ہیں جن کی روشنی دور دور تک جا رہی تھی تو آپ نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاِنَّهٗ اَجْمَعَ النَّاسَ فِيْ صَلَاةِ التَّرَاوِيْحِ وَ عَلَّقَ الْقَنَادِيْلَ فَلَمَّا رَاٰهَا عَلِيٌّ تَزْهَرُ قَالَ نَوَّرْتَ مَسَاجِدَنَا نَوَّرَ اللّٰهُ قَبْرَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ۔ [1]

ہم میں سے سب سے پہلے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد میں روشنی کی پس جب لوگ نمازِ تراویح کے لیے جمع ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تشریف لائے تو آپ نے مسجدوں کو جگمگاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا اے ابن خطاب ہماری مسجدوں کو آپ نے منور کیا اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو منور فرمائے۔

یاد رہے کہ سب سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع بھی آپ نے فرمائی۔

فتوحات سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

جس روز ۱۳ھ ۲۲ جمادی الآخر کو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا سیّدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اسی روز سے تختِ خلافت پر متمکن ہوئے آپ نے عہدۂ خلافت پر فائز ہوتے ہی بے شمار فتوحات فرمائیں۔ یہاں پر صرف مختصر خاکہ فتوحات کا تحریر کیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہو جائے گا کہ حضرت نے کس قدر دنیا کے تمام حصوں میں اعلیٰ فتوحات فرما کر اسلام کو عزت و غلبہ دیا۔

(۱) صواعق محرقہ۔ اسد الغابہ۔ سیرت حلبیہ۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

فتوحاتِ عراق، واقعہ بویب منان ۱۴ھ۔ قادسیہ کی جنگ اور فتح محرم ۱۴ھ جلولا ۱۶ھ، فتوحاتِ شام، فتح دمشق محل ذیقعد ۱۴ھ حمص ۱۴ھ یرموک ۵ رجب ۱۵ھ بیعت المقدس ۱۶ھ، حمص پر عیسائیوں کی دوبارہ کوشش اور پھر فتح حاصل ہوئی ۱۷ھ۔
عمواس کی وباء ۱۹ھ۔ فیسانیہ کی فتح شوال ۱۹ھ، جزیرہ ۱۶ھ، خوزستان عراق عجم ۱۶ھ رے پر لشکر کشی ۲۱ھ۔ آذربائیجان ۲۲ھ۔ طبرستان۔ آرمینہ و فارس ۲۳ھ کرمان، ستیان ۲۳ھ مکران ۲۳ھ خراسان کی فتح و یزدگرد کی ہزیمت ۲۳ھ۔ مصر کی فتح ۲۳ھ، اسکندریہ کی فتح ۲۱ھ۔
سیّدنا عمر فاروقِ اعظم کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ مربع میل تھا یعنی مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶۰ مشرق کی جانب ۱۰۸۷ جنوب کی جانب ۸۳ ۴ میل تھا۔ مغرب کی جانب جدہ تک حکومت تھی۔
سچ تو یہ ہے کہ دنیائے اسلام حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم کی ذات مقدسہ پر جس قدر بھی فخر کرے تھوڑا ہے آپ نے اپنے عہد خلافت میں ایسی مشکلات کو حل کیا جو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ ایک ہزار چھتیس بڑے بڑے شہر جن میں کفار کی حکومت تھی اور بتوں کو خدا مانا جاتا تھا ان سب کو فتح کر کے دارالاسلام بنایا اور وہاں کی آبادی کو درسِ توحید و رسالت دے کر ایمان و اسلام کی دولت عنایت فرمائی۔ چار ہزار مساجد تعمیر کروائیں۔ حق یہی ہے کہ آپ کی کوشش وہمت نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک آفتاب کی طرح نورِ اسلام وایمان پھیلایا۔ ضلالت کے شہروں میں ہدایت کی مشعلیں روشن کیں۔ تاریکی کفر کی تمام چٹانیں ہٹا کر رکھ دیں۔ اور انہیں ہزیمت دی اور عجم وعراق سے بے شمار مالِ غنیمت حاصل کیا اسی لیے کہ دعائے مصطفیٰ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اپنی عملی شان وشوکت میں آ گئی تھی۔

فاتحِ مدائن حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن

از سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ کو ایک مرتبہ دیکھتے ہوئے فرمایا (جب کہ سراقہ بن مالک کے ہاتھوں کو دیکھا بازؤں کو دیکھا جو بہت پتلے پتلے تھے اور بالوں سے بھرے ہوئے تھے) اے سراقہ تمہاری اس روز کیا حالت (یعنی شان ہوگی) جب شاہِ عجم کے سونے کے کنگن تمہارے ہاتھ میں پہنائے جائیں گے حضرت سراقہ بن مالک کو زبانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر یقینِ کامل تو تھا لیکن باوجود اس کے کہ کوئی ایسے آثار نہ تھے جس سے اس کا ادراک کر سکیں کہ مجھے سونے کے کنگن شاہِ عجم کے اور پھر عجب اس پر کہ ساری امتِ مصطفویہ پر مردوں کے لیے سونے کا پہننا حرام ہے اور میرے لیے جائز بھی ہو رہا ہے یہ شان و اختیار ہے سرورِ کون ومکان علیہ السلام کا آپ جانتے تھے کہ عہدِ فاروق میں یہ فتح حاصل ہوگی اور شاہِ عجم کے کنگن سیّدنا عمر فاروق کے پاس آئیں گے اس پیش گوئی اور علومِ غیبیہ کو عملی شکل اس طرح نصیب ہوئی کہ جب سیّدنا عمر بن خطاب فاروقِ اعظم نے اپنے عہد میں مدائن کو فتح کیا تو شاہِ عجم کے سونے کے کنگن مالِ غنیمت میں پیش ہوئے۔ ان کا آنا تھا کہ سیّدنا فاروقِ اعظم نے فرمایا سراقہ آؤ اور اپنا ہاتھ بڑھاؤ پھر آپ سونے کے کنگن ان کے ہاتھ پر چڑھاتے جاتے اور زبانِ اطہر سے فرماتے جاتے صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

یعنی میرے آقا و مولا کی خبر غیبی آج میرے ذریعے پوری ہوگئی جس کی کئی سالوں سے پیش گوئی فرمادی گئی تھی۔ گویا حضرت سراقہ بن مالک کو سونے کے کنگن کی بشارت دینے میں سیّدنا عمرِ فاروق کی فتوحات کی طرف اشارہ تھا۔ اس اصل واقعۂ حدیث کے بعد ان (مخالفینِ عمر) کی طرف سے بھی ملاحظہ کریں انہوں نے بھی فتوحاتِ عمرِ فاروق کا اقرار کیا اور اس مذکورہ واقعہ کو حقیقت مانا ہے۔ صاحب حیات القلوب جلد دوم میں صفحہ ۲۴۸ پر لکھتے ہیں: پس چوں درزمان عمر فتح مدائن کردند عمر او را طلب و دست رنجہائے بادشاہ عجم را در دست او کرد۔ پس جب زمانۂ عمر میں مدائن فتح ہوا تو شاہِ عجم کے سونے کے کنگن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو پہنائے۔

پیکرِ حسن و جمال آراستہ زیورات و جواہرات

شہزادی ایران شہر بانو بحقِ زوجیتِ حسین بہ عنایت

سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب ایران فتح کیا اور اسلام کا علم بلند کیا تو مالِ غنیمت میں شاہِ یزدگرد کی بیٹی حضرت عمر فاروق کے پاس آئی جن کا نام شہر بانو تھا تو سیّدنا عمر فاروق نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کو مقدم سمجھا۔

یہ شہزادی سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس نکاح کے موقعہ پر اس حال میں آئیں کہ شاہانہ پوشاک جس پر ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے اور سونے چاندی کے زیورات سے آراستہ تھیں اور اسی طرح سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حبالہ نکاح میں آئیں۔ عجب بات ہے کہ باغِ فدک نہ دیا جو بالکل کم قیمت کا تھا اور اتنا گرانقدر تحفہ اور قیمتی مال بمعہ شہزادی کیسے دے دیا۔ ثابت ہوا کہ یہ باغ فدک کا افتراء صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عناد کی وجہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ اور خاندانِ مقدسہ سے اس قدر پیار و محبت تھی کہ شاہی خاندان کی پری شہزادی شہر بانو گراں قدر زیورات سے مزین مع لباسِ فاخرہ ہیرے جواہرات سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بخش دی۔ جس سے ایک باغِ فدک کیا فدک جیسے کئی باغ خریدے جاسکتے تھے اہلِ تشیع نے اپنی کتاب اصولِ کافی صفحہ ۲۹۶ میں اس کو تسلیم کیا ہے اور پھر اسی شہزادی شہر بانو کے بطن سے سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاں سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے پھر یہی وہ مولودِ مسعود تھے جن کی نسل سے روئے زمین پر سادات کرام موجود ہیں اور نسل حسینی جاری و ساری ہے۔

حضراتِ حسنین کی محبت والفت اور

سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں آپ کے صاحبزادے عبداللہ آئے اور اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت نہ دی یہ واقعہ آپ کے دورِ خلافت کا ہے اسی اثناء میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور وہ یہ حال سن کر چلے گئے آپ کو بعد میں معلوم ہوا تو آپ نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ آپ واپس کیوں چلے گئے۔ تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جب آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اجازت نہ دی تو میں نے خیال کیا کہ مجھے بھی اجازت نہیں مل سکے گی اس لیے واپس چلا گیا۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

فرمایا:

اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْهُ اَنْبَتَ الشَّعْرَ فِي الرَّاسِ بَعْدَ اللهِ اِلَّا اَنْتُمْ (۱)

آپ ان سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ جو بال ہمارے سروں پر اللہ تعالیٰ نے اگائے ہیں اس کے بعد کس نے اگائے ہیں سوائے تمہارے۔

سبحان اللہ کیا محبت و پیار ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ سے آپ کے صدقہ سے آپ کو اجازت نہیں تو کس کو ہوگی۔ ناظرین نے دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ان عظیم ہستیوں سے کس قدر پیار و محبت تھا۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر گود میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر فرمایا هَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلٰی رُؤُسِنَا اِلَّا اَبُوْكَ یعنی ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں تمہارے ہی نانا جان میرے آقا و مولیٰ کے اگائے ہوئے ہیں گویا یہ عزت و دولت سب سرورِ کون و مکان اور ان کی آلِ اطہار کا صدقہ ہے (۲)

معلوم ہوا کہ اصحابِ نبوت کی حسنین سعیدین آلِ کرام سے انتہا درجہ کی محبت و عقیدت برحق تھی۔

سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا زہد و ورع و حلم و تواضع

حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زہد و ورع اور تواضع و حلم کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ روزانہ گیارہ لقموں سے زیادہ طعام تناول نہ فرماتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قمیص مبارک میں دو شانوں کے درمیان چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ شام کے ممالک جب فتح ہوئے اور آپ نے ان ممالک کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا اور وہاں کے امراء و عظماء آپ کے استقبال کے لیے آئے تو اس موقع پر آپ اپنے شتر پر سوار تھے آپ کے خواص و خدام نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! شام کے اکابر و اشراف حضور کی ملاقات کے لیے آ رہے ہیں۔ مناسب ہوگا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوں تا کہ آپ کی شوکت و ہیبت ان کے دلوں میں جاگزین ہو۔ فرمایا اس خیال میں نہ رہیے کام بنانے والا وہی (اللہ) ہے۔ سبحان اللہ۔ (۳)

ایک مرتبہ قیصرِ روم کا قاصد مدینہ طیبہ آیا اور وہ امیر المؤمنین کو تلاش کرتا تھا تا کہ بادشاہ کا پیغام آپ کی خدمت میں عرض کرے۔ لوگوں نے بتایا کہ امیر المؤمنین مسجد میں ہیں۔ مسجد میں آیا تو دیکھا کہ ایک صاحب موٹے پیوند زدہ کپڑے پہنے ایک اینٹ پر سر رکھ کر لیٹے ہیں یہ دیکھ کر باہر آیا اور لوگوں سے امیر المؤمنین کا پتہ دریافت کرنے لگا۔ کہا گیا کہ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ کہنے لگا مسجد میں سوائے ایک دلق پوش کے اور کوئی نہیں۔ صحابہ نے کہا وہی ہمارا امیر و خلیفہ ہے۔

بَرورِ میکدہ رندانِ قلندر باشند
کہ ستانند و دہند افسرِ شاہی
خشت زیرِ سر و بر تارکِ ہفت اختر پائے
دست قدرت نگر و منصبِ صاحب جاہی

(۱)، (۲) سوانح کربلا ص ۲۹، ۳۰ (۳) سوانح کربلا

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

قیصر روم کا قاصد پھر مسجد میں آیا اور غور سے امیر المؤمنین کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگا۔ دل میں محبت و ہیبت پیدا ہوئی اور آپ کی حقانیت کا پرتو اس کے دل میں جلوہ گر ہوا اور اس نے کہا:

مہر و ہیبت ہست ضدیک و گر
ایں دو ضد راجع دید اندر جگر
گفت با خود من شہاں دیدہ ام
گرد سلطاں را ہمہ گرویدہ ام
از شہانم ہیبت و ترسے نبود
ہیبت ایں مرد ہوشم در بود
رفتہ ام در بیشۂ شیر پلنگ
روئے من ایشاں نگر دانند رنگ
پس شدم اندر مصاف کار زار
ہم چو شیراں دم کر باشد کار راز
بسکہ خور دم بس زدم زخم گراں
دل قوی ترجودہ ام از دیگراں
بے سلاح ایں مرد خفتہ برزمین
من بہفت اندام لرزاں ایں چنیں
ہیبت حق ست ایں از خلق نیست
ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

(از صدر الافاضل علیہ الرحمۃ سیّد المفسرین حکیم الامت)

کرتہ مبارک اور پیوند:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اکثر ہم نے دیکھا کہ آپ بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تو آپ کا کرتہ پھٹا ہوا اور اس میں پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔

جُبَّةٌ مِنْ صُوْفَةٍ مَرْقُوْعَةٍ بَعْضَهَا بِأَدِمٍ، وَيَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ......(1)

حضرت عمر جب خلیفہ تھے تو آپ صوف کا پھٹا ہوا کپڑا یعنی کرتا مبارک جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اسی حالت میں بازار سے گزرتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رَأَيْتُ بَيْنَ كَتِفَيْ عُمَرَ اَرْبَعَ رِقَاعَةٍ فِي قَمِيْصِهٖ.

میں نے دیکھا کہ آپ کے کرتے مبارک میں مونڈے کے پاس چار پیوند لگے ہوئے تھے۔

(1) تاریخ الخلفا ۱۲۹

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

شلوار مبارک اور چمڑے کے پیوند:

حضرت عثمان ہندی لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شلوار مبارک میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔

رو رو کر رخسار پر نشان:

حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہایت کثیر البکا تھے یہاں تک کہ:

كَانَ فِي وَجْهِ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ خَطَّانِ اَسْوَدَ مِنَ الْبُكَاءِ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک کے رخسار انور پر رو رو کر دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔ یعنی بصورتِ زخم۔

رتبہ امیر المؤمنین اور تو کہاں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک باغ میں گیا دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں اور فرما رہے ہیں}

يَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاللّٰهُ لَتَتَّقِيَنَّ اللّٰهَ ابْنَ الْخَطَّابِ اَوْلَيُعَذِّبَنَّكَ اللّٰهُ۔ (۱)

اے عمر! تم کہاں اور کہاں امیر المؤمنین کا درجہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو ورنہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پکڑا جائے گا۔

جو میرے عیب ظاہر کرے مجھے وہ پسند ہے:

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق کو وہ آدمی بہت پسند ہوا کرتا تھا جو آپ کے عیب بیان کرتا تھا۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے:

اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ مَنْ رَفَعَ اِلَيَّ عُيُوْبِيْ۔ (۲)

مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو میرے عیب مجھ پر ظاہر کرتا ہے۔

کاش میں زمین کا ایک تنکا ہوتا:

حضرت عبداللہ بن عامر ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے۔

اَخَذَ تَبْنَةً اَلْاَرْضِ فَقَالَ يٰلَيْتَنِيْ هٰذَا التَّبْنَةُ۔

زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا! کاش میں بھی ایک تنکا ہوتا۔

رات کی تاریکی میں گشت اور غریبوں کی امداد:

دورِ خلافت میں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ساری رات مخلوق میں پھرتے اور دیکھتے کہ کوئی مفلس وتنگدست، غریب وبھوکا تو نہیں ہے۔

ازواج واولادِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بمعہ اسماء وتعداد

حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی مبارکہ میں کافی نکاح فرمائے تھے جس کے متعلق روایات معتبرہ شاہد ہیں کہ آپ کی کل ازواج کی تعداد مختلف اوقات میں نو تھی یعنی آپ کی نو بیویاں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) تاریخ الخلفاء:۱۲۹ (۲) تاریخ الخلفاء۱۳۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۱۔ حضرت زینب بنتِ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔
۲۔ حضرت ام کلثوم بنتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔
۳۔ عاتکہ بنتِ زید رضی اللہ عنہ
۴۔ امِ حکیم بنتِ حارث
۵۔ فقیہہ
۶۔ لبیہ
۷۔ امِ ولد
۸۔ قریبہ بنتِ ابی امیہ
۹۔ ملیکہ بنتِ جرول الخزاعی

کل نو ازواج میں سے آپ نے قریبہ اور دوسری ملیکہ کو اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دے دی۔ ثابت ہوا کہ آپ کی کل سات بیویاں تھیں کیونکہ دو کو آپ نے طلاق دے کر حقوقِ زوجیت سے خارج کر دیا تھا۔

آپ کی کل اولادِ امجاد تیرہ تھی جن میں آپ کے نو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

بیٹوں کے اسماء یہ ہیں۔

۱۔عبداللہ، ۲۔عبدالرحمٰن الاکبر، ۳۔زید الاکبر، ۴۔عاصم، ۵۔عیاض۔ ۶۔زید الاصغر، ۷۔عبدالرحمٰن الاصغر ۹۔عبدالرحمٰن اوسط۔

بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں:

۱۔ حفصہ رضی اللہ عنہا ۲۔ رقیہ رضی اللہ عنہا ۳۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا ۴۔ زینب رضی اللہ عنہا

ازواج واولاد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے احوال بمعہ خصوصیات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے والد معظم حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سابقین الاوّلین صحابہ میں سے تھے یعنی اسلام لانے والوں میں ان کا چودھواں نمبر تھا ۲ھ میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ سیّد عالم علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کی وفات کا شدید صدمہ ہوا آپ ان کی میت مبارک کو بوسے دیتے تھے اور بے اختیار روتے جاتے تھے حضرت عثمان کے دوسرے بھائی بھی اکابر صحابہ میں سے تھے حضرت زینب کا انتقال مکہ معظمہ میں ہوا تھا۔ دوسری زوجہ حضرت سیّدہ امِ کلثوم بنتِ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم از بطنِ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا خاتونِ جنت تھیں۔ ان کے متعلق حضرت سیّدنا عمر فاروق نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آلِ رسول علیہ السلام سے مجھے شرفِ روجیت حاصل ہو اس لیے آپ اپنی شہزادی میرے نکاح میں فرما دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اصرار پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح چالیس ہزار مہر پر کر دیا اور یہ نکاح ۱۷ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (۱)

(۱) تاریخ ابن کثیر ۲: ۳۸۲

ثُمَّ تَزَوَّجَ عُمَرُ اُمِّ كُلْثُوْمَ بِنْتِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَهِیَ مِنْ فَاطِمَةَ وَدَخَلَ بِهَا فِیْ شَهْرِ ذِیْ قَعْدَةٍ۔
تیسری زوجہ عاتکہ تھیں جو حضرت زید کی بیٹی تھیں، چوتھی امِ حکیم بنت الحارث پانچویں فقیہہ چھٹی لہیہ۔ ساتویں امِ ولد تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دو بیویوں کو طلاق دینے کی وجوھات:

قریبہ بنتِ ابی امیہ المخز ومی تھیں جو آپ کی بیوی تھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مبارکہ ام المؤمنین امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ چونکہ اسلام نہ لائیں اور مشرک عورت سے نکاح جائز نہیں تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد ۶ ھ میں ان کو طلاق دے دی۔ دوسری ملیکہ بنت جزولِ الخزاعی بھی اسلام نہ لائیں ان کو بھی ۶ ھ میں طلاق دے دی۔

سیّدنا عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت:

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت عبدالرحمن تھی۔ یہ بچپن ہی سے اپنے والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان لائے جب ہجرت فرمائی گئی تو ان کی عمر دس سال تھی اور اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے بدر اور احد میں آپ شریک تھے غزوۂ احد میں ان کی عمر چودہ سال تھی۔ انہوں نے ایک ہزار سات سو حدیثیں روایت فرمائی ہیں۔ بخاری و مسلم میں کئی احادیث انہی سے مروی ہیں آپ نہایت اعلیٰ علم و زہد و تقویٰ کی شخصیت کے مالک تھے۔ جب آپ کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ چل رہا تھا تو تمام لوگوں نے آپ کو منصبِ خلافت کے لیے کہا کہ آپ سنبھال لیں۔ تو آپ نے انکار فرما دیا اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کے خون سے منصبِ خلافت کو خریدوں حضرت عبداللہ ابنِ عمر علم فقہ اور علم حدیث کے علاوہ حق گوئی میں بھی نہایت بے باک تھے۔ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف کعبے میں آیا اور تقریر کر رہا تھا کہ حضرت سیّدنا عبداللہ ابنِ عمر کھڑے ہو گئے اور فرمایا لوگو! یہ خدا کا دشمن ہے اور جھوٹ بول رہا ہے اس لیے کہ اس نے خدا کے دوستوں کے ساتھ دشمنی کی ہے اور انہیں قتل کیا ہے۔ حجاج بن یوسف نے اس کا انتقام لینے کے لیے ایک آدمی متعین کیا کہ وہ ان کو قتل کر دے چنانچہ اس شخص نے موقع پا کر تیز دھار آلہ کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمر پر حملہ کر دیا جس سے زخم کاری ہوا اور شفا نہ ہوئی بالآخر سیّدنا عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اسی زخم کی وجہ سے انتقال فرما گئے آپ نے کل چوراسی سال کی عمر پائی اور مکہ معظمہ کے درمیان نجف کے مقام پر آپ کا انتقال ہوا۔ آپ صاحبِ اولاد بھی ہوئے ہیں۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

فقہائے سبعہ مدینہ منورہ میں سے ہیں جن کا منصب جلیلہ حدیث و فقہ کے ساتھ فتوے دینا تھا جن کے فتوے کے بغیر کسی قاضی کو فیصلہ کا اذن نہ تھا۔ خارجہ بن زید۔ عروہ بن الزبیر، سلیمان بن یسار، عبیداللہ بن عمر، سعید بن مسیب اور چھٹے حضرت سیّدنا سالم بن عبد اللہ بن عمر اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔

۲۔ حضرت عبدالرحمٰن الاکبر:

یہ بھی حضرت عبداللہ کے ماں جائے بھائی تھے۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

۳۔ حضرت زیدالاکبر:

ان کی والدہ حضرت امِ کلثوم بنتِ علی المرتضیٰ تھیں حضرت زیدالاکبراور ان کی والدہ ماجدہ دونوں ایک ہی دن میں انتقال فرما گئے۔

۴۔ حضرت عاصم:

ان کی والدہ جمیلہ تھیں جو عاصم بن ثابت کی بیٹی تھی ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی اور ستر سال کی عمر میں وفات فرمائی۔
نہایت پاکیزہ اور عالم وفاضل تھے جب آپ نے انتقال فرمایا تو حضرت عبداللہ ابنِ عمر نے ان الفاظ سے آپ کو یاد فرمایا۔

فَلَيْتَ الْمَنَايَاكُنَّ خَلَصَ عَاصِمًا
فَعِشْنَا جَمِيْعًا اَوْ ذَهَبْنَ بِنَا مَعًا

کاش موت حضرت عاصم کو چھوڑ جاتی تاکہ ہم سب ان کے ساتھ رہتے یا لے جاتی تو سب کو ہی لے جاتی۔
حضرت عمر بن عبدالعزیز انہی کے نواسے تھے۔

حضرت عیاض:

ان کی والدہ عاتکہ تھیں جو حضرت زید کی بیٹی تھیں۔

زیدالاصغر،عبیداللہ:

ان دونوں کی والدہ ملیکہ بنت جزول خزاعیہ تھیں۔

عبدالرحمٰن الاکبر:

ان کی والدہ لہیہ (ام ولد) اور عبدالرحمٰن الاصغر جن کی کنیت ابوشحمہ تھی ان کی والدہ بھی امِ ولد تھیں۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان کا نکاح حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوا اور ام المؤمنین کا شرف حاصل ہوا۔ اس لیے حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے خسر بھی ہوئے حضرت حفصہ از بطنِ حضرت زینب بنتِ عثمان ابن مظعون سے تھیں اور ان ہی کے بطن سے حضرت عبداللہ و حضرت عبدالرحمٰن ہیں جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ہیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا زیدالاکبر کی سگی بہن، ان کا نکاح ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ سے ہوا اور حضرت فاطمہ کا نکاح ان کے چچا کے بیٹے عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب سے ہوا۔ حضرت فاطمہ از بطنِ امِ حکیم تھیں۔
حضرت زینب جن کی والدہ فقیہہ تھیں ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن سراقہ سے ہوا تھا۔

آخری خطبہ وخبر شہادت بزبانِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت معدان بن ابی طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبۂ جمعہ میں حاضرین سے ارشاد فرمایا:

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ رَأَيْتُ رُؤْيَا كَاَنَّ دِيْكًا اَحْمَرَ انْقُرَنِیْ نَقْرَتَيْنِ وَلَا اُرَىٰ ذٰلِكَ اِلَّا بِحُضُوْرِ اَجَلِیْ۔ اے لوگو! سنو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو لال مرغوں نے مجھے ٹھونگیں ماریں اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت کا وقت بالکل نزدیک ہے۔ (۱)

مذکورہ بیان سے ثابت ہوا کہ یہ خواب الہامی کشف تھا جس کو آپ نے حاضرین کے سامنے پیش کیا اور آپ جانتے تھے کہ اب میری موت شہادت کا وقت قریب ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب فیروز لؤ لؤ لعین آپ کے پاس سے ہو کر گیا تو آپ نے فرمایا یہ شخص وہ مجوسی ہے جو میری شہادت کا سبب ہو گا اور یہ خود اپنی موت مر جائے گا۔

حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمیٰ

مدینہ منورہ میں فیروز نامی ایک پارسی غلام تھا۔ جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی۔ اس نے ایک دن حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آکر شکایت کی کہ میرے آقا مغیرہ بن شعبہ نے مجھ پر بہت بھاری رقم محصول مقرر کیا ہے آپ کم کرا دیں۔ حضرت سیّدنا عمر نے تعداد دریافت کی کہ روزانہ دو درہم تھے حضرت سیّدنا عمر نے پھر دریافت فرمایا کہ تو کون سا پیشہ کرتا ہے۔ کہنے لگا نجاری، نقاشی، آہنگری، فرمایا ان صنعتوں کے مقابلہ میں رقم کچھ بہت معلوم نہیں ہوتی اچھا میں مغیرہ بن شعبہ کو سمجھاؤں گا کہ وہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے اور تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو ظاہر ہوا کہ سیّدنا حضرت عمر نے کوئی بات ایسی نہ فرمائی جس سے اس کی دل آزاری ہو یہ سن کر وہ چلا گیا۔ اس کو دو باتوں کی ناراضگی ہوئی ایک یہ کہ تم بھی اچھا سلوک کرو دوسرا کوئی بہت رقم معلوم نہیں ہوتی۔ اس کدورت و عناد اور بغض میں جلتے ہوئے اس نے اپنے دل میں آپ کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ (۲)

اور ظاہر ہے کہ ایسے مینارِ اسلام کو قتل کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی بالآخر اس نے حضور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے نماز کا پروگرام بنایا کہ یہی وہ وقت ہے جب کہ آپ نماز میں مشغول ہوں تو قتل کر دوں۔ کیونکہ اس وقت آپ ماسوی اللہ سے بالکل کنارا کش ہو جاتے ہیں اور توجہ صرف الی اللہ ہوتی ہے ایسی حالت میں قتل کرنا میرے لیے آسان ہے اور نیز باقی تمام رفقاء اصحاب بھی آپ کے پیچھے نماز میں محو ہوں گے۔ چنانچہ دوسرے روز ملعون خنجر لے کر فجر کی نماز کے وقت مسجد میں آ گیا اور محراب کی اوٹ میں چھپ گیا جب صفیں درست ہو گئیں اور نماز فجر کی جماعت تیار تھی تو حسبِ عادتِ مبارکہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور امامت کے لیے آگے بڑھے جوں ہی آپ نے تکبیر فرما کر نماز شروع کر دی۔ گویا اللہ کے پیارے اس کے حضور دل و جان اور نہایت خشوع و خضوع سے کھڑے ہو گئے اور اس کے ساتھ لو لگالی اور قرآن کی تلاوت شروع فرمادی ملعون فیروز نے فوراً یہی موقعہ پا کر نکل کر آپ پر تیز دھار خنجر زہر آلود کے چھ وار کیے۔ دو کوکھ مبارک دو کندھے کے قریب اور دو ناف کے قریب آفتاب اسلام کے جسمِ انور سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے اور زخموں سے چور ہو گئے ایسی حالتِ بے قراری میں پھر بھی توجہ الی اللہ کا یہ عالم تھا کہ فوراً پیچھے کھڑے اصحاب میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اسی حالت میں نماز پڑھائی اور اصحاب نے پڑھی کہ آفتابِ نورِ ہدایت مصباحِ اسلام زمین پر تشریف فرما ہیں اسی حالت میں اس ظالم ملعون نے اصحاب پر بھی حملے کیے اور زخمی کیا اور خود بھی اسی خنجر سے اپنے او پر وار کر کے خودکشی کر کے مر گیا۔ نماز کے ختم ہونے پر

(۱) تاریخ عمر: ۴۵۰ (۲) تاریخ عمر ص ۴۵۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

حضرت سیّدنا عمر فاروق کو گھر لایا گیا آپ نے پوچھا میرا قاتل کون ہے؟ عرض کیا گیا فیروز ابولؤلؤ تھا فرمایا الحمدللہ! میں ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مارا گیا جو اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو۔ وہ تو مجوسی تھا جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اصحاب کا خیال تھا کہ زخموں سے شائد شفا ہو جاوے لیکن زخم کاری تھے طبیب آئے انہوں نے حضرت کو دودھ پلایا لیکن وہ تمام دودھ زخموں سے باہر آ گیا اصحاب نے عرض کیا آپ فی الفور اپنا ولی عہد منتخب کر جائیں آپ نے فرمایا پہلے میرے بیٹے عبداللہ کو بلاؤ آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا بیٹا جلدی جاؤ اور ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کرو کہ عمر آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب سیّدہ ام المؤمنین کے پاس حاضر ہوئے تو وہ زار وقطار رو رہی تھیں اور فرما رہی تھیں کہ اسلام کے آفتاب پر کس قدر ظلم ہوا آج وہ ہم سے جدا ہو رہے ہیں اسی حالت میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام دیا اور آپ کا سلام پہنچایا گیا تو سیّدہ نے دل ورضا کے ساتھ فرمایا کہ اس جگہ کو تو ارادہ تھا میں محفوظ کرتی لیکن آفتابِ اسلام فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں۔ میری طرف سے اجازت ہے کہ ان کو پہلوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کیا جائے۔ حضرت عبداللہ جب یہ خبر لے کر حاضر ہوئے تو حضرت عمر نے فرمایا بیٹا کیا خبر لائے ہو؟ عرض کیا حضور: آپ کے دل کی آرزو پوری ہوئی سیّدہ نے اجازت مرحمت فرمادی کہ پہلوئے مصطفیٰ میں ہی آپ کو دفن کیا جاوے۔ آپ نے فرمایا الحمدللہ۔

آخری لمحات تجہیز وتکفین گنبدِ خضریٰ میں مکین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

اس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا حساب کر کے بتاؤ مجھ پر کتنا قرض ہے انہوں نے حساب لگا کر آپ کو چھیاسی ہزار روپے قرض بتایا۔ آپ نے فرمایا آلِ عمر سے ادا ہو جائے تو بہتر ہے۔ چنانچہ آپ کا مسکونہ مکان فروخت کر دیا گیا یہ آپ کا مکان بابُ الرحمت اور بابُ السلام کے بالکل درمیان میں تھا اس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خرید لیا۔ گویا یہ مسکونہ مکان فروخت ہونے اور آلِ عمر کے ادا کرنے سے چھیاسی ہزار کی رقم کا جو قرض تھا وہ اتر گیا۔ آپ کو خبر ہوئی تو فرمایا الحمدللہ۔ یاد رہے کہ یہ مکان ایک مدت تک دارالقضاء کے نام سے مشہور رہا (۱)

اس کے بعد آپ نے خلیفہ منتخب کرنے کے متعلق لوگوں سے فرمایا جیسا کہ اصحاب پہلے آپ سے سوال کر چکے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے بعد حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد میں سے جس کے متعلق کثرت آراء اس کو خلیفہ مقرر کر لینا۔ آلِ عمر تمہارے اس معاملہ میں تمہارے ساتھ ضرور ہو گی لیکن عہدۂ خلافت کے ساتھ تعلق نہیں ہو گا۔

بالآخر مرادِ رسول، خسرِ رسول، وزیرِ رسول، دامادِ علی، خلیفۂ ثانی موافقارائیہ بالوحی والکتاب، امیر المؤمنین وغیظ المنافقین، ابوحفص، حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر مبارک عرصہ دس سال چھ ماہ اور چار دن خلافت کے بعد اس دارِ فانی سے ۲۹ ذوالحج ۲۳ھ، ۶۴۴ء کو دارالبقاء روانہ ہو گئے بوقتِ انتقال وشہادت آپ کی زبان مبارک پر تسبیح ودرود وسلام وآیات قرآنی تھیں اور یکم محرم الحرام پہلی تاریخ کو یہ آفتابِ دین وہدایت اپنے آقا ومولیٰ سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور ان کے پہلوئے اقدس میں آرامِ گنبدِ مکین ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(۱) خلاصۃ الوفاء فی دار المصطفیٰ مطبوعہ مصر

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

آپ کے جدا ہو جانے سے حرمین شریفین میں اصحاب زار و قطار روئے اور غیبی آوازیں سنائی دیں گویا کہ اس عظیم شخصیت سے جو خلا پیدا ہوا اس صدمہ کو بیان کرنے سے قلم و زبان قاصر ہے نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت عبدالرحمٰن، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمن بن عوف نے آپ کو قبر میں اتارا آپ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پر یہ کندہ تھا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا (موت آدمی کے واسطے کافی وعظ کرنے والی ہے)۔

حق است فاروق برحق است فاروق
آں مرادِ رسول لاشک است فاروق

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

مدینہ منورہ میں حضرت رسول کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی جالیوں پر بائیں طرف کا بڑا دائرہ نبی کریم ﷺ کے مزار مبارک کی نشاندہی کرتا ہے۔ جبکہ دوسرے دو دائرے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے مزار مبارک کے نشان ہیں۔

فارق حق و باطل امام الہدیٰ
تیغِ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ہمزبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

(از امام اہلِ سنت احمد رضا علیہ الرحمۃ)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

باب ۸

خلیفۂ ثالث جامعِ آیاتِ القرآن

حضرت عثمان ابنِ عفان رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی عثمان، کنیت ابوعبداللہ، لقب ذوالنورین وغنی ہیں۔ نسب مبارک اس طرح ہے۔ عثمان بن عفان ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب ابن عبد شمس بن عبد مناف۔

آپ کا سلسلہ نسب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے عبدِ مناف تک جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی پشت میں دادا تھے اور حضرت عثمان کے پانچویں پشت میں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھیں اور یہ آپ کی نانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عبدالمطلب کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت عثمان کی والدہ ماجدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ (۱)

ولادتِ شریفہ:

واقعۂ فیل کے چھ سال بعد ہوئی۔ زمانہ جاہلیت نہایت پاکیزگی میں گزارا۔ باوجودیکہ ہر طرف حرام چیزوں کا دورہ تھا لیکن آپ نے کبھی زنا نہیں کیا، شراب نہیں پی، چوری نہیں کی تمام برے افعال سے سخت نفرت فرمایا کرتے تھے۔ اپنے دور میں بھی نہایت مالدار تھے اور رحم دل بھی تھے مفلس لوگوں کی امداد کیا کرتے تھے۔ ایسے دور میں ان صفات کا حامل ہونا بھی آپ کے لیے ایک بہترین خوش نصیبی تھی۔

قبول اسلام:

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آپ سے نہایت اعلیٰ دوستانہ تعلقات تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ بھی مشرف باسلام ہوجائیں چنانچہ آپ نے اسی وقت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول فرمایا۔ (۲)

(۱) نور الابصار (۲) تاریخ الخلفاء: ۱۴۷

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ہجرت:

آپ نے دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ طیبہ کی طرف غرضکہ آپ سابقین الاولین، اور اوّل مہاجرین و انصار اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہیں اور ان چھ آدمیوں میں بھی آپ شمار ہوتے ہیں جن سے وصال تک رسول اللہ ﷺ بہت خوش تھے۔(۱)

استقامت:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ان کو ان کے چچا حکم ابن ابی العاص ابن امیہ نے پکڑ کر باندھ دیا اور کہا کہ تم اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کرتے ہو بخدا میں تم کو نہیں چھوڑوں گا جب تک تم اس دین کو نہ چھوڑو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس دین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا خواہ تم مجھے جان سے مار دو۔ حکم بن ابی العاص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس عظیم قوتِ ایمان اور استقلال کو دیکھ کر چھوڑ دیا۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت میں مصطفیٰ ﷺ کی رفاقت

ترمذی شریف میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ (۲)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق جنت میں عثمان (غنی) ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت میں اپنا رفیق ہونے کا شرف بخشا اور آپ کے جنتی ہونے کی بھی بشارت فرمادی اس حدیثِ مبارکہ میں مطلقاً رفاقت میں خصوصیت پائی جاتی ہے حالانکہ اور بھی خوش نصیب شخصیتیں ہیں۔

جیشِ عسرہ کے موقعہ پر سیّدنا عثمان غنی کی مالی قربانی

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب فرماتے ہیں کہ جیش عسرہ کے موقع پر (عسرہ تنگی کو کہتے ہیں جس زمانہ میں نبی ﷺ نے اس لشکر کو تیار فرمایا تھا وہ زمانہ سخت تنگی کا تھا اس لیے اس کا نام جیشِ عسرہ ہو گیا یہ لشکر غزوۂ تبوک کے لیے تیار کیا گیا تھا) حضور ﷺ لوگوں کو مدد کا حکم فرما رہے تھے تو

فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَیْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ مِائَتَا بَعِیْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَیْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ ثَلٰثُمِائَةِ بَعِیْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَأَنَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ یَقُوْلُ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ

پس حضرت عثمان اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سو اونٹ بمعہ جھولوں اور کجاووں کے خدا کی راہ میں پیش کروں گا۔ اس کے بعد پھر آپ نے لوگوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت عثمان پھر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں اور دو سو اونٹ بمعہ سامان کے اللہ کی راہ میں پیش کروں گا۔ آپ ﷺ نے پھر لوگوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی تو حضرت عثمان پھر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ

(۱) تاریخ الخلفاء ۱۴۷:۱۴۸ (۲) جامع ترمذی ۵:۶۲۴ رقم ۳۶۹۸

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

هٰذِهٖ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ (۱)

میں تین سو اونٹ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں بمعہ سامان کے۔ یہ سب اونٹ ملا کر چھ سو اونٹ ہوئے راوی کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ منبر سے اترتے جاتے اور فرماتے جاتے اب عثمان کو وہ چیز نقصان نہ پہنچائے گی جو اس کے بعد کریں گے اب عثمان کو کوئی عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو وہ بعد میں کریں گے یعنی ان کی یہ نیکی ان کی تمام آئندہ برائیوں کا بھی کفارہ ہے۔

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اعلان تو چھ سو اونٹوں کا کیا لیکن نو سو پچاس اونٹ پیش کئے پھر ہزار کے تکملہ کے لیے پچاس گھوڑے مع ساز و سامان حاضر کیے اور ایک ہزار اشرفیاں حاضر کیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے گزشتہ گناہوں کے معاف ہونے کی بشارت ہے وہاں آئندہ گناہوں سے محفوظ رہنے کی اور پھر یہ کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

یہ زمانہ مسلمانوں پر سخت تنگی کا تھا گرمی بہت شدید تھی اور تبوک کی جگہ بہت دور تھی خیبر مدینہ طیبہ سے ایک سو ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل کے فاصلہ پر ہے تو اس طرح معلوم یہ ہوا کہ مدینہ طیبہ سے تبوک چھ سو ساٹھ میل ہے یہ غزوہ حضور اقدس ﷺ کا آخری غزوہ تھا جو ۹ھ میں ہوا اس کے بعد آپ نے کوئی غزوہ نہ فرمایا اور اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ یاد رہے کہ غزوہ بدر میں لشکر اسلام تین سو تیرہ اور احد میں سات سو اور حدیبیہ میں پندرہ سو اور فتح مکہ میں دس ہزار اور غزوہ حنین میں بارہ ہزار اور شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک جس کو جیشِ عسرہ کہا جاتا ہے اس میں مسلمانانِ اسلام کی تعداد چالیس ہزار سے بہتر ہزار کے درمیان تھی۔ (الجواہر)

بارگاہ رسالتِ مآب میں دیناروں کا ڈھیر اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ جیشِ عسرہ کے زمانہ میں حضرت عثمان بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔

جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حِجْرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ (۲)

حضرت عثمان جیشِ عسرت کی تیاری کے وقت بارگاہِ رسالت میں ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں بھر کر لائے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی گود اقدس میں ڈال دیا۔ حضور علیہ السلام اپنی گود میں دیناروں کو الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے آج کے بعد میرے عثمان کوئی غلطی کر بیٹھیں گے تو ان کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا یعنی یہ عمل ان کے آئندہ اعمال کے لیے بھی معافی کا سبب ہے۔

(۱) جامع ترمذی ۵:۲۶۵، رقم ۳۷۰۰ (۲) جامع ترمذی ۶۶۵۵، رقم ۳۷۰۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیّدنا عثمان غنی نے اشرفیاں خود جیش عسرہ والوں پر خرچ نہ کیں بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیں۔ کمالِ محبت کی اعلیٰ دلیل۔ اور پھر حضور اقدس ﷺ اشرفیوں کے ڈھیر کو ہلاتے اور خوشی سے فرماتے آج کے بعد میرے عثمان کوئی کام بھی کریں مضر نہ ہوگا۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ بعد میں حضرت عثمان کو گناہوں کی اجازت دے دی گئی بلکہ مراد یہ ہے کہ اب عثمان کے دل میں کبھی گناہ کا خیال بھی نہیں آسکے گا۔ اس عمل سے ان کی تطہیر کر دی گئی ہے۔ ارشادِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پہلے مانافیہ اور پھر ماعلی عثمان اور پھر ماعمل بعد۔ گویا کہ سیّدنا عثمان ابن عفان کی شان اور تطہیر کا بین ثبوت ہے۔

چاہِ رومہ در مدینہ برضائے نبوت اور عثمان غنی کی خریداری:

طبرانی المعجم الکبیر میں روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف آئے تو یہاں کا پانی کھاری تھا جسے پینے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رومہ نامی تھا اس کی ملک میں ایک کنواں تھا جس کا نام اس کے نام پر رومہ تھا یہ کنواں مسجدِ قبلتین کی شمالی جانب واقع ہے اس کا پانی بہت ہی لذیذ، ہلکا اور زود ہضم ہے۔ اب اس کنواں کو بئر عثمان بھی کہتے ہیں وہ کنواں کا پانی قیمتاً دیتا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنا یہ کنواں جنت کے عوض میرے ہاتھ پر بیچ ڈالو۔ چونکہ اس کنواں کی خرید پر حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے جنت کا سودا ہوا تھا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس کنواں کو خرید کر وقف کر دے اس کے عوض وہ جنت اور حوضِ کوثر سے سیراب کیا جائے گا یہ کنواں چونکہ ایک یہودی کا تھا اور وہ بہت قیمت پر اس کا پانی فروخت کرتا تھا اور مسلمانوں کے لیے شدید پریشانی کا سبب تھا سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ میرے آقا مولیٰ کی یہ خواہش ہے اور پھر اس کا عوض حوضِ کوثر ہے ساقی کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلبِ اقدس کی اس خواہش کو جلدی پورا کرتا ہوں۔ آپ اسی وقت کنواں کے مالک کے پاس گئے اور اس سے بیس ہزار اور بعض روایات میں چالیس ہزار بھی آیا ہے اس بہت بڑی رقم سے کنواں خرید کر سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامِ اقدس کی رسید کرائی اور یہ کنواں خرید لیا۔ اس پر حضور سیدِ عالم بہت خوش ہوئے اور تعجب بھی ہوا کہ یہودی نے دیدہ دانستہ مسلمانوں کی وجہ سے اتنی زیادہ قیمت وصول کی۔ سیّدنا عثمان نے عرض کیا حضور اگر وہ اس سے بھی زیادہ رقم مانگتا تو میں دے دیتا۔ جس چیز پر آپ کی تمنا ہو اسے عثمان کیونکر رہنے دے سکتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اب حوضِ کوثر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں ہے جو جنتی کوثر سے پانی پیئے گا وہ سیّدنا عثمان کا پیئے گا۔

مصطفیٰ ﷺ کے ایک ایک قدم مبارک پر غلاموں کو نثار کرنا:

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی دعوتِ طعام فرمائی۔ نبی ﷺ بمعہ اصحاب کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے چلے۔ حضرت عثمان پیچھے ہو کر چلتے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک قدم مبارک جو آپ کے گھر کی طرف زمین پر پڑ رہا تھا۔ اسے گنتے رہے نبی ﷺ نے دریافت فرمایا اے عثمان میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ حضرت عثمان نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض آپ کی تعظیم و توقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ حضور ﷺ کے جتنے قدم مبارک حضرت کے مکان تک پڑے حضرت عثمان نے اس قدر ہی غلام آزاد کر دیے۔ (1)

(1) نزہۃ المجالس

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک قدم پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غلام آزاد فرمائے۔ یہ آپ کے ایثار اور عشقِ رسول ﷺ کی صحبت میں سرشاری کا بیّن ثبوت ہے۔

مجسمہ و پیکر حیاء و ایمان حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ:

مسلم شریف میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور سیّدِ عالم ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اس حال میں کہ پنڈلی مبارک سے کپڑا اٹھا ہوا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی آپ نے ان کو بلالیا اور لیٹے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی آپ نے ان کو بھی بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے یعنی ان دونوں حضرات سے بے تکلف رہے اور اسی طرح آرام فرمارہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب فرمائی آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرمایا (یعنی پنڈلیاں مبارک ڈھک لیں) پھر جب یہ سب چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے آپ اسی حالت میں لیٹے رہے۔ لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست کر لیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا:

فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ (1) کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے ملا اعلیٰ کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم و حیاء کا یہ حال تھا کہ آپ غسل خانہ میں بھی تہبند باندھ کر غسل فرماتے تھے تب بھی آپ سیّدھے ہو کر غسل نہ فرماتے تھے بلکہ جھکے ہوئے غسل فرماتے اور آپ نے ساری عمر اقدس میں اپنی شرمگاہ کو بھی نہ دیکھا اسی لیے ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میرا عثمان بڑا شرمیلا ہے اے اللہ تو میرے عثمان کی شرم و حیا کی لاج رکھ اور قیامت کے روز اس کا حساب نہ لینا اے مولیٰ جس کی شرم و حیاء کا یہ عالم دنیا میں ہے وہ کل تیرے حضور کیسے حساب دے سکے گا اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پنڈلی اقدس کو ڈھانپ لیا کہ میرا عثمان شرم و حیاء کا مجسمہ ہے اس حال میں مجھ کو دیکھ کر بات بھی نہیں کر سکے گا جن کی شرم کا یہ عالم ہے سبحان اللہ جس سے خدا کے فرشتے بھی شرم کریں۔ اور مصطفیٰ ﷺ بھی حیاء فرمائیں باغِ رسالت کے اس پھول عثمان رضی اللہ عنہ کی کتنی بلند شان ہے۔

ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ آج ان کی حالت کیا ہے مرد اور عورتیں بھی کثرت کے ساتھ ننگے پھر رہے ہیں اور کسی بات میں کوئی حیاء نہ رہی گویا کہ مرد عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود ننگے ہیں ایسے باریک کپڑے مردوں اور عورتوں نے پہننے شروع کیے ہیں کہ تمام جسم بلکہ ایک ایک بال نظر آتا ہے یہ برہنگی اور بے پردگی بازاروں اور گھروں میں ایسی خطرناک حد تک پھیل چکی ہے جو کہ سراسر تباہی اور بربادی کا نتیجہ ہے۔ اور یہ بے حیائی و بے پردگی ایمان درست نہ ہونے کی بھی ایک کڑی ہے۔ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ کے مطابق حیاء ایمان کی شاخ ہے اور جس میں حیاء نہیں اس میں ایمان کی شاخ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم شخصیت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے تاکہ اس حیاء کے اپنانے کے ساتھ ساتھ ہم ایمان میں کامل ہو سکیں۔

(1) صحیح مسلم ۴: ۱۸۶۶، رقم ۲۴۰۱

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

بیعت رضوان، نبی غیب دان اور سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

ایک مرتبہ حضور سیدِ عالم ﷺ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے بقصد عمرہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے ہمراہ تھے راستہ میں مقام حدیبیہ پر ٹھہرے اور حضرت عثمان کو قریشِ مکہ کے پاس مکہ معظمہ بھیجا اور فرمایا: ان سے کہنا کہ ہم کسی جنگ کی نیت سے نہیں آرہے بلکہ صرف زیارت کے لیے آرہے ہیں اور مکہ کے مسلمانوں سے کہنا کہ گھبرائیں نہیں عنقریب ہم مکہ کو فتح کر لیں گے چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کا پیغام لے کر قاصد کی حیثیت سے روانہ ہو گئے اور مکہ معظمہ جا کر قریشِ مکہ کو آپ کا پیغام دیا انہوں نے کہا ہم اس سال تو محمد رسول اللہ ﷺ کو مکہ نہیں آنے دیں گے۔ ہاں اگر آپ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو شوق سے کر سکتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں نبی ﷺ کے بغیر طواف کعبہ کروں پھر وہاں سے مکہ کے مسلمانوں کے پاس جا کر نبی کریم ﷺ کی فتح مکہ کی پیش گوئی سنائی ادھر حدیبیہ کے مقام پر صحابہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان خوش نصیب ہیں جو کہ طواف بیت اللہ کر چکے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے صحابہ میں جانتا ہوں کہ عثمان میرے بغیر کبھی طواف نہیں کر سکتے تم یہ یقین رکھو پھر جو آپ کے آنے میں کچھ دیر ہوئی تو آپ کے متعلق یہ بات مشہور ہوگئی کہ قریشِ مکہ نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے اس بات سے مسلمانوں کے دلوں میں کافروں سے مقابلہ کرنے کا جوش پیدا ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا عثمان زندہ ہیں ان کو ہرگز کفار نے کچھ اذیت نہیں پہنچائی پھر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام سے اپنے ہاتھ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت لی اور فرمایا میرے عثمان نے نہ کعبہ کا طواف کیا اور نہ عمرہ کیا۔

یہ حضرت عثمان کے عشقِ رسول کا اعلیٰ ثبوت ہے اس وقت جب مسلمانوں سے آپ نے بیعت لی تو فرمایا یہ ایک ہاتھ میرا ہے اور دوسرا عثمان کا ہے اور میں خود عثمان کی طرف سے اپنے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ جب اصحاب مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عثمان کی بیعت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر کر لی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا [1]

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حلیۂ اقدس

ابن عساکر سے روایت ہے کہ

اَنَّ عُثْمَانَ كَانَ رَجُلًا رُبْعَةً لَیْسَ بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالطَّوِیْلِ حُسْنُ الْوَجْهِ اَبْیَضُ مُشْرَبًا حُمْرَةً بِوَجْهِهٖ نَكَتَاتُ جُدَرِیٍّ كَثِیْرُ اللِّحْیَةِ عَظِیْمُ الْكَرَادِیْسِ بَعِیْدُ مَا بَیْنَ الْمَنْكِبَیْنِ خَدْلُ السَّاقَیْنِ طَوِیْلُ الذِّرَاعَیْنِ شَعْرَةٌ قَدْ كَسَا ذِرَاعَیْهِ جَعْدُ الرَّاْسِ اَصْلَعُ اَحْسَنُ النَّاسِ ثَغْرًا جمته اَسْفَلَ مِنْ اُذُنَیْهِ یَخْضِبُ بِالصُّفْرَةِ وَكَانَ قَدْ شَدَّ اَسْنَانَهٗ بِالذَّهَبِ [2]

حضرت عثمان میانہ قد اور خوبصورت تھے رنگت میں سفیدی کے ساتھ سرخی ملی ہوئی تھی چہرہ اقدس پر چیچک کے داغ تھے داڑھی مبارک بہت گھنی تھی چوڑی ہڈی کے تھے شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا۔ پنڈلیاں بھری بھری تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر بال اگے ہوئے تھے۔ سر مبارک کے بال گھنگھر یالے تھے دانت خوبصورت تھے۔ کنپٹی کے بال کانوں تک تھے زرد خضاب کرتے تھے دانتوں کو سونے سے باندھ رکھا تھا۔

آپ کے خوبصورت ہونے پر دیگر روایات بھی آئی ہیں کہ بہت زیادہ حسن و جمال والے تھے۔

(۱) الفتح ۱۸:۴۸ (۲) تاریخ الخلفاء: ۱۵۰

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدۂ خلافت کی اجمالی خصوصیات

عامۃ المسلمین بمعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بالاتفاق حضرت عثمان ذوالنورین کی بیعت کر لی اور سب نے آپ کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا۔ اس وقت حضرت عثمان کی عمر مبارک ستر برس تھی۔ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو مسندِ خلافت پر فائز ہوئے جب کہ مملکت اسلامیہ میں چاروں طرف ابتری اور بدامنی کے آثار نمایاں تھے ایران کے صوبوں میں بغاوت رونما تھی، خراسان، آرمینیا اور آذر بائیجان کے علاقے سرکشی دکھا رہے تھے مصر اور اسکندریہ میں رومیوں کی آتشِ بغاوت کے شعلے بلند ہو رہے تھے غرضیکہ ہر طرف خلفشار اور انتشار تھا۔ لیکن حضرت عثمان نے نہایت مستعدی دلیری اور تدبر سے تمام بغاوتوں کا استیصال کر دیا تھا نہ صرف یہ بلکہ اسلامی سلطنت کی حدود سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحدوں تک وسیع کر دی گئیں۔ حضرت عثمان کے ہی دور میں ترکستان، کابل، سندھ میں فتوحات حاصل ہوئیں اور بحیرہ روم کے جزیرہ قبرص پر مسلمانوں نے پورا تسلط قائم کرلیا۔

۱۔ حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے پہلے ہی سال ملک رے فتح ہوا۔

۲۔ اور اسی سال ملکِ روم کا اکثر حصہ فتح ہوا۔ آغاز خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نظامِ فاروقی میں کوئی تغیر تبدیلی نہیں فرمایا صرف حضرت عمر کی وصیت کے مطابق مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کی گورنری سے موقوف کر کے حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا۔

۳۔ ۲۵ھ میں اسکندریہ میں مقیم رومیوں نے قیصر کے اکسانے پر بغاوت کر دی قسطنطنیہ سے ان کی امداد کے لیے ایک جنگی بیڑا بھی روانہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاص حاکمِ مصر نے رومیوں کو شکستِ فاش دے دی اور آئندہ حفاظت کی غرض سے اسکندریہ کی پناہ گاہ کے شہر کو مسمار کر دیا۔

۴۔ مسجد حرام ۲۶ھ میں آپ نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع فرمایا اور اسی سال سابور فتح فرمایا۔

۵۔ ۲۷ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاز پر لشکر لے جا کر قبرص پر حملہ کیا اس لشکر میں عبادہ بن صامت معہ اپنی زوجہ ام حرام بنت ملحان کے ہمراہ شامل تھے آپ کی زوجہ گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں۔ جنہیں وہیں دفن کیا گیا۔ اس لشکر کے متعلق حضور رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ اس لشکر میں عبادہ اور ان کی بیوی بھی ہوگی اور وہیں ان کی فتح ہوگی اسی سال ارجان اور دارالجبر د فتح ہوا۔ اور اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور انہوں نے وہاں پہنچ کر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے تمام ملک اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یہاں پر مسلمانوں کو مالِ غنیمت اتنا ہاتھ لگا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بقول بعض کے تین تین ہزار ملے اس کے بعد اسی سال اندلس فتح ہوا۔ (یاد رہے کہ عبداللہ بن ابی سرح ہی سیّدنا عثمان کے لیے فتح کا سبب بنے) ۲۹ھ میں اصطخر اور فساء اور ان کے علاوہ دیگر ممالک میں لڑائی سے فتح ہوئی اور اسی ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور زیادہ وسیع کیا اور اس میں منقش خوبصورت پتھر لگوائے اور ستون بھی پتھر ہی کے لگوائے اور اس کی چھت میں ساگوان کی لکڑی لگوائی۔

۳۰ھ میں جور اور اکثر شہر خراسان کے اور نیشاپور صلح سے فتح ہوئے اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کو معزول کر کے سعید بن العاص کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا یہ تیسرے گورنر تھے جو حضرت کے زمانہ میں معزول کیے گئے۔ فتح طبرستان، ایرانیوں کی

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

بغاوت میں اہالیان طبرستان بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ ۳۰ ہجری میں سعید بن العاص نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ اس مہم میں حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ سعید ابن العاص نے جرجان پر حملہ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے دو لاکھ درہم سالانہ بطور جزیہ دینا منظور کیا اور صلح کر لی۔ عبداللہ بن عامر فارس کی فتح سے فارغ ہو کر خراسان پہنچے اور پورے علاقہ میں فوجیں پھیلا دیں اور خراسان کے تمام بڑے بڑے مقامات سرخس، نیشاپور اور ابیورد فتح کر لیے۔ یزدگرد والی فارس اسی جگہ مقیم تھا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا وہ کئی مہینے ادھر ادھر مارا پھرتا رہا۔ اور آخر ایک دہقانی کے ہاتھ سے قتل ہو گیا۔ خراسان پر قابو پانے کے بعد ابن عامر طخارستان کی طرف بڑھے۔ اور احنف بن قیس کو اس مہم پر بھیجا احنف نے ایک نہایت ہی خونریز جنگ کے بعد متحدہ قبائل کے لشکروں کو شکست دے دی اقرع نے بڑھ کر جرجان پر قبضہ کر لیا۔ احنف خود بلخ کی طرف روانہ ہو گئے اور ماوراءالنہر کے امیروں نے احنف کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر صلح کر لی۔

ابن عامر نے کرمان کی مہم پر مجاشع بن مسعود اور سجستان کی مہم پر ربیع بن زیاد کو پہلے ہی بھیج دیا تھا۔ ان دونوں نے شدید جنگ کے بعد کرمان اور سجستان دونوں پر قبضہ کر لیا۔

فتح کش، دوار، ابن عامر نے ایک دوسرے سال عبدالرحمن بن سمرہ کو سجستان سے کابل کی طرف جانے کا حکم دیا اس نے رخج سے دوار تک تمام علاقے فتح کر لیے دوار کے باشندوں نے صلح کر لی۔ پھر عبدالرحمٰن زابستان کی طرف بڑھے اور غزبہ سے لے کر کابل تک اسلامی پرچم لہرا دیا۔ رومی ۳۱ھ میں پانچ سو جہازوں کا ایک نہایت طاقتور بیڑہ لے کر شام کے ساحل پر حملہ آور ہوئے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن سرح رضی اللہ عنہ نے رومیوں کا مقابلہ کیا اس مہم میں رومیوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان بحری جنگیں بھی کامیابی کے ساتھ لڑ سکتے ہیں (۱)

غیبی خبر، فتنوں کی پیداوار اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حقانیت:

حضرت مرہ بن کعب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عثمانُ بْنُ عَفَّانٍ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ. فَقلتُ! هٰذَا؛ قَالَ نَعَمْ

آپ فتنوں کے پیدا ہونے کا ذکر فرما رہے تھے اور ان فتنوں کا بہت جلد پیدا ہونے کو کہا کہ ایک شخص چادر پوش گزرے تو فرمایا اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوں گے مرہ بن کعب کہتے ہیں میں اٹھا اور دیکھا وہ شخص عثمان ابن عفان تھے کہتے ہیں میں نے آپ کا چہرہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے کر کے عرض کیا: آقا یہ شخص؟ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (یعنی عثمان ابن عفان ہی ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از وقت خبر دے رہے تھے کہ پہلا فتنہ جو اسلام میں واقع ہو گا وہ دور عثمان غنی میں ہو گا۔ اور سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہونے والے فتنوں میں عثمان ہدایت اور حق پر ہوں گے اور پھر فتنے پر فتنے پیدا ہوتے رہیں گے لیکن عثمان حق پر ہوں گے۔ تاکہ کوئی آپ کی شہادت پر آپ کو قصوروار نہ کہے۔

(۱) تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱۵۴، ۱۵۵

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

مکہ کے فتح ہوتے ہی مکہ والوں نے اسلام قبول کرلیا۔تمام قبیلوں کی نگاہیں قریش کی طرف لگی ہوئی تھیں۔کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے ان کو سب عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے قریش نے بھی کئی سال اسلام کی مخالفت کرنے کے بعد جب اسلام قبول کرلیا تو اسلام کی حقانیت میں کچھ شک وشبہ نہ رہا۔قرب وجوار کے باشندے گروہ در گروہ حلقہء اسلام میں داخل ہو گئے۔زمانہ نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں ہی یہودی جو دینِ اسلام اور پیغمبرِ خدا کے سخت دشمن تھے ان کا قلع قمع ہو گیا تھا کئی مفسد اور دغاباز قبیلے جلاوطن کر دیے گئے تھے۔تین مفسد اور سازش کرنے والے یہودی قتل کر دیے گئے۔خیبر ان کا پرانا اور مستحکم مرکز تھا وہ بھی فتح ہو گیا وہاں سے بھی جلاوطنی کا حکم ہو گیا تھا مگر یہودیوں کی عاجزانہ درخواست پر حضور نبی کریم ﷺ نے بٹائی پر مقبوضہ باغات اور اراضی کی زراعت کرنے کی اجازت ان کے کاشتکاروں کو دے دی لیکن کئی برس کے بعد حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے تنگ آ کر آخر کار آئے روز فتنہ وفساد کو کم کرنے کے لیے ان کو خیبر سے بھی نکال دیا ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی سب کچھ چھوڑنا برداشت کر سکتے تھے لیکن مسلمانوں کے خلاف مفسدانہ سازشیں نہیں چھوڑ سکتے تھے ان کے کئی گروہ تھے ایک وہ جو خلوصِ دل کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے دوسرے وہ جو بظاہر مسلمان ہو گئے مگر تھے منافق۔یہ بہت سخت خطرناک تھے۔کیونکہ اسلامی دوستی کے پردہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے تھے زمانہ سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں ان کا کچھ داؤ نہ چلا وہ زمانہ ان کے منصوبوں اور فتنہ پردازیوں کے لیے موافق نہ تھا۔لیکن حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدۂ خلافت کے آخری حصہ میں جب مسلمان جنگوں سے فارغ ہوئے اور فتح یابی کی نعمتوں کے ساتھ نہایت امن کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے تو یہودیوں نے حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نرم مزاجی سے فائدہ اٹھا کر اسلام کی تخریب اور اس میں فرقے پیدا کرنے کا پروپیگنڈہ خاموشی اور استقلال کے ساتھ وسیع پیمانے پر شروع کر دیا جس میں ان کو آہستہ آہستہ اس منافقانہ حال سے فائدہ حاصل ہوا۔

کسی چیز کی طاقت کو کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اجزاء کو الگ الگ کر دیا جائے۔مسلمانوں کی طاقت کو گھٹانے کے لیے انہوں نے یہی تدبیر اختیار کی۔جس سے آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور مسلمانوں کی طاقت کمزور ہو گئی۔

یمن جو عرب کا جنوبی حصہ ہے حضور ﷺ کے زمانہ بعثت کے پیشتر ہی بہت زرخیز تھا۔علوم وفنون میں ترقی پذیر تھا۔اس میں ایک شہر صنعاء تھا وہاں پر یہودیوں کا خاندان بڑا معزز تھا اپنے علوم میں پیشوا تھا۔عبداللہ ابن سبا اسی خاندان سے تھا۔یہ عالم بھی تھا توریت وانجیل سے واقف تھا عربی میں کافی دستگاہ رکھتا تھا۔اپنے عقائد میں مضبوط تھا۔نہایت ہوشیار چالاک تھا دماغ میں ہر قسم کا فتور رکھتا تھا جب اس نے دیکھا کہ اسلام کے پھیلنے سے یہودیوں کو سخت ذلت اٹھانا پڑی تو اس نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں میں اختلاف ڈالا جائے اور اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ میں ظاہراً مسلمان ہو جاؤں۔اسی منافقانہ چال سے مسلمانوں میں خوب پھوٹ پڑ جائے گی چنانچہ خلافتِ عثمانی میں اسے اپنے ناپاک منصوبوں اور خطرناک سازش کے لیے مناسب فضا مہیا ہوئی لہٰذا اس نے مدینہ طیبہ آ کر حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔اور مرتبہ وعزت وجاہ کا خواستگاہ ہوا۔اس نے کوشش کی کہ حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ میری طرف زیادہ التفات کریں لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے التفات نہ فرمانے سے وہ ناکام ہوا تو اس نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جو در حقیقت خلافتِ عثمانی کو ختم کرنے کی تھی۔

مدینہ ومکہ میں کچھ عرصہ رہا اور فتنہ پھیلانے کی کوشش کرتا رہا لیکن اس کا یہاں پر داؤ نہ چلا تو پھر یہ شہرِ بصرہ میں گیا اور وہاں کچھ نقصان پھیلایا پھر کوفہ میں گیا وہاں پوری طرح اسے موقع نہ ملا۔جب مصر میں آیا تو مصر کے لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا اور ان سے طرح

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

طرح کی باتیں کیں۔ کسی کو یہ کہا کہ بتاؤ محمد (ﷺ) کا مرتبہ زیادہ ہے یا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا؟ سب نے کہا کہ ہمارے حضور ﷺ کا۔ کہنے لگا بڑا افسوس ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو قیامت سے پہلے آئیں اور کافروں کو ہلاک کریں۔ اور حضور ﷺ نہ آئیں اور آپ کے دشمن جو چاہیں کریں یہ بات کب ہوسکتی ہے اس بات کو رجعت پسند بعض اہلِ مصر نے مان لیا۔ جب وہ یہاں تک پہنچا تو ایک قدم اور آگے بڑھا اور کہنے لگا ہر نبی کا ایک ولی ہوتا ہے اور حضور کے ولی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ خلافت کا حق ولی کا ہوتا ہے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کو غصب کیا ہے۔ تم کسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے الگ کرو اور سیدنا علی کو بٹھاؤ۔ یہ بے دین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی خیر خواہ نہ تھا وہ تو محض مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ کئی لوگ اس کے داؤ میں آ گئے اور کہنے لگے ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کس طریقہ سے خلافت سے الگ کریں۔ یہ عبداللہ بن سبا کہنے لگا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے جو حکام مقرر ہیں تم ان کی شان میں اعتراضات کرنے شروع کر دو۔ اور لوگوں کو اپنی طرف راغب کرو اور جگہ جگہ مصر میں خط روانہ کرو چنانچہ جگہ جگہ سے حاکموں کے متعلق شکایات لکھی جانے لگیں اور رائے عامہ کو اس طرف کیا جانے لگا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حاکم ظلم کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ کوفہ و بصرہ کے بھی اس سازش میں شریک ہو گئے یہاں تک کہ اہلِ مصر و بصرہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اور تو ہم ہر طرح سے چین سے ہیں لیکن آپ کے حاکم ہم پر ظلم کرتے ہیں آپ انہیں موقوف کر دیں۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ جس جس پر عاملوں نے ظلم کیا ہے وہ اس مرتبہ ضرور حج پر آئیں اور میرے عامل بھی آئیں گے اس وقت سب کے ظلم کا بدلہ دلوا دوں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ادھر اپنے تمام عاملوں کو طلب کر لیا چنانچہ حکام تو سب آ گئے مگر شکایت کرنے والوں میں سے کوئی نہ آیا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سب حاکموں سے پوچھا کہ تم ظلم کیوں کرتے ہو؟ تو ان سب نے عرض کیا یہ بات بالکل غلط اور بناوٹی ہے۔ ہم نے کبھی ظلم نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ یہ محض شرارت اور جھوٹ ہے۔ (الجواہر)

ابنِ سبا یہودی کی سازش سے روز بروز اہلِ مصر و کوفہ و بصرہ والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو گئے۔ اور بصرہ والوں نے بے بنیاد شکایات کی فہرست تیار کر کے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجی جن کا جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا۔ پھر دوسری مرتبہ بھی انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس کے بعد ابن سبا کے اکسانے پر ایک ہزار مصری اور اسی قدر کوفی اور پانچ سو بصرہ کے لوگ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ کو گھیر لیا۔ جب حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ میرے قتل کے درپے ہیں۔ تو آپ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان سے کہو جو تمہارا مطلب ہے بیان کرو تاکہ اس کو پورا کروں۔ میرے خون میں اپنے ہاتھوں کو رنگین نہ کریں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے سختی سے ان لوگوں کو روکا اور کہا تمہارا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا مصر کے پہلے حاکم کو موقوف کر کے محمد ابن ابوبکر کو مصر کا حاکم بنایا جائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اور عبداللہ ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے محمد بن ابوبکر کو والیٔ مصر مقرر کر دیا اور اہلِ مصر اس وقت واپس ہوئے۔ (الجواہر)

سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا قریبی رشتہ دار مروان تھا۔ یہ شخص نہایت ہی فتنہ باز تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصر کے حاکم کو معزول کر کے محمد بن ابوبکر کو مقرر کیا تو چونکہ مصر کا سابق حاکم مروان کا رشتہ دار تھا۔ اس لیے اسے یہ بات ناپسند ہوئی تو اس نے ایک جعلی خط مصر کے حاکم کے نام لکھا کہ یہ خط سیدنا عثمان امیر المؤمنین کی طرف سے ہے۔ جس وقت محمد بن ابی بکر تمہارے پاس آئے تو اسے قتل کر دینا اور فلاں فلاں سات آدمیوں کو بھی قتل کر دینا۔ خفیہ طور پر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مہر لگا کر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ایک غلام کو اونٹ پر سوار کر کے مصر کو روانہ کر دیا۔ راستہ میں وہ لوگ اور یہ غلام باہم مل گئے۔ اس غلام سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو اس نے کہا کہ امیر المؤمنین کا ایک پیغام لے کر جا رہا ہوں لوگوں نے کہا حاکمِ مصر تو ہمارے ساتھ ہیں جو پیغام ہے ان سے کہو کہا یہ نہیں بلکہ جو حاکمِ مصر میں ہے۔ کہا تمہارے پاس کوئی خط ہے غلام نے کہا نہیں۔ لوگوں کو شبہ ہوا اس غلام کی تلاشی لی تو دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے پہلے حاکمِ مصر کو خط ہے اس میں لکھا ہے کہ محمد بن ابی بکر کو لوگوں نے زبردستی حاکم مقرر کروایا ہے۔ جس وقت یہ لوگ مصر میں آئیں تو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا اور ان سب کو دائم الحبس کرنا۔ سب یہ خط دیکھ کر غصہ میں آگ بگولہ ہو گئے اور واپس مدینہ منورہ میں آئے اور مدینہ میں تمام لوگوں کو جمع کیا اور یہ خط سنایا اور کہا اب ہم کو حق ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیں اہلِ کوفہ و بصرہ اپنے مصری بھائیوں کی مدد کے لیے آئے ہیں۔ محمد بن مسلمہ کہتے ہیں یہ دیکھ کر کہ مصری بر سرِ فساد ہیں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بتایا کہ مصری دروازہ پر کھڑے ہیں آپ ان کے نمائندوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیں اس وقت مروان ابن الحکم نے جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا مجھے اجازت دیں میں ان لوگوں سے بات کرتا ہوں۔ اس پر حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا تمہیں اس معاملہ میں بولنے کا اختیار نہیں۔ تب مروان وہاں سے چلا گیا۔ (الجواہر)

اِرشادِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو منصبِ خلافت کا قمیص:

حضرت سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

يَا عُثْمَانُ! اِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ (۱)

اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک قمیض پہنائے گا (یعنی منصب خلافت کی) اور لوگ تجھ سے وہ قمیض اتارنا چاہیں تو تم ان لوگوں کی وجہ سے قمیض کو نہ اتارنا (یعنی خلافت سے دستبردار نہ ہونا)۔

یعنی اللہ تعالیٰ تجھ کو خلافت کے منصب پر فائز فرمائے گا اور لوگ تجھ کو معزول کرنا چاہیں گے خلافت کے منصب سے دستبردار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہو گے اور وہ لوگ باطل پر۔ کیونکہ ایسا کرنے سے شبہ ہو گا کہ شائد آپ حق پر نہیں تھے نبیِ غیب دان کی پیشگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ اب جب کہ سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ وقت آ گیا تو آپ نے حکمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل اس طرح ثابت فرمائی کہ جان دے دی اور جامِ شہادت نوش فرما لیا لیکن اس قمیض کو نہ اتارا۔ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام نے پہنایا تھا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خط والا تمام واقعہ سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سنایا آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے اس قسم کا کوئی خط نہیں لکھوایا اور نہ ہی اس کا مجھے علم ہے محمد بن مسلمہ نے بھی اس امر کی تصدیق کی۔ اس پر حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ ان کو اپنے پاس بلا کر اصل حقیقت واضح کر دیں اور ان کی غلط فہمی دور فرما دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصریوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی وہ آئے اور سلام عرض کیا۔ ان کے نمائندوں میں سے ابنِ اندلس نے بات کرنی شروع کی۔ کہ ہم مصر سے یہ ارادہ کر کے چلے تھے کہ یا تو آپ کو قتل کر دیں یا خلافت سے دستبردار ہونے پر اصرار کریں لیکن ہم اس بات پر لوٹ گئے کہ آپ نے ہماری منشاء پر عبداللہ ابن ابی سرح کو معزول کر کے محمد بن ابو بکر کو مقرر کر دیا ہے ہم اپنے اپنے شہروں میں جا رہے تھے کہ راستہ میں مقام بویب پر آپ کا

(۱) جامع ترمذی ۵: ۲۶۸، رقم ۳۷۰۸

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

غلام ملا۔ہم نے اس کے قبضہ سے آپ کا ایک خط برآمد کیا ہے جس پر آپ کی مہر ثبت ہے جو حاکمِ مصر کے نام لکھا تھا۔اس میں آپ نے ہمیں قتل کرنے اور کوڑے لگانے کی سزائیں دینے کا حکم دیا یہ کہہ کر انہوں نے وہ خط حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط دیکھ کر اور پڑھ کر نہایت ہی تعجب و حیرانگی ہوئی اور سخت پریشانی ہوئی کہ یہ کیسا دغا کیا گیا ہے۔آپ نے فرمایا خدا کی قسم نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ ہی کسی کو لکھنے کا حکم دیا اور نہ کسی کو اشارہ تک کیا اور نہ ہی اس کے لکھے جانے اور پہنچائے جانے کا مجھ کو علم ہے۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں میں نے اور سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بالکل سچ ہے اس پر مصریوں نے کہا تو پھر یہ خط کس نے تحریر کیا ہے سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے قطعاً معلوم نہیں۔وہ کہنے لگے یہ کس طرح ممکن ہے کہ مروان آپ کے نام سے ایک خط لکھے آپ ہی کے غلام کو وہ خط دے کر روانہ کرے اور اونٹ سواری کے لیے دے اور اس پر مہر بھی آپ کی لگائے اور آپ کے عمال کو ایسی سخت بات کا حکم دے اور آپ کو اس بات کا علم تک نہ ہو۔سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب کچھ کیا جا سکتا ہے یہ کوئی دشوار نہیں۔وہ کہنے لگے آپ پھر نہایت ہی غافل ثابت ہوئے ہیں اگر ایسی ہی حالت ہے تو آپ کو خلافت چھوڑ دینی چاہیے۔حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں وہ قمیض کیسے اتاروں جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پہنائی ہے۔اور رہا تمہارا مجھے قتل کرنا اس کا مجھے خطرہ نہیں اس لیے کہ میرے آقا و مولا سرورِ کائنات نے مجھے فرما دیا تھا۔

يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ (۱) اُس فتنہ میں میرا عثمان رضی اللہ عنہ ظلم سے شہید ہوگا۔

میں اس پر صابر اور شاکر ہوں۔لیکن یاد رکھو خلیفہ سیّد الابرار ہوں اور یقیناً تم ایسا ہی کرو گے تو میرے قتل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسی ہزار آدمی ہلاک کرے گا خدا کی قسم اس وقت تو تم میری موت چاہتے ہو لیکن میرے قتل ہونے کے بعد یوں تمنا کرو گے کہ کاش عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ایک سانس ایک ایک سال کی عمر کے برابر ہوتا۔اور یاد رکھنا میرے قتل کے بعد تم لوگوں کو چین نصیب نہیں ہو سکے گا اور میری شہادت ہی تمہارے اوپر بلاؤں کی دلیل ہوگی۔

سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا ارشاد میں آئندہ فتنوں کے آنے اور قتلِ عام ہونے کی صراحۃً بشارت ہے یہ کوئی بددعا تو نہ تھی بلکہ پیشین گوئی تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تمہارے لیے بلاؤں اور قتلِ عام کی ابتداء ہوگی۔

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ واقعی آپ کی شہادتِ عظمیٰ سے لے کر جمل اور کربلا تک کیا حال ہوا بلکہ اب تک فتنہ پروری اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے اور قیامت تک اس سے نجات نہیں مل سکے گی۔

جو عصائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبرکاً سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا چھین کر توڑنے والا تڑپ تڑپ کر مر گیا:

اس دوران ایک شخص نے آپ کے ہاتھ مبارک میں جو عصا مبارک حضور علیہ السلام کا تبرک تھا چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر زور سے توڑ ڈالا۔سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اس نے یہ عصائے اقدس نہیں توڑا بلکہ اپنے آپ کو توڑا ہے زبانِ عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نکلنے تھے کہ اسی وقت اس کے گھٹنے پر پھوڑا ہو گیا۔اس پھوڑے کا نکلنا تھا کہ سارا بدن گلنا شروع ہو گیا اور شام تک تڑپتے تڑپتے مر گیا۔

الغرض جب آپ نے ان لوگوں کو تمام حالات سے آگاہ فرما دیا تو پھر شور و غل پیدا ہو گیا۔محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ میں یہ خیال کرنے لگا کہ کہیں یہ لوگ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ نہ کر دیں۔یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا نکل جاؤ یہاں سے چنانچہ سب لوگ نکل گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

(۱) جامع ترمذی ۵:۶۳۰، رقم:۳۷۰۸

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

علم غیب نبوت ﷺ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ظلم و ستم سے شہید ہوں گے

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب فتنوں کا دور شروع ہو گا تو اس وقت یہ میرا عثمان رضی اللہ عنہ ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ پھر آپ نے فرمایا اے میرے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ مجھ سے وعدہ کرو کہ کیا تم اس وقت جب کہ تم پر ظلم و ستم کیا جائے گا صبر کرو گے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں میں اس وقت صبر کروں گا۔

نبی غیب دان سرکار ابدقرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ عثمان شہید ہوں گے اور پھر فرمایا کہ ظلم و ستم کی انتہا ہو گی اور اے میرے عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا اور ان مظالم کو برداشت کرنا۔ اب اس ظلم و ستم کا وقت بالکل عملی شکل میں آ گیا ہے ایک طرف فرمانِ نبوت ﷺ کا نظارہ دیکھ رہے ہیں اور دوسری طرف اس کا نقشہ سر پر آیا ہوا ہے کہ ابن سبا یہودی کی سازش اور مروان کی شرارت سے اہل مصر و اہل کوفہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ الرسول ﷺ فی الارض کے بے گناہ خون سے ہاتھ رنگے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ یہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں بلوہ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر کے جمع ہو گئے اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جمع ہو کر عرض کیا یا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ آپ ہم کو لڑائی کا حکم دیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر دیں تا کہ وہ بھی فوج روانہ کر دیں اور ہم ان کو مار ڈالیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ میرے لیے کسی مسلمان کا ایک قطرہ بھی خون نہ بہانا میں قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوں گا اور نہ ہی مدینۃ الرسول ﷺ کو خونریزی کا میدان بنانا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں آپ نے فرمایا دوستو میں ساری عمر مدینۃ الرسول میں رہا ہوں اور اب موت کے وقت آغوشِ رحمتِ دو عالم ﷺ چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں۔ اس لیے میری موت و شہادت بھی مدینۃ الرسول ﷺ میں ہو گی۔ یہاں تک کہ بلوائیوں نے آپ کے مکان میں سب کا آنا جانا بند کر دیا اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو نماز کے لیے مسجد میں بھی نہ جانے دیا اور آپ کا پانی بند کر دیا اور جو کچھ گھر میں تھا سب کچھ کھانے کا سامان ختم ہو گیا اور سب گھر والے پانی کو ترسنے لگے جب سات روز یوں ہی گزر گئے اور کسی کو ایک قطرہ بھی پانی نہ ملا تو آپ نے اپنے مکان کی کھڑکی سے سرِ انور باہر نکال کر آواز دی کہ یہاں پر علی رضی اللہ عنہ یا سعد رضی اللہ عنہ ہیں کوئی جواب نہ ملا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! روم و فارس کے بادشاہ بھی اگر کسی کو قید کرتے ہیں تو قیدی کو دانہ پانی ضرور دیتے ہیں میں کون سا گناہ کر بیٹھا ہوں کہ تم پینے کو پانی بھی نہیں دیتے ہو کیا ہے کوئی جو حوض کوثر کے پانی کے بدلہ مجھے پانی کا ایک پیالہ دے لیکن ان کو حوض کوثر کی کیا پرواہ جن کو خلیفہ رسول کی عزت کا کچھ پاس نہ رہا۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آمد:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو وہ تین مشکیں پانی کی بھر کر لائے اور فرمایا اے لوگو یہ کام تو کافر بھی نہیں کرتے جو تم سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر رہے ہو۔ تم پر غضبِ خداوندی نازل ہو گا اس کی بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی بلکہ پانی کی مشکوں کو برچھیاں مار مار کر تمام پانی نکال دیا۔

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

سیّدہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی آمد:

سیّدہ خچر پر سوار ہو کر ایک مشک پانی بھر کر لائیں کہ ظالم شائد میرا ہی کچھ احترام کر لیں گے اور میں ان تک یہ پانی پہنچا سکوں لیکن انہوں نے اس کی بھی کچھ پرواہ نہ کی اور خچر پر چھڑیاں ماریں تو وہ بھاگا سیّدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بڑی مشکل سے گرنے سے بچ گئیں۔ بعض لوگوں نے کہا بھی ظالمو! ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کچھ احساس واحترام کرو تم ان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرنے لگے ہو یہ منظر دیکھ کر اصحابِ رسول تلواریں لے کر آ گئے اور پکار کر کہا یا امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اب تو اجازت دیجئے تا کہ ہم ان کو مار ڈالیں لیکن پیکرِ حلم ورضا اور عدل وانصاف کے شہنشاہ نے اس وقت بھی سرِ انور کھڑکی سے باہر نکال کر فرمایا ہرگز نہیں اگر میں ایسا کرنا چاہتا تو ہزاروں فوجی شام وعراق سے منگوالیتا۔ اور تم کو اجازت دے کر ان کا صفایا کرا دیا ہوتا۔ تم میری طرح صبر کرو اور واپس اپنے گھروں میں لوٹ جاؤ لوگ پریشان ہو کر جو آپ کے جانثار تھے چلے گئے کیونکہ حضرت کی اجازت نہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود کچھ جانثار پھر بھی نہ گئے اور دروازہ پر آپ کی حفاظت کرتے رہے۔

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا تقرر:

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم پر سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیّد امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے گھر کے دروازہ پر اس لیے متعین ہوئے کہ کسی شر پسند کو تم نے اندر نہیں جانے دینا اور ذرا بھی اس میں کوتاہی نہ کرنا۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما متواتر اسی طرح حفاظت کے لیے آپ کے دروازہ پر ٹھہرے رہے۔

حضرت ابنِ عباس، حضرت محمد بن طلحہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ ابن زبیر، حضرت ابن الاخنس رضی اللہ عنہم جانثاران بھی دروازہ پر کھڑے رہے کہ کسی طریقہ سے یہ لوگ حضرت تک نہ پہنچ سکیں۔ (الجواہر)

اتمام حجت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری دردناک خطبہ

جب یہ صورتحال شدت اختیار کر گئی تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی بالائی منزل کی کھڑکی سے سر مبارک نکال کر باغیوں کو چند پچھلی باتیں یاد کرائیں کہ ہو سکتا ہے ان پر کچھ اثر ہو جائے ایسا ہو گا تو نہیں لیکن اتمامِ حجت کے لیے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا:

أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَ بِالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ إِلَّا بِئْرُ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بِئْرِ رُوْمَةَ يَجْعَلُ فِيْهَا دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَجَعَلْتُ دَلْوِيْ فِيْهَا مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنِيْ مِنَ الشُّرْبِ مِنْهَا حَتّٰى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ (۱)

میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہاں سوائے رومہ کنواں کے میٹھا پانی نہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس میٹھے کنویں کو خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے اور فرمایا کون ہے جو اس کنویں کو خرید کر جنت کا مالک بن جائے یعنی اس کنویں کا عوض جنت ہو گا تو میں نے اسی وقت اپنے ذاتی مال سے اس کو خرید لیا اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کیا، لیکن آج تم مجھے اسی کا پانی پینے سے روکتے ہو اور میں سمندر جیسا کھارا پانی پی رہا ہوں کیا تم کو یاد ہے اس پر سب نے کہا جی ہمیں یاد ہے۔

(۱) سنن نسائی ۶: ۲۳۵ رقم: ۳۶۰۸

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ۔

هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدُ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔ (۱)

کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد نبوی ﷺ نمازیوں پر تنگ ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فلاں آدمی کا علاقہ جو اس کے متصل رہائشی تھا، وہ کون خریدے گا تا کہ مسجد کو بڑھایا جائے؟ اس کو اس کے عوض بہترین نعمت جنت ملے گی تو میں نے وہ علاقے ان آدمیوں سے اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد نبوی ﷺ کو وسیع کرایا، آج اسی مسجد میں تم مجھے دو رکعت نماز نہیں پڑھنے دیتے۔

سب نے کہا: اس میں کچھ شک نہیں پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں مجھے بتاؤ۔

هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ (۲)

جب مسلمانوں کے لشکر پر سخت تنگی کا وقت آ گیا اور انہیں مالی امداد کا سامنا کرنا پڑا تو اس وقت میں نے اپنے مال سے مسلمانوں کی تنگی و مشکل کو دور کیا

پھر آپ نے فرمایا: میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں مجھے بتاؤ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ قَالَ: فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ

رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے تو آپ کے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے اور میں بھی تھا تو پہاڑ جوش سے ہلا اور اس کے پتھر نیچے گرنے شروع ہوئے تو حضور علیہ السلام نے اپنے پاؤں کی ایڑی مار کر فرمایا: ٹھہر جا اے ثبیر! ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔

اس پر سب نے اقرار کیا: جی ایسا ہی ہے اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُوْا بِيْ رَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ

اللہ سب سے بڑا ہے۔ پھر گواہ ہو جاؤ رب کعبہ کی قسم! میں شہید ہوں۔

ان تمام خطبات میں سابقہ واقعات کی یاددہانی کا باغیوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔

بحالتِ تلاوتِ قرآن سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پچاس روز ہو گئے تھے کہ بلوائیوں کے گھیرے میں تھے۔ بالآخر مفسدین نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا چنانچہ دروازہ پر حملہ کیا اور آگ لگا دی اگرچہ آپ نے اپنے جانثاران کو واپس کر دیا تھا لیکن سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس و عبداللہ ابن زبیر اور محمد بن طلحہ اور ابن الاخنس بن شریق اور حضرت ابوہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ان بلوائیوں پر ٹوٹ پڑے اور خوب جنگ ہوئی ظالموں کی اس جنگ میں شہزادہ گلگوں قبا سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور ریحانِ رسول سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور دیگر اصحاب نبوت متذکرہ زخمی ہوئے لیکن شہزادگانِ مصطفیٰ ﷺ کے چہروں پر زخم اور خون دیکھ کر

(۱) سنن نسائی ۶: ۵: ۲۳ رقم ۳۶۰۸ (۲) جامع ترمذی ۵: ۶۲۷ رقم ۳۷۰۳

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

بلوائی گھبرا گئے کہ اگر خاندانِ ہاشمی کو یہ پتہ چلا تو ہماری خیر نہیں ہوگی۔ بلوائیوں میں شدید فکر اور کہرام مچ گیا تو انہوں نے سوچا کہ جس مقصد کے لیے ہم اتنے روز سے گھیرا ڈالے ہوئے ہیں وہ بھی ختم ہو جائے گا لہٰذا اسی وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی کو شہید کر دینا چاہیے۔

بس اسی حالت میں موقعہ پا کر ظالموں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پڑوسی عمرو بن حزم کے گھر کا رخنہ لیا اور اس راستہ سے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کے اندر داخل ہو گئے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت نماز ادا فرما کر قرآنِ حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کی زوجہ نائلہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں آپ فرماتی ہیں مجھے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمادیا تھا کہ آج رات مجھ کو میرے آقا و مولیٰ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے اور اس وقت ان کے ہمراہ سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے اور آپ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ کل کا روزہ ہمارے پاس آ کر کھولو۔ آپ متواتر روزے رکھ رہے تھے سیّدہ نائلہ فرماتی ہیں مجھے حضرت کے اس فرمان پر یقین کامل ہو گیا کہ یہ مردِ صالح و کامل سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ آج یقیناً ہم سے جدا ہو جائیں گے اور مجھ کو بے سروسامان چھوڑ جائیں گے اس لیے میں آپ کے پاس ہی بیٹھی تھی کہ بلوائیوں میں سے سب سے پہلے ایک شخص محمد بن ابوبکر آیا اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک کی توہین کی۔ آپ نے تلاوتِ قرآن فرماتے ہوئے فرمایا ارے ظالم! کاش اگر آج تیرا باپ تیری اس حرکت کو دیکھتا تو تجھے قتل کر دیتا۔ یہ سنتے ہی محمد ابن ابوبکر استغفار کہتے کہتے بھاگ گیا۔ پھر اس کے بعد قتیرہ، سودان بن حمران اور غافقی نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ غافقی نے لوہے کی سلاخ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر اس زور سے ماری کہ حضرت کے سر سے خون کی دھار جاری ہو گئی۔ چہرہ مبارک اور داڑھی مبارک خون سے شرابور ہو گئے اور خون کی دھاریں قرآن پاک جو کھلا ہوا تھا اس آیت پر جا کر پڑیں فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ ان کے شر سے آپ کے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قرآنِ پاک جس پر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کی دھاریں پڑی تھیں یہ قرآن تاشقند لائبریری میں موجود تھا جب صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم وہاں دورہ پر گئے تو وہاں سے یہ تحفہ لے کر آئے پھر یہ قرآن عزیز راولپنڈی مسلم لیگ کے دفتر میں مسلمانوں کی زیارت کے لیے رکھا گیا خوش نصیب ہیں جن کو وہ قرآن ملا جو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے لکھا ہوا تھا اور اس پر خون کی دھاریں تھیں اس کو بوسہ دینے اور شرفِ زیارت کا موقعہ ملا اور یہ عظیم تحفہ لے کر آئے۔

اس کے بعد ظالم سودان بن حمران نے میان سے تلوار نکالی اور قتیرہ کے حوالے کی قتیرہ نے تلوار کا جب وار کیا تو سیّدہ حضرت نائلہ نے تلوار کے وار کو اپنے ہاتھ کو بڑھا کر روکا۔

وقت چو ضرورت چوں ماند گریز
دست بگیر و سر شمشیر تیز

سیّدہ نائلہ کے ہاتھ پر تلوار لگی اور آپ کی دو انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔

اگر آپ چاہتے تو اس دوران بھی دشمن کا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن صبر کیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر ظالم سودان بن حمران نے جلدی سے تلوار پکڑی اور حضرت سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ مدینہ طیبہ میں وہ جانِ عزیز، خلیفۃ الرسول دامادِ رسول سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ جامع القرآن کامل الحیاء والایمان کی ادھر نمازِ عصر ختم ہوئی اور ادھر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

دن جمعۃ المبارک کا تھا اور اٹھارہ ذوالحجہ کی تاریخ تھی سن ہجری ۳۵ تھا۔
سلام صدہا سلام برعثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔

بشنو حیا ؤ سیرت عثمان کر بر نکرد
در پیش روئے دشمن قاتل سر از جیا
ایں شرط مہربانی و عشق دوستی است
کز بہر دوستاں بری از دشمنانِ جفا
خاصانِ حق، ہمیشہ بلیہ کشیدہ اند
ہم بیشتر عنایت وھم بیشتر غنا

قدرتِ خداوندی:

اس دوران عجب منظر یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ جب سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا تو اس وقت اس ہلہ میں سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک وفادار غلام بھی داخل ہوا جب اس نے ذوالنورین سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ حال دیکھا تو اس نے اسی تلوار سے ابن حمران کے ٹکڑے کردیئے اس پر قتیرہ نے اس غلام کو مار ڈالا، جب قتیرہ بھاگنے لگا تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دوسرا وفادار غلام بھی اس ہلہ میں آ پہنچا جب اس نے یہ حال دیکھا تو اس نے قتیرہ کے ٹکڑے کر ڈالے (الجواہر)

فراقِ شوہر پر سیّدہ نائلہ کا حال:

اسی وقت حضرت سیّدہ نائلہ رضی اللہ عنہا روتی اور فریاد کرتی ہوئی بالائی منزل پر چڑھ کر آواز دینے لگیں کہ اے لوگو تمہارے ہمدرد صابر و شاکر امیر المؤمنین خلیفہ رسول شہید کردیئے گئے۔ اور رو پڑیں فراق عثمان رضی اللہ عنہ اور اپنے شوہر کی جدائی نے ان کے دل کو پاش پاش کر دیا۔ (الجواہر)

پیش کہ از دردکنم سینۂ چاک
خاک بفرق انگیم از دستِ خاک
حال کرا گویم و ہمدرو کو
ہم نفس یار من آن مرد کو
خاک نفسے نیست دریں بوستان
باکہ تواں گفت غمِ دوستاں
کز بچنیں درد بماند صبور
گلِ نتواں گفت کہ خاراں بود
شہر پر از خلق جہا پر زیار
جان خرابم نبیند یرو قرار

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ان کی اس دردناک اور غمناک آواز کا سننا تھا کہ دروازہ پر کھڑے جانثاران عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ گھر کے اندر دوڑ پڑے۔ دیکھا تو واقعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مذبوح پڑے ہیں۔ حسنین کریمین اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم روتے رہے۔

برآمد نا ہائے آتش آلود
چکاں برخاک و خوں دیدہ بآلود
زہر چشمِ انجمن را خوں برآمد
نفیر از انجمن گردوں آمد
نہ تنہا و نیک خواہاں
کہ غمگین شد ہمہ کوہ بیابان

اس خبرِ شہادت سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر طرف آہ وبکا بلند ہوئی اور لوگ خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سانحۂ قتل اور شہادتِ عظمیٰ پر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے کہ کاش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہم کو اجازت دے دیتے۔ لیکن اس صبر کے بادشاہ نے ایسا نہ کرنے دیا اور وقتِ آخر تک کسی کو دکھ نہ دیا اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانانِ اصحاب واحباب سے جو مدینہ کی گلیاں رنگین ہونی تھیں سب کو بچالیا اور خود اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کردی۔ عاشقِ رسول پیکرِ صدق ووفا نے جو اپنے آقا سے وعدہ کیا تھا اس کو پورا کردیا۔
سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ غم کی حالت میں دوڑتے ہوئے آئے اور آتے ہی حضرات حسنین عظیمین کو مارنا شروع کردیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بچایا اور کہا: ہم کو بھی ماروان کا اور ہم سب کا کچھ قصور نہیں ہم دروازہ پر کھڑے رہے اور ان بلوائیوں کا مقابلہ کیا اور وہ نشانات ہمارے چہروں اور جسموں پر موجود ہیں بلوائی ساتھ والے مکان سے پیچھے ہو کر اندر داخل ہوئے اور ہم کو اس وقت پتہ چلا کہ جب سیّدہ زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کوٹھے پر چڑھ کر آواز دی جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہ جام شہادت نوش فرما چکے تھے اور بلوائی حملہ آور مارے گئے اور باہر کے سب بھاگ گئے مدینہ طیبہ کے حالات سنگین ہوئے انہی ایام میں سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حج کرنے کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئیں ہوئیں تھیں آپ واپس آرہی تھیں کہ راستہ میں آپ کو اس عظیم سانحہ کی خبر سن کر اس قدر دل کو صدمہ پہنچا کہ آپ واپس مکہ معظمہ چلی گئیں۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تجہیز وتکفین:

سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی لاش مقدسہ اٹھارہ ذوالحج بوقتِ عصر سے ۲۰ ذوالحجہ تک گھر میں ہی پڑی رہی اس دوران گھر کے چاروں طرف عالمِ بالا سے یہ آوازیں سنی گئیں:

یابن عفان المبشر بجنان ذات ایوان یابن عفان لبشر وریحان یابن عفان المبشر بغم العرفان یابن عزان المبشر برب غضبان (الجواہر)

جب سیّدنا عثمان ابن عفان کی تجہیز وتکفین کی گئی۔ سرمبارک اس وقت بھی حق حق کی آواز دے رہا تھا۔ اور ۲۰ ذوالحجہ بروز اتوار مغرب وعشاء کے درمیان آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور اس جگہ لے جایا گیا جس کے بارہ میں خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے بلکہ

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ایک بار آپ کا گزر بھی اس جگہ سے ہوا تو آپ نے فرمایا اس جگہ جس کا نام حسن کوکب ہے۔ یہاں پر ایک مظلوم مرد صالح دفن کیا جائے گا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ حضور وہ کون مرد صالح ہے فرمایا جب وہ اس زمین کے ٹکڑے میں دفن ہوگا۔ خود بخود پتہ چل جائے گا اب وہ ارشاد بالکل اسی طرح پورا ہوا۔

چنانچہ حسن کوکب کے باغ میں نمازِ جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور اسی نشان پر آپ کو دفن کیا گیا جس کی پیشین گوئی آپ نے فرمائی تھی۔

وقتِ شہادت حضرت عثمان ابن عفان خلیفۂ سوم کی عمر مبارک بیاسی سال تھی۔ کل بارہ سال کا طویل عرصہ منصب خلافت پر فائز رہ کر شہادت کا جام نوش فرما گئے۔

وَاَبْعَدُ عُثْمَانٍ تَرْجُوا الْخَيْرَ فَاِنَّهُ
قَدْ كَانَ اَفْتَلُ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى سَاقٍ

قتلِ عثمان میں شریک طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا:

یاد رہے کہ اس بات پر روایات شاہد ہیں کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں جو لوگ بھی کسی طریقہ سے شریک ہوئے تھے وہ طرح طرح کی عقوبتوں میں مبتلا ہو کر ذلیل ہو کر مرے کوئی پاگل مجنون ہو کر مرا۔ کوئی پھیپھڑے کے سوکھ جانے سے تڑپ تڑپ کر مرا۔ کوئی جل کر مرا۔ کوئی بلائے عظیم میں مبتلا ہو کر مرا اور کچھ وہ تھے جو اسی وقت مارے گئے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کل ازواج و ابناء و بنات بمعہ اسماء و تعداد

سیّدنا حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی کل آٹھ بیویاں تھیں۔ آٹھ بیٹے آٹھ بیٹیاں کل تعداد اولاد سولہ ہوئی۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۲۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۳۔ جندب از بنی سعد رضی اللہ عنہا
۴۔ فاطمہ بنتِ ولید۔ ۵۔ ملیکہ رضی اللہ عنہا ۶۔ رحلہ رضی اللہ عنہا
۷۔ ام ولد رضی اللہ عنہا ۸۔ حضرت نائلہ بنتِ فافتہ کلبیہ

آپ کے کل بیٹے آٹھ تھے جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ عبداللہ اکبر۔ ۲۔ عبداللہ الاصغر ۳۔ ابان ۴۔ خالد ۵۔ عمر ۶۔ سعید ۷۔ ولید ۸۔ عبدالملک

آپ کی کل بیٹیاں آٹھ تھیں جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ مریم الکبریٰ ۲۔ عائشہ ۳۔ ام ابان ۴۔ ام عمر ۵۔ مریم صغریٰ ۶۔ ام سعید
۷۔ ام البنین ۸۔ ام ایوب (۱)

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولادِ امجاد کے حالات

حضرت سیّدہ رقیہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے یعنی یہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی رقیہ کے بیٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہوئے بچپن شریف میں ہی حضرت عبداللہ کی آنکھ پر ایک مرغ نے ٹھونگ

(۱) نور الابصار۔ الحیات

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)

ماری۔ جس سے زخم گہرا ہو گیا اور اس تکلیف سے ہی چھ سال کی عمر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عبداللہ الاکبر، عمر میں بڑے اور صاحبِ اولاد بھی ہوئے اور مقامِ حسنا میں وفات پائی۔ حضرت ابان کی کنیت ابو سعید تھی۔ اور یہ احادیث کے راویوں میں سے ہوئے ہیں غزوۂ جمل میں سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاضر ہوئے۔ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں والیٔ مدینہ بھی ہوئے اور یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں وفات پائی۔ ان کی اولاد بہت ہوئی۔ خالد۔ ان کی والدہ حضرت نائلہ تھیں ان کے پاس وہ قرآن پاک موجود تھا جس پر حضرت سیّدنا عثمان ان کے والدِ معظم کے وقتِ شہادت خون کے قطرے گرے تھے آپ کثیر الاولاد ہوئے ہیں۔

عمر۔ ان کی والدہ جندب بنی سعد قبیلہ سے تھیں ان کے ہاں بھی اولاد ہوئی۔

ولید۔ فاطمہ بنتِ ولید ان کی والدہ تھیں بڑے خوش نصیب ہوئے کنیت ابو عثمان تھی ایک دور میں ان کو خراسان کا والی بھی بنایا گیا۔ عبد الملک بچپن میں ہی انتقال کر گئے ان کی والدہ ملیکہ تھیں۔

مریم الکبریٰ اور عمر یہ دونوں سگے بہن بھائی تھے۔

عائشہ۔ ان کا نکاح حرث بن حکم سے ہوا تھا۔

ام ابان اور ابان۔ دونوں بہن بھائی تھے ان کا نکاح مروان بن حکم بن العاص سے ہوا۔

ام عمر اور عمر۔ دونوں بہن بھائی تھے ان کی والدہ رحلہ تھیں۔

ام سعید اور سعید دونوں بہن بھائی تھے۔ ان کا نکاح عبداللہ سے ہوا۔

ام البنین۔ ان کی والدہ امِ ولد تھیں۔ (الجواہر)

دُرِ منثور قرآن کی سلک بہی
زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیصِ ہدیٰ
حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام
(امام اہلِ سنت احمد رضا علیہ الرحمہ)

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org)